عمران سیریز
پاور آف ایکسٹو
PAK Society
LIBRARY OF PAKISTAN
ONE SITE ONE COMMUNITY
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچوئیشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ----- محمد ارسلان قریشی
---------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ----- محمد اشرف قریشی
طابع ------ سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

محترم قارئین

السلام و علیکم!

میرا نیا ناول ''پاور آف ایکسٹو'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ناول کیسا ہے یہ تو آپ پڑھ کر جان ہی لیں گے اس لئے اس ناول کے بارے آپ کو کچھ بتانے کی بجائے میں آپ کو ایک روح فرسا خبر بتانا چاہتا ہوں جس کا تعلق میری ذات سے ہے۔ سال 2011ء کے آغاز یعنی جنوری کی اکیس تاریخ کو میری والدہ محترمہ رحلت فرما گئی تھیں جن کے زخم ابھی تازہ تھے کہ اچانک اسی سال کے آخری ماہ دسمبر کی چوبیس تاریخ کو میرے لئے ایک اور انتہائی تکلیف دہ اور روح فرسا خبر آئی جس نے مجھے اندر تک ہلا کر رکھ دیا تھا۔ یہ خبر میرے والد محترم ظہور احمد صاحب کی وفات کی تھی جو اچانک ہونے والے ہارٹ اٹیک کے باعث خالقِ حقیقی سے جا ملے تھے۔

ماں باپ کی ناگہانی موت نے جیسے میری زندگی میں ایک طوفان سا برپا کر دیا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں۔ میرے خاندان میں وہی دو بزرگ ہستیاں تھیں جن کی دعائیں ہر وقت میرے ساتھ رہتی تھیں اور دونوں ہی ہستیاں اب اس دنیا میں نہیں ہیں جس کا میں جتنا بھی دکھ اور افسوس کروں کم ہو گا۔ میری آپ سب دوستوں سے درخواست ہے کہ جس طرح سے آپ نے خصوصی طور پر میری والدہ محترمہ کی بخشش اور ان کے درجات کی
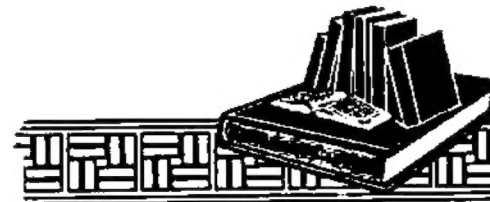
بلندی کے لئے دعائیں کی تھیں اسی طرح میرے بزرگوار والد محترم
ظہور احمد صاحب (مرحوم) کے لئے بھی بخشش اور ان کے درجات
کی بلندی کے لئے خصوصی دعا فرمائیں ۔ میرے والد محترم انتہائی
نیک، بزرگ اور محنت کش انسان تھے وہ جلد بندی کا کام کرتے
تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں آخری دم تک اپنی محنت آپ کے تحت
سرخرو رکھا تھا اور انہوں نے اپنی زندگی کی جو آخری جلد بندی کی
تھی وہ قرآن پاک کی تھی۔ اللہ تعالیٰ اسی قرآن پاک کے صدقے
ان کی مغفرت فرمائے اور انہیں قبر اور روز محشر کی سختیوں سے محفوظ
رکھے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات سے سرفراز فرمائے
اور مجھے اور میرے بہن بھائیوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

یہ درست ہے کہ ہم اس جہان فانی میں رہتے ہیں اور ہر ایک
کو لوٹ کر اسی قادرِ مطلق کی طرف جانا ہے۔لیکن ماں باپ کا رشتہ
ایسا ہوتا ہے جس سے انسان پنپتا ہے اور کامیابیوں کی منزلیں طے
کرتا ہوا آگے ہی آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یہ میرے ماں باپ کی
ان گنت دعاؤں کا ہی نتیجہ ہے کہ میں آپ کے لئے ہمیشہ نئی جہت
سے بھرپور اور منفرد انداز کے ناول تحریر کر رہا ہوں اور آپ نہ
صرف میرے ناولوں کو پسند کرتے ہیں بلکہ مجھے خطوط اور ای میلز
کے ذریعے اپنی محبتوں کے پیغام بھی ارسال کرتے ہیں جس کے
لئے میں آپ سب کا جس قدر شکریہ ادا کروں کم ہو گا۔ لیکن اب
ماں باپ کی عظیم دعاؤں سے میں ہمیشہ کے لئے محروم ہو چکا

ہوں۔ جس کا غم شاید زندگی میں کبھی کم نہ ہو گا۔

سابقہ ناول 'اقارم' میں عمران کی طرف سے ایک سوال دیا گیا
تھا۔ جب وہ ناول آپ کے ہاتھوں میں ہو گا تب تک یہ ناول
'پاور آف ایکسٹو' پرنٹنگ کے لئے پریس میں جا چکا ہو گا۔ جب
تک آپ کے جوابات مجھ تک پہنچیں گے اس وقت تک وہ ناول
تیار ہو چکا ہو گا۔ اس لئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ ہر سوال کا جواب
اگلے ماہ کے ناول میں دینے کی بجائے اس سے آگے آنے والے
ناول میں دیا جائے۔ مثال کے طور پر 'اقارم' جو آپ کو ماہ جنوری
میں ملا تھا اس کے بعد یہ ناول 'پاور آف ایکسٹو' آپ کے ہاتھوں
میں ہے اور اس کے بعد 'کوڈ کلاک' آئے گا تو 'اقارم' میں کئے گئے
سوال کا جواب اور ان قارئین کے خطوط آپ کو اگلے ناول یعنی 'کوڈ
کلاک' میں ملیں گے۔ اور اس ناول میں آپ سے جو سوال کیا
جائے گا اس کا جواب آپ 'کوڈ کلاک' کے بعد آنے والے ناول
میں پائیں گے اس طرح آپ سب کو وقت بھی مل جائے گا اور
آپ کے بھیجے ہوئے خطوط اور سوال کے جواب بھی مجھ تک پہنچ
جائیں گے جن میں سے پہلے دس خطوط پر انعام دیا جائے گا اور وہ
انعام میرے، صفدر شاہین یا پھر ارشاد العصر جعفری صاحب کے کسی
بھی ناول کی شکل میں ہو گا جو آپ کی اپنی پسند کے مطابق ہو گا۔
اس بار آپ سے سوال کرنے والا صفدر ہے۔ عمران کے سوال کا
جواب تو آپ ارسال کر ہی چکے ہوں گے اب آپ صفدر کے سوال

کے جواب کی تیاری کریں اور جلد سے جلد اس کے سوال کا جواب لکھ کر ہمیں ارسال کر دیں۔

ایک بار پھر عرض کروں گا کہ جو قارئین خطوط ارسال کریں ان سے درخواست ہے کہ وہ اپنا موبائل نمبر بھی ضرور تحریر کریں تا کہ جیسے ہی آپ کا خط ادارہ کو موصول ہو اس کی رسید آپ کو ایس ایم ایس کی شکل میں فوری طور پر اس نمبر پر Send کر دی جائے۔ اس طرح اس بات کی بھی تصدیق ہو جائے گی کہ خط مجھ تک پہنچ گیا ہے۔ پہلے دس خطوط کو باقاعدہ شائع بھی کیا جائے گا اور جو خطوط رہ جائیں گے ان تمام قارئین کے نام بھی شائع کئے جائیں گے۔ تو پھر اٹھائیں قلم اور کاغذ اور فوراً جواب تحریر کر کے ادارے کو پوسٹ کر دیں تا کہ آپ کا نام ان پہلے دس قارئین کی لسٹ میں آ جائے جو تین مصنفین میں سے اپنی مرضی کے کسی ایک مصنف کا ناول خصوصی طور پر تحفے میں حاصل کر سکتے ہیں۔

قارئین سے صفدر کا سوال

ایک مچھیرے کو جو سمندر میں مچھلیاں پکڑ رہا تھا ایک بوتل ملی۔ اس بوتل پر کارک لگا ہوا تھا۔ مچھیرے نے بوتل پکڑی اور جب مچھیرے نے بوتل کا کارک کھولا تو اچانک بوتل میں سے ایک جن نکل آیا۔ مچھیرا جن کو دیکھ کر ڈر گیا لیکن جن نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ وہ نہ ڈرے۔ مچھیرے نے چونکہ جن کو بوتل سے ایک ہزار سال کے بعد آزادی دلائی ہے اس لئے جن اس مچھیرے کی

زندگی بدلنا چاہتا تھا۔ جن نے مچھیرے سے کہا کہ وہ اپنی کوئی ایک خواہش بتائے جسے وہ پورا کر دے گا۔ مچھیرے نے جن سے ایک دن کی مہلت مانگی کہ وہ گھر جا کر اپنے بوڑھے ماں باپ اور بیوی سے مشورہ کرنا چاہتا ہے تا کہ وہ اس سے کچھ ایسا مانگے کہ واقعی اس کی زندگی بدل جائے۔ جن نے اسے اجازت دے دی۔ مچھیرے کے گھر میں اس کے غریب ماں باپ اور اس کی بیوی رہتی تھی۔ مچھیرے کی ماں اندھی تھی۔ مچھیرے نے جب ان تینوں کو جن کے بارے میں بتا کر ایک خواہش کا پوچھا تو اس کی بوڑھی ماں نے مچھیرے سے کہا کہ وہ جن سے کہہ کر اسے آنکھیں دلا دے۔ بوڑھے باپ نے کہا کہ اسے دولت دلا دے جبکہ مچھیرے کی بیوی کا کہنا تھا کہ وہ اولاد کی نعمت سے محروم ہے۔ اسے اولاد چاہئے۔ ان تینوں کی خواہشیں سن کر مچھیرا بے حد پریشان ہوا۔ جن نے اس کی ایک خواہش پوری کرنے کا کہا تھا لیکن اس کے باپ، ماں اور بیوی کی الگ الگ خواہشیں تھی۔ مچھیرا رات بھر سوچتا رہا۔ اگلے دن وہ جب جن سے ملنے گیا تو اس نے جن سے ایک ایسی بات کی کہ جن کو اس کی ایک خواہش میں ہی اس کی تینوں خواہشیں پوری کرنی پڑ گئیں۔ اس کی بوڑھی ماں کو آنکھیں مل گئیں۔ باپ کو دولت اور اس کی بیوی کو اولاد جیسی نعمت بھی مل گئی۔

❁ اب آپ کو یہ بتانا ہے کہ مچھیرے نے جن سے کیا کہا تھا کہ جن نے ایک خواہش میں مچھیرے کی تین خواہشیں پوری کر دی

تھیں؟ یہ سوال چونکہ قدرے الجھا ہوا ہے اس لئے صفدر نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے آپ کے لئے دو جگہ خالی چھوڑ دی ہیں۔ آپ کو بس وہ خالی جگہ پُر کرنی ہے جس سے صفدر کے سوال کا جواب مکمل ہو جائے گا۔

جواب: (میری بوڑھی .... میری اولاد کو .... کے جھولے میں دیکھنا چاہتی ہے۔)

اپنے سوال کا جواب ایک الگ کاغذ پر اپنے پورے نام و پتے اور سیل فون نمبر کے ساتھ ادارے کو ارسال کریں۔ خط ملتے ہی ادارہ کی طرف سے آپ کو بذریعہ Sms بتا دیا جائے گا کہ خط مجھ تک پہنچا دیا گیا ہے۔ یاد رہے اس سوال کا جواب "پاور آف ایکسٹو" کے بعد شائع ہونے والے ناول میں دیا جائے گا۔ جس کا نام 'کوڈ کلاک' ہے۔ شکریہ۔

اب اجازت دیجئے!

اللہ آپ سب کا نگہبان ہو۔ (آمین)

آپ کا مخلص

ظہیر احمد

E.Mail Address arsalan.publications@gmail.com

آدھی رات کا وقت تھا۔ آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے جس کی وجہ سے تاریکی میں بے پناہ اضافہ ہو گیا تھا۔

اس تاریکی میں نو افراد پاکیشیا کے شمالی علاقے کی ایک چکر دار پہاڑی سے گزرتے ہوئے نہایت احتیاط سے پہاڑی سے اتر رہے تھے۔ ان سب نے سیاہ رنگ کے لباس پہن رکھے تھے اور ان کے چہروں پر بھی سیاہ نقاب چڑھے ہوئے تھے۔ سیاہ لباسوں میں ملبوس ہونے کی وجہ سے وہ سب تاریکی کا ہی جزو دکھائی دے رہے تھے۔

وہ سب کمانڈوز کے انداز میں رینگنے والے انداز میں پہاڑی سے نیچے جا رہے تھے۔ وہ جس پہاڑی سے نیچے جا رہے تھے وہ بھی سیاہ پہاڑی تھی اس لئے وہ سب جیسے اس پہاڑی میں ہی ضم ہو گئے تھے جس کی وجہ سے انہیں آسانی سے نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔

ان سب نے چونکہ آنکھوں پر نائٹ ویوز لینز لگا رکھے تھے اس لئے

وہ اندھیرے میں بھی دن کی روشنی کی طرح دیکھ سکتے تھے۔

وہ سب پہاڑی علاقوں سے گزر کر ایک گہری کھائی میں اترے تھے اور پھر کھائی کے ایک کنارے پر چڑھتے ہوئے ایک پہاڑی پر آ گئے تھے۔ پہاڑی کی چوٹی پر آ کر وہ کچھ دیر ستاتے رہے اور پھر وہ نہایت احتیاط سے پہاڑی کی دوسری طرف اترنا شروع ہو گئے تھے۔ وہ سب ایک دوسرے سے مناسب فاصلے پر رہ کر کچھ دیر پہاڑی سے نیچے اترتے رہے پھر جیسے ہی پہاڑی عمودی اور سپاٹ ہوئی وہ فوراً پیٹ کے بل لیٹ گئے اور پیٹ کے بل رینگتے ہوئے مخصوص انداز میں پہاڑی سے نیچے اترنا شروع ہو گئے۔ گو کہ اس انداز میں پہاڑی سے اترنا انتہائی دشوار اور خطرناک تھا لیکن وہ سب نہایت ماہرانہ انداز میں رینگ رہے تھے جیسے وہ منجھے ہوئے کمانڈوز ہوں۔

ان سب نے کمروں پر بیگ لاد رکھے تھے اور ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں دکھائی دے رہی تھیں۔ سامنے میدانی علاقے میں ایک بیس کیمپ موجود تھا جس کے چاروں طرف باڑ لگی ہوئی تھی۔ بیس کیمپ میں ہر طرف فوجی بارکیں دکھائی دے رہی تھیں۔ دائیں طرف ایک بڑا سا داخلی دروازہ بنایا گیا تھا جہاں نہ صرف سرچ ٹاور تھا بلکہ وہاں انتہائی ٹائٹ سیکورٹی بھی موجود تھی۔

اردگرد کے ماحول پر نظر رکھنے کے لئے کیمپ کے جنوب میں بھی ایک ٹاور لگا ہوا تھا جس میں انتہائی ہائی پاور کی سرچ لائٹ لگی

ہوئی تھی۔ اس سرچ لائٹ سے کیمپ کو روشن رکھنے کے ساتھ ساتھ اردگرد کے ماحول پر بھی نظر رکھی جاتی تھی۔

کیمپ کی حفاظت کے لئے کیمپ کے اندر اور باہر بڑی تعداد میں سیکورٹی اہلکار تعینات تھے جو چاروں طرف پہاڑیوں اور کیمپ کی طرف آنے والے راستوں پر نظر رکھے ہوئے تھے۔ اس کیمپ کا سیکورٹی سسٹم اس قدر ٹائٹ تھا کہ اگر کوئی کیڑا بھی رینگتا ہوا کیمپ کی طرف بڑھنا چاہتا تو وہ بھی سیکورٹی کی نگاہوں میں آئے بغیر آگے نہیں جا سکتا تھا۔

سیکورٹی اہلکاروں کے ساتھ ساتھ کیمپ کے اردگرد کے ماحول پر نظر رکھنے کے لئے کیمپ کے چاروں طرف کلوز سرکٹ کیمرے بھی لگے ہوئے تھے جن سے زمین پر رینگنے والی ایک چیونٹی کو بھی آسانی سے چیک کیا جا سکتا تھا۔

ان سیاہ پوشوں نے ایک دوسرے سے بات چیت کرنے کے لئے کانوں میں منی ایئر فون لگا رکھے تھے جن کے ساتھ مائیک بھی نصب تھے۔ یہ پہاڑی چونکہ سپاٹ تھی اور اس کے عقب اور دائیں طرف گہری کھائیاں تھیں اس لئے کیمپ کے اہلکار اس پہاڑی پر تعینات نہیں تھے جبکہ اردگرد کی دوسری پہاڑیوں پر کئی مسلح افراد موجود تھے جو پہاڑیوں کے اطراف میں پہرہ دے رہے تھے۔

پہاڑی سے نیچے آتے ہوئے وہ اردگرد موجود دوسری پہاڑیوں پر تعینات مسلح افراد کے ساتھ ساتھ کیمپ کی طرف موجود سیکورٹی

اہلکاروں پر بھی نظر رکھے ہوئے تھے۔ جیسے ہی سرچ ٹاورز کی سرچنگ لائٹس ان کی طرف گھومتی تھیں وہ بازو سمیٹ کر سر پر رکھ کر اپنے چہرے تک چھپا لیتے تھے اور وہیں ساکت ہو جاتے تھے پھر جیسے ہی سرچ لائٹس کا رخ بدل جاتا تو وہ پھر مخصوص انداز میں نیچے اترنا شروع کر دیتے۔

اب تک وہ آدھی سے زیادہ پہاڑی سے اتر کر نیچے آ چکے تھے۔ نیچے چونکہ پہاڑی قدرے ہموار تھی اس لئے وہ لڑھکتے ہوئے تیزی سے نیچے جا سکتے تھے لیکن جیسے ہی وہ لڑھک کر نیچے جاتے نہ صرف پہاڑی سے کچھ فاصلے پر موجود مسلح افراد بلکہ پہاڑیوں پر موجود مسلح افراد کی بھی ان پر نظر پڑ جاتی اور جیسے ہی مسلح افراد کی ان پر نظر پڑتی ان پر فوراً فائر کھول دیا جاتا جس سے بچنا ان کے لئے تقریباً ناممکن ہو جاتا۔

کچھ دیر وہ پہاڑی سے انچ انچ نیچے کھسکتے رہے پھر وہ ہموار ہوتی ہوئی پہاڑی کی ایک بڑی چٹان کے پاس رک گئے تھے اور سر اٹھا کر اردگرد کے ماحول کا جائزہ لینا شروع ہو گئے۔

”یہاں تو بہت سخت سیکورٹی ہے۔ جیسے ہی ہم نیچے جائیں گے وہ نہ صرف ہمیں دیکھ لیں گے بلکہ ہمیں دیکھتے ہی وہ ہم پر چاروں طرف سے گولیوں کی بوچھاڑ کر دی جائے گی“...... ایک نوجوان نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ چونکہ سب کے ایئر فون اور مائیک آن تھے اس لئے ان سب نے ہی اس کی بات سن لی

تھی۔

”تو تمہارا کیا خیال ہے۔ ہم ان کے ڈر سے یہیں رکے رہیں گے۔ ہم یہاں ایکشن کرنے کے لئے آئے ہیں۔ یہ دیکھنے کے لئے نہیں کہ یہاں کی سیکورٹی کیسی ہے“...... دوسرے نوجوان نے منہ بناتے ہوئے بڑے تلخ لہجے میں کہا۔

”یہ بات نہیں ہے۔ میں اس کیمپ کے لوز پوائنٹ کے حوالے سے بات کر رہا تھا کہ اگر ہمیں کسی طرف سے کوئی لوز پوائنٹ مل جائے تو ہم اس سے گزر کر کیمپ میں داخل ہو سکتے ہیں لیکن یہاں دیکھ کر تو ایسا لگتا ہے جیسے اس کیمپ کی حفاظت کے لئے انتہائی فول پروف انتظامات کئے گئے ہیں اور کسی طرف کوئی لوز پوائنٹ چھوڑا ہی نہیں گیا ہے“...... پہلے بولنے والے نوجوان نے کہا۔

”چیف نے ہمیں پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ اس جگہ انتہائی ٹائٹ اور فول پروف سیکورٹی موجود ہے اس لئے کسی کی نظروں میں آئے بغیر ہمیں کیمپ میں داخل ہونا ہے اور ہر حال میں اس کیمپ سے نائن ایکس تھری حاصل کرنا ہے“...... ایک لڑکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آخر یہ نائن ایکس تھری ہے کیا۔ اس کے بارے میں تو آپ نے ہمیں کوئی تفصیل بتائی ہی نہیں تھی“...... تیسرے نوجوان نے پوچھا۔

”اس کے بارے میں چیف نے مجھے بھی کچھ نہیں بتایا ہے۔

بس چیف نے یہی کہا تھا کہ کیمپ کا انچارج کرنل کاشان ہے۔ ہمیں اسے ہر حال میں زندہ پکڑنا ہے۔ اس کے علاوہ بیس کیمپ کے اسلحے کے ڈپو میں ایک باکس میں موجود ہے جو لاکڈ ہے نائن ایکس تھری اسی باکس میں موجود ہے۔ ہمیں یہاں سے وہ لاکڈ باکس حاصل کرنا ہے اور اسے چیف تک پہنچانا ہے''...... لڑکی نے کہا۔

''اور چیف نے آپ کو یہ بھی بتایا تھا کہ اس کیمپ کے انچارج کرنل کاشان کے میک اپ میں کوئی دشمن ایجنٹ موجود ہے۔ اس کا تعلق کافرستان سے ہے اور اس نے کیمپ پر قبضہ کر رکھا ہے تاکہ موقع ملتے ہی وہ یہاں سے نائن ایکس تھری لے کر کافرستان فرار ہو سکے''...... چوتھے نوجوان نے کہا۔

''ہاں۔ چیف کے کہنے کے مطابق کرنل کاشان کی جگہ ایک کافرستانی ایجنٹ نے لے رکھی ہے جو اس کیمپ میں داخل ہو گیا ہے اور وہ یہاں آیا ہی صرف نائن ایکس تھری کے لئے ہے۔ نائن ایکس تھری جس باکس میں موجود ہے وہ اتنا بھی چھوٹا نہیں ہے کہ کافرستانی ایجنٹ اسے اپنی جیب میں ڈال کر لے جائے۔ اس کیمپ میں ایک میجر اور کیپٹن بھی موجود ہیں جو اس نائن ایکس تھری کی حقیقت سے واقف ہیں اس لئے جب تک کافرستانی ایجنٹ جس نے کرنل کاشان کا روپ دھار رکھا ہے انہیں راستے سے نہیں ہٹا لیتا اس وقت تک وہ یہاں سے نائن ایکس تھری نہیں لے جا سکتا ہے۔

چیف کے کہنے کے مطابق جس ڈپو میں نائن ایکس تھری کا باکس موجود ہے وہاں کیمپ کا انچارج کرنل کاشان اکیلا نہیں جا سکتا ہے۔ اگر کرنل کاشان وہاں جانا بھی چاہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ کیمپ کے سیکنڈ اور تھرڈ انچارج کو اپنے ساتھ لے جائے اور پھر وہ وہاں سے نائن ایکس تھری نکال سکتا ہے''...... لڑکی نے جواب دیا۔

''وہ ایجنٹ کب سے اس کیمپ میں موجود ہے۔ میرا مطلب ہے وہ ایجنٹ جس نے کرنل کاشان کی جگہ سنبھال رکھی ہے''۔ ایک اور لڑکی نے پوچھا۔

''وہ کل سے یہاں موجود ہے اس لئے چیف کو یقین ہے کہ نائن ایکس تھری تک پہنچنے کے لئے کافرستانی ایجنٹ کو فول پروف پلاننگ کرنی پڑے گی تب ہی وہ یہاں سے نائن ایکس تھری نکال کر لے جا سکتا ہے اور یہ پلاننگ وہ ایک دو روز میں نہیں کر سکتا ہے۔ اس کے لئے اسے ایک ہفتہ یا اس سے بھی زائد وقت لگ سکتا ہے یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اس وقت تک کا انتظار کرے کہ جب تک مزید ایجنٹ اس کے پاس نہ پہنچ جائیں جو کیمپ کے سیکنڈ اور تھرڈ انچارج کی جگہ سنبھال سکیں''...... پہلی لڑکی نے کہا۔

''لیکن اس ایجنٹ کے بارے میں چیف کو انفارمیشن کہاں سے ملی تھیں اور وہ ایجنٹ اس قدر فول پروف حفاظتی انتظامات سے گزر کر کیمپ میں کیسے داخل ہوا تھا''...... چھٹے نوجوان نے پوچھا۔

’’چیف نے اس بات کا مجھے جواب دیتے ہوئے کہا تھا کہ کرنل کاشان کیمپ سے ایک دن کی رخصت لے کر اپنے گھر گیا تھا جہاں پہلے سے ہی کوئی کافرستانی ایجنٹ اس کی گھات لگائے بیٹھا تھا۔ جیسے ہی کرنل کاشان اپنی رہائش گاہ میں داخل ہوا اس پر اچانک حملہ کر دیا گیا اور حملہ آوروں نے اسے اپنی طرف سے وہیں ہلاک کر کے پھینک دیا تھا۔ کرنل کاشان نے رات اپنے گھر میں قیام کرنا تھا اور اگلے روز سرداور سے ملاقات کرنی تھی۔ لیکن سرداور کو ایمرجنسی تھی اس لئے انہوں نے اگلے دن کا انتظار نہیں کیا اور فوراً کرنل کاشان کی رہائش گاہ پہنچ گئے۔ جب سرداور کرنل کاشان کے گھر پہنچے تو انہیں ایک تو وہاں گیٹ کھلا ہوا ملا اور جب وہ اندر گئے تو انہیں ہر طرف لاشیں ہی لاشیں پڑی ہوئی دکھائی دی تھیں۔ سردار نے اس کی رپورٹ فوری طور پر سر سلطان کو دی اور سر سلطان نے ساری رپورٹ چیف کو دے دی۔ جس پر چیف نے فوری طور پر حرکت میں آتے ہوئے خود ہی ساری انکوائری کی اور انہیں وہاں کرنل کاشان کی مسخ شدہ لاش بھی مل گئی۔ جس کے ڈی این اے ٹیسٹ کے بعد یہ ثابت ہو گیا کہ وہ کرنل کاشان ہی تھا اور اس کی رہائش گاہ میں جو لاشیں ملی تھیں وہ کرنل کاشان کے گھر والوں، ملازمین اور گارڈز کی تھیں جو کرنل کاشان کی رہائش گاہ کی حفاظت پر مامور تھے۔ چیف نے فوری طور پر بیس کیمپ میں رابطہ کیا تو انہیں یہ سن کر شدید حیرت ہوئی کہ کرنل کاشان چند گھنٹوں کے لئے کیمپ

سے گیا ضرور تھا لیکن وہ کیمپ واپس آ چکا ہے۔

چیف نے چونکہ کیمپ کے سیکنڈ انچارج سے بات کی تھی اس لئے انہیں کرنل کاشان کے وہاں پہنچنے کا علم ہو گیا تھا اور چونکہ چیف کو پہلے ہی کرنل کاشان کی لاش مل چکی تھی اس لئے انہیں یقین ہو گیا تھا کہ کیمپ میں جانے والا کرنل کاشان نہیں بلکہ کوئی اور ہے۔ چیف کو کرنل کاشان کی رہائش گاہ میں کلوز سرکٹس کیمروں سے جو فوٹیج ملی تھیں ان فوٹیج کو دیکھ کر چیف کو علم ہو گیا تھا کہ وہاں کیا ہوا تھا۔ کرنل کاشان کے آنے سے پہلے ہی چند سیاہ پوشوں نے کرنل کاشان کے گھر پر قبضہ کر لیا تھا اور سب کو ختم کر دیا تھا۔ ان کے پاس مصدقہ اطلاع تھی کہ کرنل کاشان رات کے وقت اپنی رہائش گاہ واپس آئے گا اس لئے وہ سب کرنل کاشان کے انتظار میں ہی وہاں چھپے ہوئے تھے اور پھر جیسے ہی کرنل کاشان اپنی رہائش گاہ میں پہنچا اس پر فوراً جان لیوا حملہ کر دیا گیا اور اسے ہلاک کر کے اس کا چہرہ مسخ کر دیا گیا تا کہ اس کی لاش پہچانی نہ جا سکے۔ کلوز سرکٹ کیمروں کے ساتھ رہائش گاہ میں وائس ریکارڈر بھی لگے ہوئے تھے جس کی وجہ سے ان سیاہ پوشوں کی آوازیں بھی ریکارڈ ہو گئی تھیں۔ کلوز سرکٹ کیمروں سے چیف نے جو فوٹیج حاصل کئے تھے ان میں سیاہ پوشوں کے چہرے تو دکھائی نہیں دیئے تھے لیکن ان کی بات چیت سے چیف کو علم ہو گیا تھا کہ وہ کافرستانی ایجنٹ ہیں جو زیرو کیمپ سے نائن ایکس تھری حاصل کرنا چاہتے ہیں

اور ان میں ایک کافرستانی سپریم ایجنٹ بھی موجود تھا جس کا نام کرنل اشوتا ہے۔ کرنل اشوتا نے ہی کرنل کاشان کی جگہ لے کر زیرو کیمپ میں جانے کا پروگرام بنایا تھا اور چیف کو زیرو کیمپ کے سیکنڈ انچارج نے بتایا تھا کہ کرنل کاشان واپس کیمپ لوٹ آیا ہے تو چیف کو علم ہو گیا کہ وہ کرنل کاشان نہیں بلکہ کافرستانی سپریم ایجنٹ کرنل اشوتا ہے۔ کرنل اشوتا چونکہ سپریم ایجنٹ ہے اور اس نے زیرو کیمپ پر قبضہ کر لیا ہے اس لئے چیف اس پر ڈائریکٹ ہاتھ نہیں ڈالنا چاہتا تھا ورنہ کیمپ کے سیکنڈ اور تھرڈ انچارج کو بتا کر اسے کیمپ میں ہی پکڑا جا سکتا تھا لیکن چیف جانتا تھا کہ سپریم ایجنٹ آسانی سے ہاتھ آنے والے نہیں ہوتے اس لئے انہوں نے کیمپ کے سیکنڈ اور تھرڈ انچارج سے کوئی بات نہیں کی تھی اور انہوں نے فوری طور پر مجھے کال کیا اور مجھے حکم دیا کہ میں تم سب کو لے کر فوراً زیرو کیمپ کی طرف روانہ ہو جاؤں جو شمالی علاقے کی ایک وادی میں موجود ہے۔ انہوں نے چونکہ مجھے بریفنگ دے دی تھی اس لئے میں تمہیں لے کر یہاں آ گئی''......لڑکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا جو جولیا تھی اور باقی سب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران تھے۔ وہ سب ایک ساتھ ہی وہاں آئے تھے اس لئے انہیں جولیا نے چیف کی ہدایات پر عمل کرنے کے لئے کہا تھا اور انہیں اپنے مشن کی چیدہ چیدہ باتیں بتا دی تھیں۔ اب انہیں موقع ملا تو انہوں نے جولیا سے مشن کی تفصیلات کا پوچھا تھا اور جولیا نے انہیں تفصیل سے

جواب دینا شروع کر دیا تھا۔ اس بار عمران ان کے ہمراہ نہیں تھا اس لئے وہ سب جولیا کی لیڈر شپ میں یہاں آئے تھے۔ جولیا کے ساتھ صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر، صالحہ اور فور سٹارز یہاں آئے تھے۔

''یہ سب تو آپ نے ہمیں پہلے ہی بتا دیا تھا مس جولیا۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ چیف نے ہمیں یہاں ڈائرکٹ ایکشن کرنے کے لئے کیوں کہا ہے۔ کیمپ میں ایک ہی کافرستانی سپریم ایجنٹ موجود ہے۔ اسے ابھی اس بات کا علم نہیں ہے کہ اس کی حقیقت کھل چکی ہے۔ اس لئے چیف ہمیں ایکشن کرنے کی بجائے خاموشی سے یہاں بھیج دیتا اور ہم کیمپ میں داخل ہو کر آرام سے اسے پکڑ لیتے''......صالحہ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ چیف نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ کرنل کاشان نے کیمپ میں واپس آتے ہی کیمپ کے سیکنڈ اور تھرڈ انچارج کو سپیشل فورس کے ساتھ یہاں سے چار سو کلو میٹر دور ڈبل ون کیمپ کی طرف بھیجا ہے۔ وہ سب چونکہ یہاں سے جا چکے ہیں اس لئے کرنل کاشان ہی اس کیمپ کا کرتا دھرتا بن چکا ہے اور وہ چونکہ کل شام سے اس کیمپ میں موجود ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس نے کیمپ میں اپنے مزید ساتھیوں کو بلا لیا ہو اور اس کے ساتھی بھی ظاہر ہے اس کیمپ میں ہوں گے اور وہ ان مسلح افراد میں بھی شامل ہو سکتے ہیں اس لئے چیف نے ہمیں یہاں کارروائی کرنے کا حکم دیا ہے۔ چیف نے کہا ہے کہ ہم یہاں ایسی کارروائی کریں کہ کسی کو اس کی بھنک

تک نہ لگے اور ہم خاموشی سے کیمپ میں داخل ہو کر کرنل کاشان کو اور کیمپ میں موجود نائن ایکس تھری کے باکس کو ان تک پہنچا دیں۔ پھر وہ خود ہی اس کافرستانی سپریم ایجنٹ سے یہ اگلوا لیں گے کہ کیمپ میں اس کے کون کون سے باقی ساتھی موجود ہیں اور وہ کس روپ میں ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''اگر یہاں سے کرنل کاشان یا اس کے روپ میں کافرستانی سپریم ایجنٹ کو ہی نکالنا ہے تو پھر چیف کو نائن ایکس تھری کی کیا ضرورت ہے۔ آپ نے بتایا ہے کہ نائن ایکس تھری والا باکس اسلحے کے جس ڈپو میں موجود ہے اس ڈپو تک خود کرنل کاشان بھی کیمپ کے سیکنڈ اور تھرڈ انچارج کے بغیر نہیں جا سکتا تو پھر اس کا مطلب تو یہی ہے نا کہ نائن ایکس تھری وہاں محفوظ ہے جب کافرستانی سپریم ایجنٹ اس تک نہیں پہنچ سکتا تو بھلا اس کے ساتھی وہاں کیسے پہنچ سکتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''اگر کرنل اشوتا کے ساتھیوں کو معلوم ہوا کہ کرنل اشوتا کیمپ میں نہیں ہے تو وہ کیمپ اڑانے کی کوشش بھی تو کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے انہیں کہیں سے گولہ بارود لانے کی بھی ضرورت نہیں ہو گی۔ سب کچھ انہیں اسی کیمپ سے مل جائے گا۔ اگر انہوں نے ایسا کیا تو اس کے ساتھ نائن ایکس تھری بھی ختم ہو جائے گا جو چیف کے کہنے کے مطابق پاکیشیا کی اہم ضرورت ہے''...... جولیا نے کہا۔

''کیا یہ کسی اسلحے کا نام ہے''......تنویر نے پوچھا۔

''میں نہیں جانتی۔ چیف نے اس سلسلے میں بتانے سے گریز کیا تھا''...... جولیا نے جواب دیا۔

''ہم اگر اسلحے کے ڈپو تک پہنچ بھی جائیں تو ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ نائن ایکس تھری کس شکل میں ہے اور کس باکس میں موجود ہے۔ اسلحے کے ڈپو میں ظاہر ہے اسلحہ بھی بند پیٹیوں اور باکسز میں ہی ہوتا ہے''......صدیقی نے کہا۔

''چیف نے مجھے اس باکس کی نشانی بتائی تھی۔ وہ ایک سیاہ رنگ کا باکس ہے جو تابوت کی شکل کا ہے اور اس تابوت پر سرخ رنگ کے تین بچھو بنے ہوئے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''بس یہی نشانی بتائی ہے''...... خاور نے کہا۔

''ہاں۔ ہمیں وہاں ایسا جو بھی باکس ملے گا ہم اسے نکال لائیں گے اور کرنل کاشان سمیت اسے چیف تک پہنچا دیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''ظاہر ہے چیف کا حکم ہے۔ اسے تو ہم نے پورا کرنا ہی ہے اور اس کے سوا ہم کر بھی کیا سکتے ہیں''...... نعمانی نے کہا اور وہ سب مسکرا دیئے۔

''اب کس بات کا انتظار ہے۔ ہمیں کارروائی شروع کر دینی چاہئے''...... صالحہ نے کہا۔

''مس صالحہ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ ہمیں واقعی اپنی کارروائی شروع کر دینی چاہئے''...... چوہان نے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔ سب گیس ماسک پہن لیں اور صفدر، کیپٹن شکیل تم دونوں اپنے ریموٹ کنٹرول نکالو اور منی ہیلی کاپٹرز کھائی سے اُڑا کر یہاں لے آؤ اور ان میں سے ایک بیس کیمپ کے درمیان میں اور دوسرا قدرے فاصلے پر گرا دو"...... جولیا نے کہا تو ان سب نے اپنے جسموں سے بیگ اتارے اور مگر مچھوں کی طرح لیٹ گئے۔ ان کے لیٹنے کا انداز ایسا تھا کہ اب ان کی ٹانگیں پہاڑی کی چوٹی کی طرف تھی اور سر نیچے کی طرف۔ انہوں نے بیگ اپنے سامنے رکھے اور انہیں کھولنا شروع ہو گئے اور پھر انہوں نے بیگوں میں سے گیس ماسک نکال کر چہروں پر چڑھانے شروع کر دیئے۔ صفدر نے گیس ماسک اپنے چہرے پر چڑھانے کے بعد پھر اپنے بیگ میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹی سی مشین نکال لی۔ اس مشین پر ریموٹ کنٹرول کرنے والے بٹن اور لیور بھی لگے ہوئے تھے اور ایک سکرین بھی تھی۔ صفدر نے اس مشین کو سیٹ کر کے دوبارہ بیگ کے اندر رکھا اور بیگ کے اندر ہی اسے آن کر دیا۔ سکرین ہونے کی وجہ سے اسے دور سے دیکھا جا سکتا تھا اس لئے اس نے مشین کو بیگ کے اندر ایڈجسٹ کر کے آن کیا تھا تاکہ سکرین کی روشنی باہر نہ نکل سکے۔ لیکن چونکہ بیگ کا منہ کھلا ہوا تھا اس لئے جیسے ہی سکرین روشن ہوئی، بیگ سے ہلکی ہلکی روشنی خارج ہونا شروع ہو گئی تو صفدر نے فوراً بیگ میں ہاتھ ڈال کر اسے بند کر دیا۔

"سکرین کی روشنی سے تو مسلح افراد فوراً ہماری طرف متوجہ ہو جائیں گے"...... صفدر نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔ تم نے جو کرنا ہے سکرین کو دیکھ کر ہی کرنا ہے۔ اس کے لئے ہاتھ کے ساتھ اپنا منہ بھی بیگ میں ڈال دو اور سکرین دیکھتے ہوئے اپنا کام شروع کر دو۔ تمہارا ہاتھ اور منہ بیگ کے اندر ہو گا تو سکرین کی روشنی باہر نہیں آئے گی اور کیپٹن شکیل تم بھی ایسا ہی کرنا"...... جولیا نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا کر بیگوں میں ہاتھ ڈالے اور پھر انہوں نے اپنے منہ بھی بیگوں کے اندر ہی کر لئے۔

مشینوں کی سکرینیں روشن تھیں۔ صفدر نے ایک بٹن پریس کیا تو اچانک اس کی مشین کی سکرین پر ایک منظر ابھر آیا۔ منظر میں ایک چھوٹا سا کھلونے نما ہیلی کاپٹر دکھائی دے رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر سیاہ رنگ کا تھا۔ جو ایک بڑے پتھر پر ساکت کھڑا تھا۔ ہیلی کاپٹر کے نیچے ایک کین لگا ہوا تھا، جو دیکھنے میں ایک مشروب کے عام کین جیسا تھا۔ کین سیلڈ تھا اور اس کین کا رنگ بھی سیاہ تھا۔

جولیا اور اس کے ساتھی پہاڑی پر چڑھنے سے پہلے ہی دو کھلونا نما ہیلی کاپٹر نیچے چھوڑ آئے تھے۔ انہوں نے ہی ہیلی کاپٹروں اور کینوں پر سیاہ رنگ کیا تھا تاکہ رات کی تاریکی میں وہ آسانی سے دکھائی نہ دے سکیں۔ کھلونے نما ہیلی کاپٹروں میں چونکہ بچوں کو خوش کرنے کے لئے خوبصورت رنگوں کے بلب لگے ہوتے ہیں جن

کے جلنے بجھنے سے بچے خوش ہوتے ہیں۔ ان بلبوں کو انہوں نے پہلے ہی آف کر دیا تھا تاکہ رات کی تاریکی میں بیس کیمپ کی طرف جاتے ہوئے یہ کھلونے نما ہیلی کاپٹر نمایاں نہ ہو سکیں۔

صفدر نے مشین کا ایک بٹن پریس کیا تو اچانک ہیلی کاپٹر کے پنکھے گردش کرنا شروع ہو گئے۔ ہیلی کاپٹر کے نیچے کین کے ساتھ ایک مائیکرو کیمرہ بھی لگا ہوا تھا جس کی مدد سے صفدر اس مشین کی سکرین پر منی ہیلی کاپٹر سے ارد گرد کا ماحول بھی چیک کر سکتا تھا۔ صفدر نے ایک اور بٹن پریس کیا تو منی ہیلی کاپٹر نے آہستہ آہستہ اوپر اٹھنا شروع کر دیا۔

یہ ہیلی کاپٹر چونکہ بیٹریوں سے چلتے تھے اس لئے ان کے پروں سے کوئی آواز پیدا نہیں ہوتی تھی۔ صفدر نے ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھتے دیکھ کر لیور سے اسے نہایت احتیاط سے کنٹرول کرنا شروع کر دیا۔ ہیلی کاپٹر پہلے سیدھا اوپر کی طرف اٹھتا رہا پھر صفدر نے مشین کا ایک اور بٹن پریس کیا تو اچانک سکرین کا منظر تبدیل ہو گیا۔ سکرین پر اب منی ہیلی کاپٹر کی بجائے کھائی دکھائی دے رہی تھی جہاں سے منی ہیلی کاپٹر باہر جا رہا تھا۔

کچھ ہی دیر میں صفدر اپنا منی ہیلی کاپٹر کھائی سے باہر لے آیا۔ کھائی سے نکال کر صفدر نے ہیلی کاپٹر مزید بلند کر لیا تاکہ وہ سیاہ پہاڑی کے اوپر سے ہوتا ہوا کیمپ کی طرف جا سکے۔ وہ ہیلی کاپٹر کیمپ سے بھی کافی بلندی پر رکھنا چاہتا تھا تاکہ اسے آسانی سے دیکھ

کر ہٹ نہ کیا جا سکے۔ جب ہیلی کاپٹر کافی بلندی پر آ گیا اور صفدر نے محسوس کیا کہ اب اسے نیچے سے آسانی سے دیکھا نہیں جا سکتا تو اس نے لیور سے منی ہیلی کاپٹر کو کنٹرول کرتے ہوئے اس کا رخ بیس کیمپ کی جانب کر دیا۔

دوسرا ہیلی کاپٹر کیپٹن شکیل کنٹرول کر رہا تھا۔ وہ بھی صفدر کی طرح ہیلی کاپٹر کنٹرول کرتا ہوا کھائی سے باہر لے آیا۔ جب دونوں ہیلی کاپٹر کھائی سے نکل کر اور سیاہ پہاڑی سے کافی بلندی پر آ گئے تو ان دونوں نے ایک ساتھ منی ہیلی کاپٹروں کو بیس کیمپ کی جانب بڑھانا شروع کر دیا۔

ہیلی کاپٹروں کی چونکہ کوئی لائٹ نہیں جل رہی تھی اور ان کے رنگ بھی سیاہ تھے۔ اس کے علاوہ آسمان پر بھی چونکہ گھرے بادل چھائے ہوئے تھے اس لئے پہاڑی پر سے گزرنے کے باوجود ممبران کو بھی وہ ہیلی کاپٹر دکھائی نہیں دے رہے تھے۔

کچھ ہی دیر میں صفدر ہیلی کاپٹر کنٹرول کرتا ہوا بیس کیمپ کے عین اوپر لے آیا جبکہ کیپٹن شکیل اپنا منی ہیلی کاپٹر اس سے کافی آگے لے گیا تھا۔

"کیا ہوا۔ کہاں ہیں تمہارے منی ہیلی کاپٹرز"...... جولیا نے ان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میرا ہیلی کاپٹر بیس کیمپ کے عین وسط پر ہے"...... صفدر نے جواب دیا۔

''اور میں اپنا ہیلی کاپٹر آگے لے جا رہا ہوں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اوکے۔ گرا دو انہیں کیمپ پر''...... جولیا نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے مشین کا ایک بٹن پریس کیا تو سکرین کا منظر بدلا اور اسے پھر سکرین پر منی ہیلی کاپٹر دکھائی دینے لگا۔ جو ہوا میں ایک جگہ معلق تھا اور اس کے پنکھے تیزی سے گردش کر رہے تھے۔ صفدر نے مشین کا ایک اور بٹن پریس کیا تو اچانک منی ہیلی کاپٹر کے گھومتے ہوئے پروں کی گردش کم ہو گئی۔ ہیلی کاپٹر کو ہلکا سا جھٹکا لگا اور اس کا منہ نیچے کی جانب جھک گیا۔ دوسرے لمحے منی ہیلی کاپٹر تیزی سے نیچے گرتا چلا گیا۔ ہیلی کاپٹر کو نیچے گرتے دیکھ کر صفدر نے مشین آف کر کے بیگ میں ہی چھوڑ دی اور بیگ سے سر نکال لیا۔

دوسرے لمحے اچانک بیس کیمپ کے عین وسط میں ایک ہلکے سے دھماکے کی آواز سنائی دی۔ اس سے پہلے کہ کیمپ کے اندر اور باہر موجود سیکورٹی اہلکار اس دھماکے کی نوعیت سمجھتے یا اس طرف جاتے اچانک وہ اپنی جگہوں پر ہی بے جان سے ہو کر گرتے چلے گئے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اچانک ہر طرف ہوا میں موجود آکسیجن ختم ہو گئی ہو اور ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں کیمپ میں موجود افراد کے دم گھٹ گئے ہوں۔ زمین پر جو افراد موجود تھے وہ تو وہیں گر گئے تھے۔ پہاڑیوں پر موجود سیکورٹی اہلکاروں کا حال بھی ان سے مختلف

نہیں ہوا تھا۔ کچھ تو پہاڑیوں پر موجود چٹانوں پر ہی گر گئے تھے اور کچھ ایسے اہلکار بھی تھے جو چٹانوں کے اوپر کناروں پر کھڑے تھے۔ وہ چکرا کر گرے تو وہ کسی ایک جگہ رکنے کی بجائے پہاڑیوں سے ہی نیچے گرتے چلے گئے۔

''اوہ۔ یہ غلط ہوا ہے۔ مجھے اس بات کا بھی دھیان رکھنا چاہئے تھا کہ ٹائی رٹ گیس سے پہاڑیوں پر موجود افراد بھی متاثر ہو کر پہاڑیوں سے نیچے گر سکتے ہیں''...... جولیا نے تاسف بھرے لہجے میں کہا۔

''صرف وہ افراد نیچے گرے ہیں جو چٹانوں کے کنارے پر کھڑے تھے۔ ان کی تعداد زیادہ نہیں ہے''...... تنویر نے کہا۔ اسی لمحے کیمپ سے کچھ دور ایک اور ہلکا دھماکہ ہوا اور پھر وہاں جیسے موت کا سا سناٹا چھا گیا۔

کیمپ کے اندر اور باہر موجود سیکورٹی اہلکار جو ہر طرف گھومتے پھرتے دکھائی دے رہے تھے وہ اپنی اپنی جگہوں پر گر چکے تھے۔ واچ ٹاورز پر بھی سرچ لائٹس ایک جگہ رک گئی تھیں۔ ہیلی کاپٹروں کے نیچے جو کین لگے ہوئے تھے وہ نیچے گر کر پھٹ گئے تھے جن سے نکلنے والی زود اثر ٹائی رٹ گیس کا وہاں موجود تمام افراد فوراً شکار ہو گئے تھے اور بے ہوش ہو گئے تھے۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں نے چونکہ پہلے ہی گیس ماسک پہن لئے تھے اس لئے ان پر ٹائی رٹ گیس کا اثر نہیں ہوا تھا۔

اس بیس کیمپ میں کم و بیش تیس بیرکیں ہیں اور میری معلومات کے مطابق اس کیمپ میں دو سو سے زائد افراد موجود ہیں۔ کیا ان سب کو ایک ساتھ بے ہوش کرنے کے لئے ٹائی رٹ گیس کے دو کین کافی ہوں گے۔ اس کے علاوہ کیمپ کے نیچے بنکرز بھی موجود ہیں جہاں اسلحے کا ڈپو ہے۔ وہاں جو افراد موجود ہوں گے کیا ان پر بھی ٹائی رٹ گیس کا اثر ہوا ہوگا''...... خاور نے پوچھا جو اب تک خاموش تھا۔

''ہاں۔ ان سب کو ایک ساتھ بے ہوش کرنے کے لئے ٹائی رٹ گیس ہی ہمارے کام آ سکتی تھی۔ چیف یہی چاہتا تھا کہ کیمپ میں کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچنا چاہئے لیکن اگر کرنل کاشان تک پہنچنے میں ہمیں کوئی دشواری آئے اور ہمیں چند لاشیں بھی گرانی پڑیں تو ہم ایسا بھی کر گزریں۔ میری تو یہی کوشش تھی کہ یہ ہمارے ملک کے محافظ ہیں ان میں سے کسی ایک کو بھی آنچ نہیں آنی چاہئے اس لئے رانا ہاؤس سے اسلحہ اور گیس بم لیتے ہوئے مجھے ٹائی رٹ گیس کے کین نظر آ گئے تھے اس لئے میں نے دوسری گیسز استعمال کرنے کی بجائے ان پر ٹائی رٹ گیس کے ہی استعمال کا فیصلہ کیا تھا جو تیزی سے چاروں طرف پھیلتی ہے اور پانچ ہزار گز کے قطر کو متاثر کرتی ہے۔ اس دائرے میں پھیلنے والی گیس ہر جاندار کو ایک لمحے میں بے ہوش کر دیتی ہے چاہے وہ انسان ہو یا کوئی جانور اور اس سے انسانی صحت پر بھی کوئی نیگیٹو اثرات مرتب

نہیں ہوتے۔ ٹائی رٹ گیس زمین کے دس فٹ تک نیچے بھی اپنا اثر دکھاتی ہے اور پھر تیزی سے اوپر اٹھ جاتی ہے۔ اگر ہوا میں اڑتے ہوئے پرندے بھی اس کی زد میں آ جائیں تو وہ بھی بے ہوش ہو کر نیچے گر جاتے ہیں''...... جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اس گیس کا اثر کتنی دیر میں زائل ہوتا ہے اور اس گیس سے بے ہوش ہونے والا جاندار کتنی دیر تک بے ہوش رہتا ہے''۔ نعمانی نے پوچھا۔

''گیس جس تیزی سے پھیلتی ہے اسی تیزی سے ختم ہو جاتی ہے اور اس سے بے ہوش ہونے والا جاندار ایک گھنٹے بعد خود ہی ہوش میں آ جاتا ہے۔ ہمیں چونکہ یہاں فوری کارروائی کرنی تھی اور کسی کو نقصان بھی نہیں پہنچانا تھا اس لئے ہمیں ٹائی رٹ گیس سے اچھا متبادل نہیں مل سکتا تھا۔ اب ہم اطمینان سے کیمپ میں داخل ہو سکتے ہیں۔ ایک گھنٹے کے اندر اندر ہم کرنل کاشان کو بھی ڈھونڈ سکتے ہیں اور نائن ایکس تھری کا باکس بھی تلاش کر کے یہاں سے نکل سکتے ہیں۔ اب جب ہم یہاں اپنی کارروائی مکمل کر کے واپس جائیں گے تو ایک گھنٹے کے بعد ان سب کو خود ہی ہوش آ جائے گا۔ ہوش میں آنے کے بعد ان کا کیا ری ایکشن ہوگا یہ پھر چیف جانے اور اس کا کام جانے۔ ہمیں تو بس چیف کے احکامات پر عمل کرنا ہے''...... جولیا نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

اب چونکہ وہاں موجود افراد بے ہوش ہو چکے تھے اس لئے وہ پہاڑی پر اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور انہوں نے پہاڑی سے اترتے ہوئے اپنے گیس ماسک بھی اتار دیئے تھے۔ پہاڑی سے اترتے ہی وہ چاروں طرف دیکھتے ہوئے خاردار باڑ کی جانب بڑھنے لگے جو کیمپ کے چاروں طرف موجود تھی۔ خاور اور چوہان نے آگے بڑھتے ہوئے اپنے بیگوں سے مخصوص کٹر نکالے اور پھر انہوں نے آگے جا کر باڑ کاٹنی شروع کر دی۔

باڑ کٹتے ہی وہ سب بیس کیمپ میں داخل ہو گئے۔ وہاں ہر طرف موجود تمام افراد گرے ہوئے اور بے سدھ پڑے تھے۔ وہ سب ادھر ادھر دیکھتے ہوئے چلے جا رہے تھے اور ابھی وہ کیمپ کے وسط میں ہی پہنچے تھے کہ اسی لمحے انہیں تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ وہ چونک کر پلٹے تو انہیں اس سیاہ پہاڑی کے اوپر سے ایک ہیلی کاپٹر اُڑتا ہوا اس طرف آتا دکھائی دیا جس طرف سے وہ سب آئے تھے۔

ہیلی کاپٹر سیاہ رنگ کا تھا اور وہ تیزی سے آگے بڑھا چلا آ رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ جولیا اور اس کے ساتھی کچھ سمجھتے اچانک ہیلی کاپٹر کے نیچے لگی ہوئی مشین گنیں گرجنا شروع ہو گئیں۔ ان سب نے فائرنگ سے بچنے کے ادھر ادھر چھلانگیں لگائیں لیکن وہ سب چونکہ کیمپ کے وسط میں تھے اور ان کے ارد گرد کوئی پناہ گاہ نہیں تھی اور پھر شاید ہیلی کاپٹر سے ان کی لوکیشن بھی چیک کر لی گئی تھی اس

لئے انہوں نے قوس کے انداز میں فائرنگ کی تھی جس کی وجہ سے چھلانگیں لگانے کے باوجود ان میں سے کوئی بھی خود کو گولیوں کی زد میں آنے سے نہیں بچا سکا تھا۔ جولیا سمیت ان سب کو اپنے جسموں میں لوہے کی گرم گرم سلاخیں اترتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں۔ دوسرے لمحے ماحول ان کی تیز اور دردناک چیخوں سے گونج اٹھا۔

بلیک زیرو کچن سے اپنے لئے کافی کا ایک مگ لے کر آپریشن روم میں اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ اسی لمحے اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

بلیک زیرو نے کافی کا مگ ایک طرف رکھا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... اس نے ایکسٹو کی مخصوص آواز میں کہا۔

''سلطان بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

''اوہ آپ۔ السلام وعلیکم جناب۔ میں طاہر بول رہا ہوں''۔ سر سلطان کی آواز پہچان کر بلیک زیرو نے اپنی اصلی آواز میں کہا۔

''عمران کہاں ہے''...... سلام و دعا کے بعد سر سلطان نے پوچھا۔ ان کے لہجے میں بے چینی کے ساتھ ساتھ انتہائی پریشانی

مترشح تھی۔

''اپنے فلیٹ میں ہوں گے۔ کیوں خیریت''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم نے ممبران کو زیرو کیمپ میں کس مشن پر بھیجا تھا''...... سر سلطان نے جواب دینے کی بجائے قدرے سخت لہجے میں پوچھا۔

''زیرو کیمپ۔ مشن۔ میں سمجھا نہیں۔ آپ کس زیرو کیمپ کی بات کر رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''شوگران سے ایک سو کلو میٹر کے فاصلے پر مشرقی پہاڑیوں میں جو بیس کیمپ ہے میں اس کی بات کر رہا ہوں''...... سر سلطان نے کہا۔

''اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ اس کیمپ کا انچارج کرنل کاشان ہے نا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ اب یہ بتاؤ کہ تم نے ممبران کو وہاں کس مشن پر بھیجا تھا''...... سر سلطان نے اسی طرح سخت لہجے میں پوچھا۔

''میں سمجھا نہیں۔ آپ کس مشن کی بات کر رہے ہیں۔ میں نے تو کسی کو وہاں نہیں بھیجا''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب۔ اگر تم نے انہیں وہاں نہیں بھیجا تو وہ سب وہاں کیسے پہنچ گئے اور وہ بھی مسلح کارروائی کرنے کے لئے''...... دوسری طرف سے سر سلطان نے بھی حیران ہوتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو

کے چہرے پر شدید حیرت لہرانے لگی۔

''مسلح کارروائی کرنے کے لئے۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب۔ سیکرٹ سروس کے ممبران زیرو کیمپ میں کارروائی کرنے کے لئے گئے تھے مگر کیوں۔ یہ کیسے ممکن ہے''...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''یہی تو میں پوچھ رہا ہوں کہ کیوں۔ اور تمہارے انداز سے لگ رہا ہے جیسے تم نے انہیں زیرو کیمپ میں کسی کارروائی کے لئے بھیجا ہی نہیں''...... سر سلطان نے کہا۔

''یہ سچ ہے جناب۔ ان دنوں سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کام نہیں ہے۔ انہیں زیرو کیمپ پر کارروائی کرنے کے لئے تو کیا کئی روز سے کال بھی نہیں کی ہے پھر وہ اپنی مرضی سے کسی مشن پر کیسے جا سکتے ہیں اور وہ بھی زیرو کیمپ میں کارروائی کرنے کے لئے''۔ بلیک زیرو نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''ہو سکتا ہے عمران نے انہیں بھیجا ہو''...... سر سلطان نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔

''اگر ایسا ہوتا تو عمران صاحب اس بارے میں مجھ سے ضرور بات کرتے یا پھر ہدایات لینے کے لئے جولیا مجھ سے بات کرتی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تو پھر انہیں وہاں اس طرح جانے کی کیا ضرورت تھی''۔ دوسری طرف سے سر سلطان نے بے حد الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہوا کیا ہے اور آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ سیکرٹ سروس کے ممبران نے ہی زیرو کیمپ میں کوئی کارروائی کی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ابھی کچھ دیر پہلے میری آئی ایس ایس پی آر فیصل شیروانی سے بات ہوئی تھی۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ ایک ضروری کام کے لئے اس نے زیرو کیمپ میں کرنل کاشان سے بات کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس کا کرنل کاشان سے کوئی رابطہ نہ ہوا تو اس نے کیمپ کے سیکنڈ انچارج سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن حیرت انگیز طور پر کیمپ کے سیکنڈ اور پھر تھرڈ انچارج نے بھی فیصل شیروانی کی کال کا کوئی جواب نہیں دیا۔ فیصل شیروانی ایک ہیلی کاپٹر میں تھا وہ شمالی علاقوں کی نگرانی کے لئے فضائی جائزہ لے رہا تھا۔ جب زیرو کیمپ سے اس کا کوئی رابطہ نہ ہوا تو اس نے ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کو زیرو کیمپ کی طرف جانے کے لئے کہا۔

ہیلی کاپٹر جب زیرو کیمپ کے اوپر پہنچا تو یہ دیکھ کر فیصل شیروانی بری طرح سے چونک پڑا کہ زیرو کیمپ میں ہر طرف تباہی پھیلی ہوئی تھی۔ وہاں موجود فورس ہلاک ہو چکی تھی اور فورسز کی بارکوں کو بھی بموں سے اُڑا دیا گیا تھا۔ فیصل شیروانی نے جب یہ صورتحال دیکھی تو اس نے ہیلی کاپٹر نیچے اتار لیا اور کیمپ کا دورہ کرنے لگا۔ وہاں موجود تمام افراد کو گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔ فیصل شیروانی کے ساتھ دس مسلح جوان تھے انہوں نے فوراً کیمپ پر قبضہ کیا اور

وہاں کی صورتحال کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔

فیصل شیروانی جانتا تھا کہ اس کیمپ کے نیچے ایک خفیہ لیبارٹری موجود ہے۔ اس نے لیبارٹری کے انچارج سر جنید سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن ان سے بھی اس کا کوئی رابطہ نہ ہوا تو فیصل شیروانی کیمپ کے اس خفیہ بنکر کی طرف گیا جہاں سے لیبارٹری میں جانے کا مخصوص راستہ بنایا گیا تھا۔ جب فیصل شیروانی بنکر کھول کر اندر گیا تو یہ دیکھ کر اس کے ہوش اُڑ گئے کہ تباہی صرف کیمپ تک ہی محدود نہیں تھی بلکہ حملہ آور اس لیبارٹری میں بھی پہنچ گئے تھے۔ حملہ آوروں نے بنکر کو بموں سے اُڑا کر خفیہ راستہ کھول لیا تھا اور پھر وہ لیبارٹری میں داخل ہو گئے تھے۔ لیبارٹری میں بھی انہوں نے زبردست تباہی پھیلائی تھی۔ وہاں موجود تمام افراد کو ہلاک کر دیا گیا تھا اور ساری مشینری تباہ کر دی گئی تھی۔ لیبارٹری کے انچارج سر جنید کی وہاں انہیں مسخ شدہ لاش ملی تھی جس سے پتہ چلتا تھا کہ ان پر شدید تشدد کیا گیا ہے اور پھر انہیں انتہائی بے رحمی سے ہلاک کر دیا گیا ہے۔

فیصل شیروانی ابھی حالات کا جائزہ لے رہا تھا کہ اسے پتہ چلا کہ کیمپ پر جن غیر متعلق افراد نے حملہ کیا تھا ان میں سے نو افراد زندہ ہیں لیکن وہ شدید زخمی ہیں۔ فیصل شیروانی نے فوراً جا کر ان کا معائنہ کیا۔ ان نو افراد نے سیاہ لباس پہن رکھے تھے اور ان کے پاس وافر مقدار میں اسلحہ موجود تھا۔

فیصل شیروانی نے جب ان کے چہروں سے نقاب اتارے تو اسے ان میں دو لڑکیاں بھی دکھائی دیں۔ وہ سب زندہ تھے لیکن ان کی حالت کافی خراب تھی کیونکہ ان میں سے کوئی ایسا نہیں تھا جسے دو دو چار چار گولیاں نہ لگی ہوں۔ ان کے لباس اور ان کے پاس موجود اسلحہ چونکہ کیمپ کی فورس سے الگ تھا اسی لئے انہیں حملہ آور ہی تصور کیا جا رہا تھا کہ کیمپ میں ہونے والی جھڑپ میں حملہ آور بھی نشانہ بن گئے ہوں۔ اس لئے ایس ایس پی آر فیصل شیروانی کے حکم سے فوراً انہیں ہیلی کاپٹر میں ڈال کر طبی امداد کے لئے سی ایم ایچ پہنچا دیا گیا۔ اس کے بعد فیصل شیروانی نے فوراً اس کیمپ پر ہونے والے حملے کی اطلاع اعلیٰ حکام کو دی۔ ان کی اطلاع پر فوراً وہاں انوسٹی گیشن کرنے والی ٹیمیں پہنچ گئیں۔ انوسٹی گیشن کرنے والی ٹیموں نے وہاں سے حیرت انگیز معلومات حاصل کی تھیں۔ ان کے مطابق کیمپ کے تمام افراد کو پہلے ٹائی رٹ گیس سے بے ہوش کیا گیا تھا اور اس کے بعد انہیں گولیاں ماری گئی تھیں۔ ٹیم کو کیمپ سے دو منی ریموٹ کنٹرولڈ ہیلی کاپٹر بھی ملے تھے جن کے ساتھ ٹائی رٹ گیس کے کین لگے ہوئے تھے۔

ان منی ریموٹ کنٹرولڈ ہیلی کاپٹروں کے ساتھ ٹائی رٹ گیس کے کین لگا کر انہیں کیمپ میں گرایا گیا تھا جس کی وجہ سے وہاں موجود تمام افراد بے ہوش ہو گئے تھے۔ ان منی ریموٹ کنٹرولڈ ہیلی کاپٹروں کے ریموٹ ان سیاہ پوشوں کے بیگوں سے ملے تھے جو

وہاں زخمی حالت میں پائے گئے تھے۔ تحقیقاتی ٹیم کو اس بات پر حیرانی ہو رہی تھی کہ اگر کیمپ کے تمام افراد کو ٹائی رٹ گیس سے بے ہوش کر دیا گیا تھا تو پھر ان سیاہ پوش حملہ آوروں کو کس نے گولیوں کا نشانہ بنایا تھا۔ اس کے علاوہ ٹیم نے ان نو افراد کا اسلحہ بھی چیک کیا تھا لیکن ان میں سے کسی ایک نے بھی اسلحہ استعمال نہیں کیا تھا۔ اس کے علاوہ اگر وہ نو افراد ہی زیرو کیمپ پر حملہ کرنے والوں میں شامل تھے تو پھر ان کے ساتھی اس طرح انہیں زخمی حالت میں وہیں چھوڑ کر کیوں چلے گئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے فوری طور پر سی ایم ایچ جا کر ان نو افراد کو چیک کیا۔ ان سب نے ہلکا پھلکا میک اپ کر رکھا تھا۔ فیصل شیروانی نے اپنی نگرانی میں ان سب کا میک اپ صاف کرایا تو اس نے ان سب کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کی حیثیت سے پہچان لیا۔

ایک مشن میں عمران اپنی ٹیم کے ساتھ فیصل شیروانی کو بھی ملٹری انٹیلی جنس سے خصوصی طور پر اپنے ساتھ لے گیا تھا اس لئے وہ ان سب کے چہروں سے آشنا تھا۔ اسے بے حد حیرانی ہو رہی تھی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران زیرو کیمپ میں کیا کر رہے تھے۔ اس کے ذہن میں کئی سوال تھے اس لئے اس نے فوری طور پر مجھ سے رابطہ کیا اور مجھے ان تمام حالات سے آگاہ کر دیا۔ میں خود حیران تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران زیرو کیمپ میں کیوں گئے تھے اور وہ بھی اس طرح مجرمانہ انداز میں کہ وہ زیرو کیمپ پر حملہ کر

سکیں''...... سر سلطان نے نان اسٹاپ بولتے ہوئے کہا۔ بلیک زیرو خاموشی سے ان کی باتیں سن رہا تھا۔ یہ سب سنتے ہوئے اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات گہرے ہو گئے تھے لیکن اس نے ایک بار بھی سر سلطان کو بولنے سے روکنے اور ٹوکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

''فیصل شیروانی نے ان کے بارے میں کیا بتایا ہے۔ کیا وہ سب اب بھی زندہ ہیں''...... سر سلطان کے خاموش ہونے پر بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ہاں۔ انہیں چونکہ کیمپ پر حملہ آور کے طور پر مارک کیا گیا تھا اس لئے ان کی جان بچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی گئی تھی تاکہ ان سے کیمپ پر حملے کے بارے میں تفصیلات معلوم کی جا سکیں۔ اس کے علاوہ چونکہ لیبارٹری سے پاکیشیا کا انتہائی اہم نائن ایکس تھری فارمولا غائب کیا گیا تھا اس لئے ان سب کو زندہ رکھنا بے حد ضروری تھا تاکہ ان سے معلوم کیا جا سکے کہ نائن ایکس تھری فارمولا کہاں ہے۔ سی ایم ایچ کے سرجنز کی ٹیم نے ان سب کے ایمرجنسی آپریشن کئے تھے اور انہیں موت کے منہ میں جانے سے بچا لیا تھا اور جب ان کی حالت خطرے سے باہر آ گئی تو انہیں فوری طور پر سپیشل وارڈ میں شفٹ کر دیا گیا۔ جہاں وہ بدستور بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ فیصل شیروانی نے اسی وارڈ میں ان کے میک اپ صاف کرائے تھے''...... سر سلطان نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

"آپ کی باتیں سن کر میرا سر چکرانا شروع ہو گیا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سب ممبران اسلحہ لے کر زیرو کیمپ میں موجود تھے۔ انہوں نے کیمپ پر ٹائی رٹ گیس پھیلا کر وہاں موجود تمام افراد کو بے ہوش کر دیا تھا۔ ٹائی رٹ گیس انتہائی زود اثر اور انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنے والی گیس ہے جس کی زد میں آنے والا ایک لمحے میں بے ہوش ہو جاتا ہے اور یہ گیس سینکڑوں میٹر تک بلکہ زمین کے نیچے بھی کئی فٹ تک موجود جانداروں پر اثر انداز ہوتی ہے تہہ خانوں اور بنکروں میں چھپے ہوئے افراد بھی اس گیس سے بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ ممبران نے اگر ان سب کو بے ہوش کیا تھا تو پھر انہیں کیمپ کے افراد اور لیبارٹری میں موجود افراد کو گولیاں مارنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس کے علاوہ آپ بتا رہے ہیں کہ ممبران نے وہاں اسلحہ بھی استعمال نہیں کیا تھا۔ اگر ممبران نے وہاں کارروائی کی ہوتی تو یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ وہ گولیوں کی بوچھاڑ میں آ کر خود کو بچانے کی کوشش ہی نہ کریں اور وہاں موجود تمام بے ہوش افراد کو ایک ایک کر کے موت کے گھاٹ اتار دیں۔ رہی بات ریموٹ کنٹرولز کی جو ممبران سے ملے ہیں تو یہ بھی تو ممکن ہے کہ کیمپ پر کسی اور نے حملہ کیا ہو اور انہوں نے ممبران سمیت کیمپ کے تمام افراد کو گولیاں ماری ہوں اور پھر وہ خفیہ بنکر کھول کر لیبارٹری میں گھس گئے ہوں اور واپس چلے گئے ہوں"...... بلیک

زیرو نے کہا۔

"تمہارا تجزیہ بالکل درست ہے لیکن یہ تو بتاؤ کہ ممبران اس کیمپ میں گئے کیوں تھے"...... سر سلطان نے کہا اور اس سوال پر بلیک زیرو خاموش ہو گیا۔ واقعی اس کے پاس سر سلطان کے اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔ اگر ممبران نے کیمپ پر حملہ نہیں کیا تھا تو پھر وہ کیمپ میں کیوں گئے تھے اور کیمپ کے دوسرے افراد کے ساتھ انہیں کس نے گولیاں ماری تھیں۔

"یہ مسئلہ انتہائی گھمبیر ہے جناب۔ مجھے اس سلسلے میں فوری طور پر عمران صاحب سے بات کرنی ہو گی۔ ہو سکتا ہے کہ ممبران ان کے ہی کہنے پر کسی اور کام کے لئے کیمپ گئے ہوں اور حالات کا شکار ہو گئے ہوں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں یہ مسئلہ انتہائی گھمبیر ہے اس لئے تم فوری طور پر عمران کو ٹریس کرو اور اس سے کہو کہ وہ فوری طور پر مجھ سے آ کر ملے۔ کیمپ کے دو سو افراد کو گولیاں ماری گئی ہیں اور لیبارٹری میں سر جنید جیسے جینئیس سائنس دان سمیت بیس سائنس دانوں کو ہلاک کیا گیا ہے۔ پاکیشیا کی انتہائی قیمتی مشینری تباہ کی گئی ہے اور نائن ایکس تھری کا یونیک فارمولا غائب ہوا ہے۔ جو اگر دشمنوں کے ہاتھ لگ گیا تو پاکیشیا کو ناقابلِ تلافی نقصان برداشت کرنا پڑے گا۔ ممبران جس طرح سے وہاں مشکوک حالت میں پائے گئے ہیں اس سے ان کی ساکھ کو بے حد نقصان پہنچ سکتا ہے جس سے ایکسٹو کی حیثیت

بھی متاثر ہو سکتی ہے۔ اگر اس معاملے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس ملوث نہیں ہے تو اس مسئلے کو ہر حال میں اور جلد سے جلد کلیئر کرانا ہو گا''...... سر سلطان نے سنجیدگی سے کہا۔

''یس سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں ایکسٹو کی حیثیت پر کوئی حرف نہیں آنے دوں گا۔ اگر عمران صاحب سے میری بات ہو گئی تو ٹھیک ہے ورنہ پھر میں خود اس معاملے کو ہینڈل کروں گا اور دیکھوں گا کہ اس ساری سازش کے تانے بانے کہاں جا کر ملتے ہیں اور کون لوگ اس سازش کا حصہ ہیں''... بلیک زیرو نے سنجیدگی سے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تمہارا اور عمران کا انتظار کروں گا''...... سر سلطان نے کہا۔

''کیا آپ ممبران کو سی ایم ایچ سے فاروقی ہسپتال ٹرانسفر کرا سکتے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ میں کوشش کرتا ہوں۔ معاملہ چونکہ انتہائی حساس ہے اس لئے دوسری ایجنسیوں کے چیفس کو مجھے اپنے اعتماد میں لینا پڑے گا ورنہ شاید وہ ان میں سے کسی ایک کو بھی آسانی سے نہیں جانے دیں گے''...... سر سلطان نے کہا۔

''اگر آپ کی بات مان لی گئی تو ٹھیک ہے ورنہ میں یہ کام ایکسٹو کے تحت کرا لوں گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''نہیں۔ اس کی نوبت نہیں آئے گی۔ میں انہیں جلد سے جلد

وہاں سے ٹرانسفر کرا لوں گا''...... سر سلطان نے کہا۔

''اس بات کا بھی خیال رہے کہ وہ سب ہوش میں آنے سے پہلے فاروقی ہسپتال پہنچ جائیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان سے جو بھی معلومات حاصل کرے وہ صرف ایکسٹو ہی کرے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''او کے۔ میں دیکھتا ہوں''...... سر سلطان نے کہا اور انہوں نے رابطہ ختم کر دیا۔ بلیک زیرو نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھا اور گہری سوچ میں کھو گیا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی اور حیرت کے سائے جیسے منجمد سے ہو کر رہ گئے تھے۔ سر سلطان نے اسے جو کچھ بتایا تھا وہ واقعی ناقابلِ یقین اور ناقابلِ فہم باتیں تھیں۔ ممبران چیف کی اجازت کے بغیر اس قدر اسلحہ لے کر اور سیاہ لباسوں میں ملبوس ہو کر زیرو کیمپ گئے تھے اور ان سے منی ہیلی کاپٹروں کے ریموٹ کنٹرول بھی برآمد ہوئے تھے اور ان منی ریموٹ کنٹرولڈ ہیلی کاپٹروں سے باندھ کر بے ہوش کرنے والی ٹائی رٹ گیس پھیلائی گئی تھی۔

اگر کیمپ میں گھس کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران نے تمام افراد کو ٹائی رٹ گیس سے بے ہوش کر دیا تھا تو پھر انہیں اور کیمپ کے تمام افراد کو گولیاں کس نے ماری تھیں۔ کیا ممبران کے ساتھ اور لوگ بھی شامل تھے جنہوں نے یہ ساری کارروائی کی تھی اور پھر انہوں نے ممبران کو بھی گولیاں مار کر وہاں پھینک دیا تھا۔ بلیک زیرو

اس معاملے پر جتنا سوچتا جا رہا تھا اتنا ہی الجھتا جا رہا تھا۔ وہ کافی دیر تک مغز ماری کرتا رہا لیکن جب اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا تو اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور عمران کے فلیٹ کے نمبر پریس کرنے لگا۔

"یس۔ اے آئی۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی۔ (آکسن) بے زبان، بے لگام، بے حجاب، بے ناشتہ، بے تحاشہ اور بے لباس۔ ارے ہپ۔ یہ کیا کہہ دیا۔ سوری بھائی آپ جو کوئی بھی ہیں اس آخری لفظ کو فوراً اپنے کانوں سے حذف کر دیں۔ اگر کانوں سے حذف نہ ہو سکے تو اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر اللہ ہی آپ سے سمجھے گا"...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی جو نان سٹاپ بولتا ہی چلا جا رہا تھا۔ اس بار اپنی ڈگریاں بتانے سے پہلے اس نے اپنے نام کا بھی مخفف بتایا تھا۔

"بلیک زیرو بول رہا ہوں عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے سنجیدگی سے کہا جیسے عمران کی کوئی بات اس کے پلے پڑی ہی نہ ہو۔

"زیرو اور وہ بھی بلیک۔ اسی لئے مجھ پر ڈفر باورچی کا عتاب نازل کیا گیا ہے۔ میرے جاننے والے ہی جب کالے سیاہ صفر ہوں تو ان کا سیاہ سایہ مجھ پر ہی پڑتا ہے۔ ہر کام کا انجام صفر، ناشتہ صفر، لنچ صفر، ڈنر صفر اور تو اور قبض کشا گولیوں کا اثر بھی صفر ہی ہو جاتا ہے۔ پھر شادی کے معاملے میں بھی میں صفر ہی ہوں۔ اس کے

علاوہ میں اپنے پاس لاکھوں کروڑوں جمع کر لوں تو سب کچھ سلیمان لے اڑتا ہے میرے پاس بچتا ہے تو وہ ہے صفر۔ میں صفر سے ہی شروع ہوتا ہوں اور صفر پر ہی ختم ہو جاتا ہوں"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"مجھے آپ سے بے حد ضروری بات کرنی ہے عمران صاحب۔ پلیز ایک بار میری بات سن لیں پھر جتنا چاہے مجھ سے مذاق کر لیں میں برا نہیں مناؤں گا"...... بلیک زیرو نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"تم برا منا کر تو دیکھو میں تمہاری ٹانگیں نہ توڑ دوں گا۔ میں تمہارے سر پر اپنے باورچی کو مسلط کر دوں گا۔ جب وہ تمہارا کچن سنبھالے گا اور تمہارے کونے کھدروں میں چھپی ہوئی بڑی بڑی رقمیں اینٹھی کر لے گا اور تمہارا سارا بنک بیلنس صفر ہو جائے گا پھر تمہیں پتہ چلے گا کہ اے آئی کی بات کا برا منانے سے کتنا بڑا نقصان ہوتا ہے"...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"زیرو کیمپ کی خفیہ لیبارٹری سے نائن ایکس تھری فارمولا چوری ہو گیا ہے اور زیرو کیمپ میں موجود تمام افراد کے ساتھ لیبارٹری میں موجود تمام افراد کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ جن میں سر جنید بھی شامل ہیں"...... بلیک زیرو نے عمران کی مزاحیہ باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ وہ جانتا تھا کہ جب تک وہ عمران کو اصل بات نہیں بتائے گا اس کا پٹڑی پر آنا ناممکن ہے۔ بلیک زیرو کی بات سن

کر دوسری طرف ایک لمحے کے لئے خاموشی چھا گئی پھر اچانک عمران کی زور سے ہنسی کی آواز سنائی دی۔

''کیا مطلب۔ آپ ہنس کیوں رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے عمران کے ہنسنے کی آواز سن کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیوں۔ تم نے اتنا زبردست لطیفہ سنایا ہے۔ اب ہنسوں بھی نہیں''...... دوسری طرف سے عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''یہ جوک نہیں ہے۔ میں سچ کہہ رہا ہوں اور جب آپ کو یہ معلوم ہو گا کہ زیرو کیمپ سے نو مشتبہ حملہ آوروں کو گرفتار کیا گیا ہے اور وہ مشتبہ حملہ آور کوئی اور نہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبر ہیں تو آپ کے پیروں تلے سے زمین نکل جائے گی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ابھی تو میرے پیروں تلے سے جوتیاں بھی نہیں نکلیں۔ جب پیروں تلے سے زمین نکلے گی تو میں تمہیں بتا دوں گا''...... عمران نے اسی انداز میں کہا جیسے وہ بلیک زیرو کی باتوں کو سچ مچ سیریس ہی نہ لے رہا ہو۔

''لگتا ہے آپ کو میری باتوں پر یقین نہیں آ رہا ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر آپ سر سلطان کو فون کر لیں۔ وہ آپ کو ساری حقیقت سے آگاہ کر دیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میں کیوں کروں انہیں فون۔ اگر انہیں میری ضرورت ہے تو

ان سے کہو کہ وہ مجھے فون کریں اگر انہوں نے میری بھیرویں سن لی تو میں بھی ان کی ملہار سن لوں گا۔ اگر میں انہیں فون کروں گا تو انہوں نے رکے بغیر مجھے ہری بھری بلکہ کھری کھری سنانی شروع کر دینی ہے اور میں اس وقت کھری کھری باتیں سننے کے موڈ میں نہیں ہوں۔ دوسرا یہ کہ میں فون کروں گا تو اس کا بل مجھے ہی چکانا پڑے گا۔ ایسا دور آ گیا ہے کہ ہر انسان اب بس بل چکانے میں ہی مصروف نظر آتا ہے۔ کبھی بجلی کا بل، کبھی فون کا بل، کبھی پانی کا بل، کبھی دودھ کا بل، کبھی راشن والے کا بل۔ اگر یہی صورتحال رہی تو پھر دودھ اور راشن کا بل تو شاید نہ بنے مگر باقی بل بھر بھر کر ہر پاکیشیائی کے تمام کس بل نکل جائیں گے اور وہ بل دیکھ دیکھ کر بلبلا اٹھیں گے۔ سر سلطان نے تو اپنے سرکاری فون سے بات کرنی ہے۔ انہیں کیا پتہ ہو کہ بل کیا ہوتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ان سے کہہ دیتا ہوں کہ وہ آپ کو فون کر لیں''...... بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا کیونکہ عمران کے سر پر اس وقت مذاق کا بھوت سوار تھا جو ظاہر ہے آسانی سے تو اتر نہیں سکتا تھا اس لئے بلیک زیرو نے عمران کو خود تفصیلات بتانے کی بجائے یہ کام سر سلطان کے سر منڈھنے کا سوچ لیا تھا۔

''اب تم انہیں فون کرو گے تو اس کا بل بھی لے دے کر مجھے ہی چکانا پڑے گا۔ اس لئے بہتر ہے کہ جو کال چل رہی ہے اسے

ہی چلنے دو اور تم ہی بتا دو کہ تم اس قدر سنجیدہ بابا کیوں بنے ہوئے ہو''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو کے ہونٹوں پر نہ چاہتے ہوئے بھی دھیمی سی مسکراہٹ آ گئی۔

''عمران صاحب۔ کیا آپ نے ممبران کو زیرو کیمپ میں کسی مشن پر بھیجا تھا''...... بلیک زیرو نے سر جھٹک کر پوچھا۔

''زیرو کیمپ۔ کیا مطلب۔ میں انہیں وہاں کیوں بھیجوں گا''۔ عمران نے چونک کر کہا۔

''تو پھر وہ سب زیرو کیمپ میں کیوں گئے تھے انہوں نے جو کچھ وہاں کیا ہے اس کا سنیں گے تو آپ بھی پریشان ہو جائیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس نے عمران کو وہ ساری تفصیلات بتا دیں جو اسے سر سلطان نے بتائی تھیں۔

''اگر انہیں تم نے وہاں نہیں بھیجا اور میں نے نہیں بھیجا تو پھر وہ سب زیرو کیمپ میں کیوں گئے تھے اور وہ بھی اسلحے سمیت اور اتنی بڑی کارروائی کرنے کے لئے''...... ساری باتیں سننے کے بعد دوسری طرف سے عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''میں نے سر سلطان سے کہا ہے کہ ان سب کو فاروقی ہسپتال ٹرانسفر کرا دیں۔ وہ فاروقی ہسپتال شفٹ ہو جائیں تو پھر میں خود جا کر ان سے بات کروں گا کہ یہ سب کیا ہے اور وہ کس کی اجازت سے زیرو کیمپ گئے تھے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''نہیں۔ تم رہنے دو۔ میں خود جا کر ان سے بات کرتا ہوں۔

یہ معاملہ مجھے واقعی ٹیڑھی کھیر ہوتا ہوا دکھائی دے رہا ہے''...... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کی مرضی لیکن آپ سر سلطان سے بھی بات کر لیں وہ بھی بے حد پریشان ہیں۔ پاکیشیا کے انتہائی ذہین اور معروف سائنس دان ہلاک ہو گئے ہیں اور ایک انتہائی قیمتی اور یونیک فارمولا چوری ہو گیا ہے جو پاکیشیا کے لئے انتہائی فکر کی بات ہے۔ اگر وہ فارمولا ملک سے باہر چلا گیا تو پھر پاکیشیا کا اللہ ہی حافظ ہے''...... بلیک زیرو نے تھکے تھکے سے لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا کا تو ویسے بھی اللہ ہی حافظ و محافظ ہے ورنہ اس ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے اس سے نجانے کب کا یہ ملک ختم ہو گیا ہوتا''...... عمران نے کہا۔ بلیک زیرو نے عمران سے چند باتیں کیں اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ عمران سے بات کرنے کے بعد اس کی پریشانی میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا تھا کہ زیرو کیمپ عمران نے بھی انہیں نہیں بھیجا تھا تو پھر ممبران اس قدر تیاری سے وہاں کیوں گئے تھے اور وہاں جو کچھ ہوا تھا اس کے پیچھے ان کا کتنا ہاتھ تھا۔ عمران نے اسے منع کر دیا تھا ورنہ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ خود جا کر ان سے بات کرے۔

عمران نے اپنی کار فاروقی ہسپتال کے کمپاؤنڈ میں روکی اور کار سے نکل کر ہسپتال کے مین ڈور کی جانب بڑھ گیا۔

مختلف راستوں سے ہوتا ہوا وہ ڈاکٹر فاروقی کے آفس کے پاس آ کر رک گیا۔ باہر ایک اردلی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ چونکہ عمران کو پہچانتا تھا اس لئے عمران کو دیکھ کر وہ فوراً اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے عمران کو سلام کیا۔

''فاروقی صاحب ہیں اندر''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں جناب۔ ابھی آئے ہیں''...... اردلی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ ڈاکٹر فاروقی ٹیبل کے پیچھے کرسی پر بیٹھے کسی مریض کی فائل دیکھ رہے تھے۔ دروازہ کھلنے کی آواز سن کر انہوں نے سر اٹھایا اور پھر جیسے ہی ان کی نظر عمران پر پڑی ان کے

ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''السلام وعلیکم قبلہ و کعبہ جناب ڈاکٹر محمد فاروقی آف سکنہ چاہ پلپلی والا صاحب''...... عمران نے انہیں مخصوص انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

''وعلیکم والسلام۔ آؤ۔ عمران بیٹا۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا''...... ڈاکٹر فاروقی نے عمران کے مذاق کو نظر انداز کرے ہوئے اس کے سلام کا شفقت سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''شکر ہے کہ کسی نے تو میرا انتظار کیا۔ ورنہ میں تو سمجھتا تھا کہ انتظار کرنے کی لائن میں اکیلا میں ہی ہوں''...... عمران نے کہا اور ڈاکٹر فاروقی بے اختیار ہنس پڑے۔

''اکیلے بھی ہو اور لائن بھی لگی ہے''...... ڈاکٹر فاروقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بس سمجھ لیں ایسا ہی ہے''...... عمران نے جواباً مسکرا کر کہا۔

''بیٹھو''...... ڈاکٹر فاروقی نے کہا تو عمران شکریہ کہہ کر ان کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تمہارے مریض یہاں پہنچ گئے ہیں۔ میں نے ان کا مکمل چیک اپ کر لیا ہے۔ سی ایم ایچ میں ان سب کے آپریشن کر دیئے گئے تھے۔ ان پر خصوصی توجہ دی گئی تھی اس لئے وہ سب اب سٹے ایبل ہیں''...... ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔

''ان میں سے کسی کو ہوش آیا ہے یا ابھی سب قیلولہ فرما رہے

ہیں“...... عمران نے پوچھا۔

”انہیں بے ہوشی کی حالت میں ہی یہاں لایا گیا تھا اور آپریشن کے بعد چونکہ انہیں ریسٹ کی ضرورت تھی اس لئے انہیں ایسے انجکشنز لگا دیئے گئے تھے کہ وہ مکمل طور پر ریسٹ کر سکیں۔ باقی سب تو ابھی ہوش میں نہیں آئے ہیں لیکن ایک لڑکی جس کا نام سونیا ہے اسے ہوش آ گیا ہے“...... ڈاکٹر فاروقی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ڈاکٹر فاروقی، جولیا کو سونیا کے نام سے جانتے تھے اس لئے عمران سمجھ گیا کہ جولیا ہوش میں آ چکی ہے۔

”کیا وہ اس حالت میں ہے کہ میں اس سے بات کر سکوں“...... عمران نے پوچھا۔

”ہاں ہاں۔ کیوں نہیں۔ اسے دائیں کاندھے اور بائیں ٹانگ کی پنڈلی میں گولیاں لگی تھیں اس لئے اس کی حالت زیادہ خراب نہیں ہے اس لئے تم اس سے جتنی بار چاہو مل بھی سکتے ہو اور باتیں بھی کر سکتے ہو“...... ڈاکٹر فاروقی نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو۔ میں اس سے مل لوں پھر واپس آ کر آپ سے بھی ملتا ہوں آپ کہیں گے تو آپ سے گلے بھی مل لوں گا لیکن پھر آپ کو مجھے چائے بھی پلانی پڑے گی۔ تب تک مجھے صرف اتنا بتا دیں کہ وہ کس روم میں ہے“...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر فاروقی بے اختیار ہنس پڑے۔

”سپیشل روم تھرٹی سکس“...... ڈاکٹر فاروقی نے اس روم کا نمبر بتایا جس میں جولیا ایڈمٹ تھی۔

”او کے۔ تھینکس“...... عمران نے کہا اور ان کے کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ سپیشل بلاک کے روم نمبر تھرٹی سکس کے سامنے تھا۔ اس نے کمرے کا دروازہ کھولا تو اندر ایک بیڈ پر جولیا لیٹی ہوئی تھی۔ اسے طاقت کے انجکشنز دینے کے لئے ڈرپ لگی ہوئی تھی اور اس کے دائیں کاندھے اور بائیں ٹانگ کی پنڈلی پر بینڈیج تھی۔ جولیا کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ چھت کی طرف گھور رہی تھی جیسے وہ گہرے خیالوں میں کھوئی ہوئی ہو۔

”کیا میں تمہاری کھلی ہوئی آنکھوں سے دیکھنے والے خواب میں سما سکتا ہوں“...... عمران نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز سن کر جولیا نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تو اس کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

”آ گئے تم“...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میری ہونے والی ممبوسہ بستر مریضاں پر لیٹی ہوئی ہو اور میں چین سے اپنے فلیٹ میں پڑا سسپنس، تھرلر، ایکشن اور ہارر موویز دیکھتا ہوا ڈرتا رہوں۔ ایسا بھلا کبھی ہو سکتا ہے“...... عمران نے بڑے معصومانہ لہجے میں کہا اور جولیا کی مسکراہٹ اور گہری ہو گئی۔ عمران آگے بڑھ کر جولیا کے بیڈ کے پاس پڑے ہوئے ایک سٹول پر بیٹھ گیا۔

"یہ ممبوسہ سے تمہاری کیا مراد ہے"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب میں مجنونہ کہتا تو تم نے اس حالت میں بھی یہ ڈرپ سٹینڈ اٹھا کر میرے سر پر مار دینا تھا۔ اس لئے میں نے ممبوسہ کہہ کر کام چلا لیا ہے"...... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"خود آئے ہو یا چیف نے بھیجا ہے"...... جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے میں خود آیا ہوں یا......" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خود تو تم یہاں نہیں آ سکتے۔ ڈاکٹر فاروقی نے مجھے بتایا ہے کہ چیف کے کہنے سے ہی ہمیں یہاں شفٹ کرایا گیا ہے ورنہ ہم تو موت و زیست کی کیفیت میں مبتلا سی ایم ایچ میں پڑے ہوئے تھے۔ چیف نے ہی تمہیں بتایا ہو گا تو تم آ گئے ورنہ تمہیں کیسے پتہ چلتا کہ ہم یہاں ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"اب کیسی ہے تمہاری طبیعت"...... عمران نے پوچھا۔

"تمہارے سامنے ہی ہوں۔ خود ہی دیکھ لو"...... جولیا نے کہا۔

"مجھے تو اب تم ٹھیک ہی لگ رہی ہو"...... عمران نے کہا۔

"ہاں مجھے صرف دو گولیاں لگی تھیں لیکن صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کے ساتھ باقی سب کو چار چار پانچ پانچ گولیاں لگی تھیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ وہ سب محفوظ ہیں اور ان کا سی ایم ایچ میں بروقت

آپریشن ہو گیا تھا"...... جولیا نے کہا۔

"سی ایم ایچ میں تم کیسے پہنچی تھی یہ معلوم ہے تمہیں۔ زیرو کیمپ میں کس نے فائرنگ کی تھی تم سب پر"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ بس مجھے اتنا پتہ ہے کہ جب ہم زیرو کیمپ پر ٹائی رٹ گیس پھیلا کر آگے بڑھ رہے تھے تو اچانک عقبی پہاڑیوں کی طرف سے ایک تیز رفتار گن شپ ہیلی کاپٹر وہاں آ گیا تھا جس نے اچانک ہم پر فائرنگ کر دی تھی اور ہم پر چونکہ ہیوی مشین گن سے فائرنگ کی گئی تھی اس لئے ہم میں سے کوئی نہیں بچ سکا تھا اور گولیاں کھا کر میں تو وہیں بے ہوش ہو گئی تھی باقیوں کا پتہ نہیں"...... جولیا نے کہا۔

"کیا وہ بیس کیمپ کا ہیلی کاپٹر تھا"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔ اس کے لہجے میں قدرے حیرت کا عنصر بھی شامل تھا۔

"نہیں۔ بیس کیمپ میں تو ہم نے سب کو بے ہوش کر دیا تھا۔ وہ ہیلی کاپٹر باہر سے آیا تھا۔ اندھیرا ہونے کی وجہ سے میں یہ نہیں دیکھ سکی تھی کہ وہ کون سا ہیلی کاپٹر تھا"...... جولیا نے کہا۔

"ہونہہ۔ لیکن تم ٹیم لے کر زیرو کیمپ گئی کیوں تھی اور وہ بھی فل ایکشن میں۔ مطلب اسلحے سمیت"...... عمران نے کہا۔

"کیوں۔ چیف نے تمہیں نہیں بتایا ہے کہ ہم وہاں کیوں گئے تھے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

”مطلب تم چیف کی ہدایات پر گئی تھی“..... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”تو اور کیا۔ چیف کے حکم کے بغیر ہم بھلا کسی بھی مشن پر کیسے جا سکتے ہیں“..... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

”چیف نے کس مشن پر بھیجا تھا تمہیں“..... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

”جب چیف نے تمہیں نہیں بتایا تو مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو“..... جولیا نے کہا

”چیف نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے۔ مگر میں تم سے سننا چاہتا ہوں“..... عمران نے سنجیدگی سے کہا اور اسے سنجیدہ دیکھ کر جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”چیف نے مجھے کال کی تھی اور مجھے حکم دیتے ہوئے کہا تھا کہ میں اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر پوری تیاری کے ساتھ زیرو کیمپ چلی جاؤں۔ اس کیمپ کا انچارج جو کرنل کاشان ہے اس کی جگہ کسی کافرستانی ایجنٹ نے لے لی ہے۔ ہمیں وہاں پہنچ کر خاموشی سے کارروائی کرنی تھی اور اس ایجنٹ کو وہاں سے نکال کر لانا تھا اس کے علاوہ اس کیمپ میں ایک تابوت بھی موجود ہے جس پر نائن ایکس تھری لکھا ہوا ہے۔ نقلی کرنل کاشان کے ساتھ ہمیں وہ تابوت بھی وہاں سے نکال کر لانے کی ہدایات دی گئی تھیں۔ چیف نے چونکہ جلد سے جلد وہاں پہنچنے کے لئے کہا تھا اس لئے میں نے

سب کو کال کر کے شمالی پہاڑیوں کی طرف پہنچنے کی ہدایات دے دی تھیں اور پھر میں رانا ہاؤس چلی گئی اور وہاں سے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی ضرورت کا اسلحہ لیا اور شمالی پہاڑیوں کی طرف روانہ ہو گئی۔ مجھے رانا ہاؤس سے دو منی ریموٹ کنٹرولڈ ہیلی کاپٹر اور ٹائی رٹ گیس کے کین بھی مل گئے تھے چنانچہ میں نے وہ بھی ساتھ لے لئے۔ ہمیں چونکہ کیمپ میں کسی کو نقصان پہنچانے کی ہدایات نہیں دی گئی تھیں اس لئے میں نے ریموٹ کنٹرولڈ منی ہیلی کاپٹروں کی مدد سے وہاں ٹائی رٹ گیس کے کین پھینکنے کا سوچ لیا تھا۔ شمالی پہاڑیوں کے پاس پہنچ کر میں نے وہاں سب کو مختصر طور پر بریفنگ دی اور پھر ہم سب ایک گہری کھائی میں اتر گئے جس کے اوپر موجود ایک پہاڑی کے پیچھے زیرو کیمپ موجود تھا“..... جولیا نے کہا اور پھر وہ عمران کو وہ سب تفصیل بتانے لگی جو اس نے اپنے ساتھیوں کو بتائی تھی۔ اس کے بعد اس نے زیرو کیمپ میں کیا کارروائی کی تھی اور کس طرح سے اچانک وہاں آنے والے ہیلی کاپٹر کی گولیوں کا نشانہ بنی تھی اس کی بھی تفصیل بتا دی۔

”چیف نے تمہیں سیل فون پر کال کی تھی یا واچ ٹرانسمیٹر پر“..... عمران نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”واچ ٹرانسمیٹر پر“..... جولیا نے جواب دیا۔

”کیا چیف نے تمہیں ساری بریفنگ ٹرانسمیٹر پر ہی دی تھی“۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں"...... جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تم سے چیف نے ہی بات کی تھی"۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ کیوں۔ تم ایسا کیوں پوچھ رہے ہو"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"پہلے وہ بتاؤ جو میں پوچھ رہا ہوں۔ پھر تم مجھ سے سوال کرنا تو میں تمہارے ہر سوال کا جواب دے دوں گا"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہاں وہ چیف ہی تھے"...... جولیا نے سر جھٹک کر کہا۔

"کتنی دیر بات ہوئی تھی تمہاری چیف سے"...... عمران نے پوچھا۔

"پندرہ بیس منٹ تک بات ہوئی تھی"...... جولیا نے جواب دیا۔

"کیا تم نے اس مشن کے بارے میں پوچھنے کے لئے دوبارہ چیف سے رابطہ کیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ میں نے چیف سے یہ پوچھنا تھا کہ نائن ایکس تھری ہے کیا جو تابوت میں موجود ہے"...... جولیا نے کہا۔

"تو کیا جواب دیا تھا چیف نے"...... عمران نے پوچھا۔

"یہی کہ اس میں پاکیشیا کی انتہائی قیمتی چیز موجود ہے۔ جو اگر دشمن ایجنٹوں کے ہاتھ لگ گئی تو پاکیشیا کو ناقابلِ تلافی نقصان ہو

سکتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"اب ایک بات کا جواب اچھی طرح سے سوچ کر دو۔ کیا چیف سے بات کرتے ہوئے تمہیں کوئی عجیب سی بات محسوس ہوئی تھی۔ میرا مطلب ہے کہ کیا تمہیں ایسا محسوس ہوا تھا جیسے تم سے چیف نہیں بلکہ کوئی اور بات کر رہا ہو"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب ہوا اس سوال کا"...... جولیا نے اسے تیز نظروں سے گھور کر کہا۔

"جواب دو"...... عمران نے سنجیدگی سے اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ مجھے ایسا کچھ محسوس نہیں ہوا تھا کہ میری چیف سے نہیں کسی اور سے بات ہو رہی ہے"...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

"کیا زیرو کیمپ کی لوکیشن بھی چیف نے ہی تمہیں بتائی تھی"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ مجھے پتہ تھا کہ زیرو کیمپ کہاں ہے۔ تم شاید بھول گئے ہو کچھ روز پہلے میں تمہارے ساتھ ہی وہاں گئی تھی۔ تم زیرو کیمپ کے نیچے موجود لیبارٹری میں گئے تھے جہاں تم نے سائنس دان سر جنید سے ملاقات کی تھی اور ان سے تمہاری کسی سائنسی اسلحے پر طویل ڈسکس بھی ہوئی تھی"...... جولیا نے کہا۔

"کیا اس بات کا تم نے کسی سے ذکر کیا تھا"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ کیوں'' ...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

''اچھی طرح سوچو کسی سے تمہاری ہلکے پھلکے انداز میں زیرو کیمپ اور اس کے نیچے موجود کسی سائنسی لیبارٹری کی بات ہوئی ہو''۔ عمران نے کہا۔

''ایک منٹ مجھے یاد آیا۔ جب میں واپس آ رہی تھی تو مجھے صفدر کا فون آیا تھا وہ اور کیپٹن شکیل میرے فلیٹ پر گئے تھے جہاں تالا لگا ہوا تھا تو صفدر نے مجھے یہ پوچھنے کے لئے فون کیا تھا کہ میں کہاں ہوں۔ تب میں نے اسے بتایا تھا کہ میں تمہارے ساتھ تھی اور میں نے باتوں باتوں میں اسے یہ بھی بتا دیا تھا کہ میں تمہارے ساتھ زیرو کیمپ کی انڈر گراؤنڈ لیبارٹری میں گئی تھی اور سر جنید سے ملی تھی'' ...... جولیا نے کہا تو عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔

''کیا اسے یہ سب بتانا ضروری تھا'' ...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''میں تمہارے ساتھ جا کر بور ہو گئی تھی تم سر جنید کے ساتھ نہ جانے کیا ڈسکس کر رہے تھے تمہاری اور ان کی سائنسی باتیں میری سمجھ میں ہی نہیں آ رہی تھیں اس بوریت کا مجھ پر گہرا اثر تھا اس لئے میں نے صفدر کو بتا دیا میں نے اس سے یہی کہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ زیرو کیمپ گئی تھی اور وہاں موجود انڈر گراؤنڈ لیبارٹری میں لے جا کر تم سر جنید سے باتوں میں ایسے مصروف ہو گئے تھے کہ تمہیں احساس ہی نہیں رہا تھا کہ میں بھی تمہارے ساتھ ہی

موجود ہوں۔ دوسری بات یہ کہ صفدر ہمارا ساتھی ہے۔ اہم رکن ہے اس لئے ایسی باتیں کیوں چھپائی جائیں'' ...... جولیا نے کہا۔

''میں تمہیں وہاں نہیں لے جانا چاہتا تھا۔ میں لیبارٹری میں جانے کے لئے تیار ہو رہا تھا تو تم میرے فلیٹ میں آ دھمکی تھی۔ میں نے تم سے کہا بھی تھا کہ مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے مگر تم میری کوئی بات مان ہی نہیں رہی تھی اس لئے میں تمہیں ساتھ لے گیا تھا'' ...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''مجھے کیا معلوم تھا کہ تم سر جنید سے مل کر ان سے اس قدر طویل بحث میں الجھ جاؤ گے'' ...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''بہرحال۔ تمہاری اس چھوٹی سی غلطی کی وجہ سے پاکیشیا کو ایک بڑے سانحے سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ تم چیف کے کہنے پر جس زیرو کیمپ میں گئی تھی وہاں موجود تمام افراد کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور پھر وہ لوگ اس خفیہ لیبارٹری میں بھی گھس گئے تھے جہاں نائن ایکس تھری ایک سائنسی اسلحے پر کام ہو رہا تھا۔ ان مجرموں نے لیبارٹری میں سر جنید سمیت تمام سائنس دانوں کو ہلاک کر دیا ہے اور وہاں موجود ساری مشینیں تباہ کر دی ہیں۔ اس کے علاوہ اس لیبارٹری سے نائن ایکس تھری کا فارمولا بھی غائب ہو چکا ہے جو ظاہر ہے وہ لوگ لے گئے ہیں جنہوں نے تمہیں احمق بنا کر بیس کیمپ اور لیبارٹری پر حملہ کیا تھا'' ...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''احمق بنا کر۔ کیا مطلب۔ ہمیں کس نے احمق بنایا ہے''۔ جولیا

نے حیران ہو کر پوچھا۔

''اس نقلی ایکسٹو نے جس سے تمہاری بات ہوئی تھی''...... عمران نے اسی انداز میں کہا اور جولیا بے اختیار اچھل پڑی۔

''نقلی ایکسٹو۔ یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو''...... جولیا نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''مس جولیانا فٹز واٹر۔ چیف نے تمہیں کوئی کال نہیں کی تھی اور نہ ہی انہوں نے تمہیں کسی مشن کی بریفنگ دی تھی۔ تمہاری اطلاع کے لئے عرض ہے کہ زیرو کیمپ کے نیچے جو انڈر گراؤنڈ لیبارٹری موجود ہے وہاں پاکیشیا کے دفاع کے لئے ایک انتہائی قیمتی اور انتہائی طاقتور سائنسی اسلحہ بنایا جا رہا تھا۔ اس لیبارٹری کے بارے میں چیف سمیت چند اہم شخصیات کو ہی علم تھا۔ اس لیبارٹری کو ٹریس کرنے اور وہاں تک پہنچنے کے لئے دنیا بھر کے سیکرٹ ایجنٹ پاکیشیا میں ٹکریں مارتے پھر رہے ہیں لیکن انہیں لیبارٹری کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوا تھا۔ یہ میری حماقت تھی کہ مجھے سر جنید سے اس اسلحے کے بارے میں ضروری ڈسکس کرنے کے لئے جانا تھا اور میں تمہیں اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ تم نے زیرو کیمپ بھی دیکھ لیا اور لیبارٹری بھی۔ تمہارے فون کو شاید اس لئے ٹیپ کر لیا گیا ہو گا کہ اس میں لیبارٹری اور زیرو کیمپ کے الفاظ ادا کئے گئے تھے۔ اس لئے جب تم نے صفدر کو زیرو کیمپ اور لیبارٹری کے بارے میں بتایا تو سیکرٹ ایجنٹوں نے تمہاری کال ٹریس کر لی یا ٹیپ کر لی پھر

انہوں نے بڑی چالاکی سے تمہارے واچ ٹرانسمیٹر پر چیف کی آواز میں کال کی اور تمہیں ایک فیک مشن دے کر زیرو کیمپ جانے کے احکامات دیئے اور تم فوراً ان سب کو لے کر وہاں پہنچ گئی۔ تمہیں شاید مانیٹر کیا جا رہا تھا۔ جب تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے بیس کیمپ کے تمام افراد کو بے ہوش کر دیا تو سیکرٹ ایجنٹ فوراً وہاں پہنچ گئے۔ ان کا مقصد چونکہ صرف تمہیں بیس کیمپ تک لے جانا تھا اس لئے انہوں نے ہیلی کاپٹر میں آ کر تم پر حملہ کر دیا۔ وہ تم سب کو اپنی طرف سے ہلاک کر چکے تھے۔ تم سب پر گولیاں برسا کر وہ کیمپ میں داخل ہوئے اور انہوں نے وہاں ہیلی کاپٹر لینڈ کیا اور پھر ہیلی کاپٹر سے باہر آ کر انہوں نے وہاں موجود تمام فورس کو بے ہوشی کی حالت میں ہی گولیاں مار دیں۔ اس کے بعد انہوں نے ارتھ سکینر سے سرچنگ کی تو انہیں انڈر گراؤنڈ لیبارٹری کا علم ہو گیا جس میں داخل ہونے کا انہوں نے راستہ بھی ڈھونڈ لیا اور اس راستے کو بلاسٹ کر کے وہ لیبارٹری میں داخل ہوئے اور پھر انہوں نے وہاں موجود تمام افراد کو ہلاک کر دیا۔ انہوں نے سر جنید پر بھرپور تشدد کیا تھا اور پھر ان سے تائن ایکس تھری فارمولا حاصل کر لیا''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور جولیا حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر اس کی طرف دیکھ رہی تھی جیسے اسے یقین ہی نہ ہو رہا ہو کہ اس کی ایکسٹو سے نہیں بلکہ کسی اور سے بات ہوئی تھی اور اس نے نقلی ایکسٹو کی بات سن کر اس کی ہدایات پر عمل کرتے

ہوئے غیر ارادی طور پر ایک ایسے جرم کا ارتکاب کر دیا تھا جس سے نہ صرف قیمتی جانیں ضائع ہو گئی تھیں بلکہ پاکیشیا کی قیمتی سائنسی لیبارٹری بھی تباہ کر دی گئی تھی اور وہاں سے ایک اہم فارمولا بھی چوری کر لیا گیا تھا۔

''لل لل۔ لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ چیف کی آواز میں واچ ٹرانسمیٹر پر اور کون بات کر سکتا ہے اور پھر میں نے تمہیں بتایا تو ہے کہ میں نے چیف کی فریکوئنسی پر بیک کال بھی کی تھی۔ اگر میری کال چیف نے رسیو نہیں کی تھی تو کس نے کی تھی اور سب سے اہم بات کیا چیف کا ٹرانسمیٹر اگر چیف کے پاس نہیں تھا تو پھر کس کے پاس تھا''...... جولیا نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''چیف کا ٹرانسمیٹر چیف کے پاس ہی ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ چیف کے ٹرانسمیٹر سے تمہیں کوئی کال نہیں کی گئی تھی۔ اب تمہیں کس نے کال کی تھی اور چیف کے ٹرانسمیٹر کو کس طرح سے یوز کیا گیا تھا اس کے بارے میں تحقیقات کرنی پڑیں گی۔ تم سب اللہ کا شکر ادا کرو کہ نادانستگی میں ہی سہی لیکن تم سب نے جس جرم کا ارتکاب کیا ہے اس کے پاداش میں تمہیں وہیں گولیاں نہیں مار دی گئیں بلکہ تم سب کو بروقت طبی امداد مل گئی تھی ورنہ شاید تم میں سے کوئی ایک بھی زندہ نہ ہوتا اور اگر فیصل شیروانی ذاتی طور پر تمہیں نہ پہچان لیتا تو نجانے خفیہ والے تم سب کو کس نامعلوم مقام پر لے جاتے پھر میں لاکھ سر پٹختا رہتا تم سب کی لاشیں بھی تلاش

نہیں کر سکتا تھا''...... عمران نے تلخ لہجے میں کہا تو جولیا پریشانی کے عالم میں بے اختیار دانتوں سے ہونٹ کاٹنا شروع ہو گئی۔

''لیکن اس میں ہماری کیا غلطی ہے۔ ہم نے تو وہی کیا تھا جس کے لئے چیف نے ہدایات دی تھیں۔ اب مجھے کال کرنے والا چیف نہیں تھا تو میں کیا کر سکتی ہوں۔ مجھے تو واقعی اس بات پر ذرا سا بھی شک نہیں ہوا کہ مجھے ہدایات چیف نہیں کوئی اور دے رہا ہے۔ سیدھی سی بات ہے ہم چیف کی آواز کے غلام ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ چیف کون ہے۔ ہم صرف اس کی آواز سنتے ہیں اور اس کے حکم پر ہی عمل کرتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''بہرحال۔ جو بھی ہوا ہے غلط ہوا ہے۔ میں تم میں سے کسی کو دوش نہیں دے سکتا کیونکہ واقعی ہم سب چیف کی آواز کے ہی غلام ہیں اور چیف کے حکم پر عمل کرنا ہی ہمارا فرض ہے۔ اس معاملے میں تم میں سے کوئی مجرم نہیں ٹھہرتا شاید اسی لئے چیف نے خصوصی طور پر تم سب کو سی ایم ایچ سے یہاں منتقل کرایا ہے ورنہ جس طرح سے تمہیں کیمپ سے اٹھا کر لے جایا گیا تھا تم سب کی واپسی ناممکن تھی''...... عمران نے کہا۔

''چیف ہمیں کچھ کہے نہ کہے لیکن نادانستگی میں ہی سہی ہم سے جرم تو ہوا ہی ہے نا۔ ہماری بلکہ میری وجہ سے مجرم زیرو کیمپ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے اور پاکیشیا کو اس قدر نقصان کا سامنا کرنا پڑا''...... جولیا نے تاسف بھرے لہجے میں کہا۔

"جو ہونا تھا ہو گیا۔ اب ہمیں آگے کا سوچنا ہے۔ یہ دیکھنا ہے کہ مجرموں نے تمہاری کال کیسے ٹریس کی تھی اور انہوں نے کس طرح سے چیف کے ٹرانسمیٹر کو ہیک کیا تھا اور ایسا کون سا شخص دنیا میں پیدا ہو گیا ہے جو چیف کی آواز اس قدر بہترین انداز میں بول سکتا ہے کہ ڈپٹی چیف بھی اس کی آواز سن کر دھوکا کھا جائے"۔ عمران نے کہا۔

"کیسے پتہ چلے گا یہ سب"...... جولیا نے پوچھا۔

"ہر جرم کرنے والا اپنے پیچھے جرم کا کوئی نہ کوئی نشان ضرور چھوڑ جاتا ہے۔ بس اس نشان کے ڈھونڈنے کی دیر ہوتی ہے پھر جرم کرنے والے کا بھی پتہ چل جاتا ہے اور اس کے ارادوں کا بھی۔ تم اپنا سیل فون مجھے دے دو۔ میں اس کی چیکنگ کراؤں گا کہ کس نے اور کس طرح سے تمہارا فون ٹریس کیا تھا یا کن ذرائع سے تمہارا فون سنا گیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"سیل فون میرے سامان میں ہو گا۔ ڈاکٹر فاروقی بتا رہے تھے کہ سی ایم ایچ سے ہمارا سامان بھی یہاں پہنچا دیا گیا ہے جو انہوں نے ایک الگ کیبنٹ میں رکھ دیا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں دیکھ لیتا ہوں۔ تم آرام کرو"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔ وہ حد سے زیادہ سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا اور عمران جیسا انسان جب سنجیدہ ہوتا ہے تو معاملہ نہایت گھمبیر اور انتہائی حساس نوعیت کا ہی ہوتا ہے۔

"تم نے تو مجھے دہلا دیا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میں کیا کہوں"...... جولیا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"سب کچھ کہہ لینا مگر یہ نہ کہنا کہ تمہیں آئس کریم کھانی ہے۔ سردیوں کا موسم ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ ٹھنڈی آئس کریم کھا کر تمہارا گلا خراب ہو جائے"...... عمران نے اپنے مخصوص موڈ میں آتے ہوئے کہا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

عمران کے چہرے پر ایک بار پھر سنجیدگی طاری ہو گئی تھی اور اس کا ذہن اس عجیب و غریب معاملے کو سلجھانے کے لئے مسلسل قلابازیاں کھا رہا تھا۔ جولیا کے سامنے اس نے جو باتیں کی تھیں وہ محض اس کا تجزیہ تھیں۔ ابھی خود اسے بھی کنفرم نہیں تھا کہ اصل میں ہوا کیا تھا اور وہ کون سے مجرم تھے جو زیرو کیمپ گئے تھے اور وہاں پہنچتے ہی انہوں نے اس قدر بھیانک کارروائی کی تھی کہ وہاں موجود ایک ایک فرد کو گولیاں مار دی تھیں۔ عمران یہ سب سوچتا ہوا ڈاکٹر فاروقی کے آفس کی طرف جا رہا تھا تاکہ ان سے مل کر وہ اپنے ساتھیوں کے علاج معالجے پر مزید بات کر سکے اور ان سے وہ سامان لے لے جو آئی ایس ایس پی آر فیصل شیروانی سے ان سب کے ساتھ فاروقی ہسپتال میں پہنچا دیا گیا تھا۔

یہ ایک ہال نما کمرہ تھا جسے نہایت خوبصورتی سے آفس کے طرز پر سجایا گیا تھا۔ کمرے کے وسط میں ایک جہازی سائز کی میز رکھی ہوئی تھی جس کے پیچھے ساگوان کی ایک اونچی نشست والی کرسی موجود تھی۔

کرسی پر ایک ادھیڑ عمر اور قدرے فربہ جسم کا مالک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس آدمی کا سر درمیان سے صاف تھا جبکہ سائیڈوں پر جھالروں جیسے سفید اور کالے بال دکھائی دے رہے تھے جس سے اس کے دونوں کان بھی ڈھک گئے تھے۔ اس شخص نے گرے کلر کا تھری پیس سوٹ پہن رکھا تھا۔ وہ آنکھوں پر نظر کا چشمہ لگائے اپنے سامنے پڑی ہوئی ایک فائل کا انہاکی سے مطالعہ کر رہا تھا۔ میز کے کارنر کے پاس ایک ایش ٹرے رکھا ہوا تھا جس پر ایک سگریٹ سلگ رہا تھا۔ ادھیڑ عمر شخص فائل میں اس قدر کھویا ہوا تھا

کہ سگریٹ وہیں پڑا سلگ سلگ کر راکھ بنتا جا رہا تھا۔ اچانک میز پر پڑے ہوئے مختلف رنگوں کے فون سیٹوں میں سے نیلے رنگ کے فون کی گھنٹی بجی تو ادھیڑ عمر یوں چونک پڑا جیسے اچانک کسی نے اس کے سر پر ہتھوڑا مار دیا ہو۔ یہ اس کی انہاکی کا ہی اثر تھا کہ وہ فون کی گھنٹی کو سر پر پڑنے والے ہتھوڑے کی ضرب ہی سمجھا تھا۔ اس نے چونک کر فون سیٹ کی جانب دیکھا جس پر ایک بلب بھی سپارک کرنا شروع ہو گیا تھا۔

میز پر چونکہ کئی رنگوں کے فون سیٹ پڑے ہوئے تھے اور اچانک کس کی گھنٹی بج اٹھے اس کا پتہ سپارک کرنے والے بلبوں سے ہی چلتا تھا۔ ادھیڑ عمر نے نیلے رنگ کے فون سیٹ کا بلب سپارک ہوتے دیکھ کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

”بلیک ڈاگ“...... ادھیڑ عمر نے رسیور کان سے لگا کر انتہائی غراہٹ بھری آواز میں کہا۔ اس کی آواز میں اس قدر غراہٹ تھی جیسے اپنا شکار دیکھ کر جنگلی بھیڑیا غراتا ہے۔

”گارچ بول رہا ہوں چیف“...... دوسری طرف سے ایک نوجوان کی آواز سنائی دی۔ آواز بے حد مؤدبانہ تھی۔

”کہاں سے بول رہے ہو“...... ادھیڑ عمر چیف نے اسی انداز میں پوچھا۔

”میں اسرائیل واپس پہنچ چکا ہوں چیف“...... گارچ نے اسی طرح سے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"گڈ۔ سامان لائے ہو"...... ادھیڑ عمر نے پوچھا۔ جس نے خود کو بلیک ڈاگ کہا تھا۔

"یس چیف۔ سامان میرے پاس ہی ہے"...... گارچ نے جواب دیا۔

"گڈ۔ ہیڈ کوارٹر آ جاؤ۔ میں آفس میں ہی ہوں"...... بلیک ڈاگ نے کہا۔

"یس چیف۔ میں بیس منٹ تک پہنچ جاؤں گا"...... گارچ نے جواب میں کہا اور بلیک ڈاگ نے اوکے کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس نے ایش ٹرے کی طرف دیکھا جہاں اس کا رکھا ہوا سگریٹ جل جل کر مکمل طور پر راکھ بن گیا تھا۔ اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے سامنے پڑا ہوا سگریٹ کا پیکٹ اٹھایا اور اس میں سے ایک سگریٹ نکال کر ہونٹوں میں دبا لیا پھر اس نے لائٹر اٹھا کر اس سے سگریٹ سلگایا اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر سر اوپر اٹھا کر دھویں کے مرغولے اُڑانے لگا۔ ادھیڑ عمر چیف کا تعلق اسرائیل کی ٹاپ ڈاگ ایجنسی سے تھا۔ یہ ایجنسی اسرائیل کی انتہائی زیرک، فعال اور نہایت پاورفل ایجنسی تھی جسے ٹاپ سیکرٹ ایجنسی بھی کہا جاتا تھا۔

ڈاگ ایجنسی کے تمام سیکرٹ ایجنٹ ایک سے بڑھ کر ایک تھے۔ بلیک ڈاگ نے اپنی ایجنسی میں انتہائی ذہین، چالاک اور ایسے ایجنٹوں کو شامل کیا تھا جو ہرفن مولا تھے اور ہر کام میں مہارت

تامہ کا درجہ رکھتے تھے۔

ان سیکرٹ ایجنٹوں کو مزید فعال اور زیرک بنانے کے لئے بلیک ڈاگ نے بے حد کام کیا تھا اور انہیں سخت سے سخت مرحلوں سے گزار کر سونے سے کندن بنایا تھا۔ ڈاگ ایجنسی کا کوئی بھی ایجنٹ ایسا نہیں تھا جس نے پوری دنیا کے سامنے اپنی بھرپور صلاحیتوں کا لوہا نہ منوایا ہو۔ یہ ایجنٹ جب بھی کسی مشن پر نکلتے تھے تو کامیابیاں جیسے خود چل کر ان کے قدموں میں آ گرتی تھیں۔ یہ ایجنٹ اپنا کوئی بھی مشن مکمل کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازیاں لگا دیتے تھے یہی وجہ تھی کہ جب سے ڈاگ ایجنسی معرضِ وجود میں آئی تھی ایسا کوئی مشن نہیں تھا جس میں ڈاگ ایجنسی یا اس کا کوئی بھی ایجنٹ ناکام ہوا ہو۔ ڈاگ ایجنسی نے ہر محاذ پر کامیابیاں حاصل کی تھیں۔ ان کے مشن انٹرنل ہوں یا فارن وہ جب کسی مشن پر کام کرتے تھے تو پھر اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹتے تھے جب تک کہ وہ مشن مکمل نہ کر لیں۔

اسرائیل میں جی پی فائیو اور دوسری بھی بہت سی فعال ایجنسیاں کام کر رہی تھیں لیکن جب بھی کوئی ٹاپ سیکرٹ مشن ہوتا تو اس کے لئے ڈاگ ایجنسی کو ہی آگے لایا جاتا تھا۔ ڈاگ ایجنسی کا چیف جو خود کو بلیک ڈاگ کہلاتا تھا، ہمیشہ خفیہ رہتا تھا اس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ صرف اپنے ٹاپ ایجنٹوں سے ملنے کو فوقیت دیتا ہے اور ڈاگ ایجنسی کے ٹاپ ایجنٹوں نے بھی بلیک ڈاگ کا کبھی

اصلی چہرہ نہیں دیکھا تھا۔ بلیک ڈاگ ہر بار ان کے سامنے ایک نئے انداز اور ایک نئے روپ میں آتا تھا اور ظاہر ہے اپنے روپ بدلنے کے لئے وہ نت نئے اور جدید ترین میک اپ کا ہی استعمال کرتا تھا۔

ڈاگ ایجنسی کے ٹاپ ایجنٹ بھی آج تک یہ نہیں جان سکے تھے کہ ان کا بلیک ڈاگ نوجوان ہے، ادھیڑ عمر ہے یا پھر بوڑھا آدمی۔ بلیک ڈاگ کا روپ کبھی نوجوانوں کا ہوتا تھا تو کبھی وہ ادھیڑ عمر کے روپ میں ان کے سامنے ہوتا تھا اور کئی بار تو بلیک ڈاگ ان کے سامنے اس قدر بوڑھے آدمی کے روپ میں آیا تھا کہ ٹاپ ایجنٹ بھی یہ سمجھنے پر مجبور ہو گئے تھے کہ بلیک ڈاگ کے ایک نہیں ہزار روپ ہیں اور وہ ہر روپ کے سانچے میں خود کو اس انداز میں ڈھال لیتا ہے کہ کسی کو پتہ ہی نہیں چلتا تھا کہ وہ اس کا اصلی روپ ہے یا خود ساختہ بنایا ہوا روپ۔

جس طرح بلیک ڈاگ کے کوئی اصلی چہرے سے واقف نہیں تھا اسی طرح کوئی بھی بلیک ڈاگ کے اصلی نام سے واقف نہیں تھا۔ وہ جس روپ میں بھی ہو خود کو بلیک ڈاگ ہی کہتا تھا اور بلیک ڈاگ کا اسرائیل میں ہی نہیں پوری دنیا میں اس کی دھاک اور اس کی دہشت کا سکہ جما ہوا تھا اور اس کی ایجنسی کی جڑیں پوری دنیا میں پھیلی ہوئی تھیں اور عرب ممالک میں اب تک جو تختے پلٹے گئے تھے کہا یہ جاتا تھا کہ ان میں ڈاگ ایجنسی کا ہی ہاتھ تھا۔ اس کے علاوہ

فلسطین میں ہونے والے مظالم اور تحریک آزادی کی بے شمار فعال تنظیموں کو مٹانے اور ان کا قلع قمع کرنے میں ڈاگ ایجنسی ہی پیش پیش رہتی تھی۔ جس میں انہوں نے ناقابلِ یقین کی حد تک کامیابیاں حاصل کی تھیں۔

ڈاگ ایجنسی کا تعلق اسرائیل سے تھا لیکن بلیک ڈاگ نے خود کو دنیا سے اس طرح چھپایا ہوا تھا کہ سوائے اسرائیل کے چند مخصوص افراد کے کوئی نہیں جانتا تھا کہ ڈاگ ایجنسی کا اصلی ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور وہ کس قوم اور کس ملک کی ایجنسی ہے۔ اس لئے اب تک دنیا کی کوئی ایجنسی اس بات کا پتہ نہیں چلا سکی تھیں کہ حقیقت میں ڈاگ ایجنسی کا تعلق کس ملک سے ہے۔

اسرائیل نے ڈاگ ایجنسی کی حقیقت اپنے سب سے بڑے حلیف ملک ایکریمیا سے بھی چھپا رکھی تھی۔ ڈاگ ایجنسی جس تیزی سے پوری دنیا پر اپنے پنجے گاڑتی جا رہی تھی اس سے سُپر پاور ممالک خاص طور پر ایکریمیا میں بھی کھلبلی سی مچ گئی تھی۔ اس ایجنسی کی تلاش اور اس کے کرتا دھرتا کے بارے میں معلوم کرنے کے لئے ایکریمیا سمیت کئی ممالک کی خفیہ ایجنسیاں کام کر رہی تھیں تاکہ وہ کم از کم اس بات کا پتہ چلا سکیں کہ ڈاگ ایجنسی کا تعلق کس ملک سے ہے لیکن آج تک دنیا کی کسی بھی ایجنسی اور ٹاپ ایجنٹوں کو اس سلسلے میں کوئی کامیابی نہیں مل سکی تھی۔ جب بھی کوئی ایجنسی، ڈاگ ایجنسی کے قدرے نزدیک پہنچنے کی کوشش کرتی

تو ڈاگ ایجنسی کے سیکرٹ ایجنٹ فوراً حرکت میں آ جاتے اور پھر دوسرے ممالک کے ایجنٹوں کا نشان بھی نہیں ملتا تھا۔

ڈاگ ایجنسی کا ایک خاصہ یہ بھی تھا کہ سوائے بلیک ڈاگ کے کسی بھی ایجنٹ کو ایک دوسرے کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا کہ ڈاگ ایجنسی میں کون کون سے ایجنٹ ہیں اور کہاں کہاں کام کرتے ہیں۔ ڈاگ ایجنسی کے ایجنٹ جس ملک میں بھی اپنا مشن مکمل کرتے تھے وہ اپنے پیچھے ایک معمولی سا کلیو بھی نہیں چھوڑ کر آتے تھے اس لئے بعض ممالک میں ہونے والی کارروائیوں کے بارے میں اب تک یہ کلیو بھی نہیں ملا تھا کہ اس ملک میں ہونے والی کارروائی کے پیچھے بلیک ڈاگ کے ایجنٹوں کا ہاتھ ہے یا کسی اور کا۔

بلیک ڈاگ نے اپنے ایجنٹوں کو مختلف نام دے رکھے تھے جو بلیک ایجنٹس بھی کہلاتے تھے، ریڈ ایجنٹس بھی اور گولڈن ایجنٹس بھی۔ بلیک ڈاگ ان ایجنٹوں سے بیرون ممالک کے مشن کا کام لیتا تھا اور ملک اور مشن کی نوعیت دیکھ کر ہی ان میں سے ایجنٹس سلیکٹ کرتا تھا کہ کس ملک ، میں اور کس مشن کے لئے کون سا ایجنٹ اس کی امید کے مطابق کام کر سکتا ہے۔ اسی طرح اسرائیل میں انٹرنل ایجنٹس بھی تھے جو غیر ملکی ایجنٹوں، ملک دشمن عناصروں اور جرائم کی دنیا کی بیخ کنی کرتے تھے جس کی وجہ سے اسرائیل کے انڈر ورلڈ میں بھی تہلکہ مچا ہوا تھا اور اسرائیل سے آہستہ آہستہ انڈر

ورلڈ ختم ہوتا جا رہا تھا گو کہ انڈر ورلڈ کو بھی یہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ ان کے خلاف خاموش کارروائی کرنے والے کون ہیں لیکن ڈاگ ایجنسی کے ایجنٹ جس مخصوص انداز میں کام کرتے تھے اس کی بناء پر وہ سمجھ جاتے تھے کہ ان کے خلاف ڈاگ ایجنسی کام کر رہی ہے اس لئے وہ اسرائیل سے کان دبا کر نکل جانے میں ہی عافیت سمجھتے تھے۔

اس کے علاوہ جب سے ڈاگ ایجنسی معرضِ وجود میں آئی تھی فلسطین پر جیسے قیامت سی ٹوٹ پڑی تھی۔ آئے دن فلسطین کی تحریک آزادی کے راہنما یا تو راتوں رات غائب ہو جاتے تھے یا پھر انہیں نہایت بے دردی سے ہلاک کر دیا جاتا تھا۔ ڈاگ ایجنسی نے فلسطین کی انتہائی فعال تنظیموں کے بھی بخیئے ادھیڑ کر رکھ دیئے تھے اور فلسطین کی تحریکِ آزادی کا کاز انتہائی کمزور کر دیا تھا۔

بلیک ڈاگ کو ابھی جس گارچ نامی ایجنٹ نے فون کیا تھا وہ فارن ایجنٹ تھا اور ڈاگ ایجنسی میں اسے گولڈن ایجنٹ کا رینک ملا ہوا تھا۔ گارچ ان گولڈن ایجنٹس میں سے ایک تھا جو ذہانت، عیاری اور ہرفن مولا ہونے کی خدا داد صلاحیتوں کی وجہ سے بلیک ڈاگ کے بے حد قریب تھا۔ انتہائی اہم اور سُپر ٹاپ مشنز کے لئے بلیک ڈاگ اکثر گارچ کو ہی آگے لاتا تھا۔ گارچ کی یہ خوبی بھی تھی کہ وہ اپنا مشن انتہائی تیز رفتاری اور نہایت کم مدت میں پورا کرتا تھا اور وہ اپنا کام اس قدر صفائی سے کرتا تھا کہ واقعی دوسروں کی

آنکھ سے سرمہ چرا لاتا تھا۔

بلیک ڈاگ دنیا بھر کے تمام سیکرٹ ایجنٹوں پر گہری نظر رہتی تھی وہ یہ دیکھتا تھا کہ دنیا میں ایسے کون سے سیکرٹ ایجنٹ موجود ہیں جنہیں وہ اپنی ایجنسی میں شامل کر کے اپنی ایجنسی کو مزید طاقتور اور زیرک بنا سکتا ہے۔ وہ تمام ایجنٹوں کے خفیہ کوائف جمع کرتا تھا اور پھر ان تمام ایجنٹوں کی مختلف کیٹگریز بنا کر انہیں اپنی ایجنسی میں لانے کے لئے کام شروع کر دیتا تھا۔ اس کے لئے وہ اپنے اثر و رسوخ کے ساتھ ساتھ دولت پانی کی طرح بہا دیتا تھا۔ پھر ایک بار جو اس کی ایجنسی میں آ جاتا وہ ہمیشہ کے لئے اسی ایجنسی کا ہی ہو کر رہ جاتا تھا۔ بلیک ڈاگ اسے دنیا بھر کی آسائشوں کے ساتھ مالا مال کر دیتا تھا۔ چونکہ بلیک ڈاگ اپنے ایجنٹوں کی ہر ضرورت کا خیال رکھتا تھا اس لئے ڈاگ ایجنسی میں آنے والا ہر ایجنٹ، ڈاگ ایجنسی اور بلیک ڈاگ کا ہمیشہ کے لئے وفادار بن جاتا تھا اور ڈاگ ایجنسی کے لئے اپنی جان تک لڑا دیتا تھا۔

بلیک ڈاگ کے گارچ جیسے گولڈن ایجنٹ صرف اسرائیل سے تعلق رکھتے تھے جبکہ دوسرے ایجنٹوں کو وہ دوسرے ممالک میں ہی رکھتا تھا اور ہر نیا ایجنٹ یہی سمجھتا تھا کہ اسے جس ملک میں رکھا گیا ہے ڈاگ ایجنسی کا اسی ملک سے ہی تعلق ہے۔

دنیا کے نامور اور ٹاپ ایجنٹوں کے ڈاگ ایجنسی میں آنے سے بلیک ڈاگ کی ایجنسی تیزی سے وسعت اختیار کرتی جا رہی تھی جس

تھی وہ شاید اس کی ایجنسی کے گولڈن ایجنٹوں میں بھی نہیں تھی اس لئے سب سے پہلے بلیک ڈاگ نے عمران کو اپنا ہدف بنا رکھا تھا کہ ایک بار عمران اس کے پاس آ جائے تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کی سارے ممبران خود ہی اس کے پیچھے کھنچے چلے آئیں گے۔

عمران کو پاکیشیا سے اسرائیل لانے کے لئے بلیک ڈاگ نے گولڈن ایجنٹ گارچ سے بات کی تھی اور پھر وہ دونوں سر جوڑ کر ایک ساتھ بیٹھ گئے۔ جب دو بڑے دماغ ایک ساتھ بیٹھ جائیں اور وہ بھی شیطانی سوچ رکھنے والے تو شیطان بھی ان کا ہم رکاب جاتا ہے۔ ان دونوں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ ان دونوں کو اور کوئی طریقہ تو نہیں سوجھا سوائے اس کے کہ عمران کو اسرائیل آنے پر مجبور کیا جائے۔ جب وہ اسرائیل آ جائے تو اسے کسی بھی حالت میں زندہ پکڑ لیا جائے اور پھر اس کا ذہن کیمیکلز سسٹم سے کلین کر کے اس کا برین اسکین کیا جائے اور پھر اسے ہمیشہ کے لئے اسرائیل اور ڈاگ ایجنسی کا وفادار بنا لیا جائے۔ مسلسل سوچنے اور پلاننگ کرنے کے بعد انہوں نے عمران کو اسرائیل لانے کے عمل پر کام کرنا شروع کر دیا۔

پاکیشیا میں موجود ڈاگ ایجنسی کے چند ٹاپ ایجنٹوں نے بلیک ڈاگ کو اطلاع دی تھی کہ پاکیشیا ان دنوں ہر لحاظ سے اپنا دفاع مضبوط کرنے کے سسٹم پر کام کر رہا ہے۔ پاکیشیا کا ایک سائنس دان جس کا نام سر جنید ہے وہ ایک خصوصی فارمولے کے تحت ایک

کی وجہ سے ڈاگ ایجنسی کو دنیا بھر کی تمام ایجنسیوں میں ٹاپ پوزیشن حاصل ہوگئی تھی۔ بلیک ڈاگ نے اس پر بھی بس نہیں کیا تھا وہ اب بھی دنیا کے تمام نامور اور ٹاپ ایجنٹس کو اپنی ایجنسی میں لانے کی کوشش میں لگا رہتا تھا۔

اس بار بلیک ڈاگ کی نظریں جس ٹاپ ایجنٹ پر تھیں وہ پاکیشیا کا علی عمران تھا جس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ دنیا کے بڑے بڑے ایجنٹوں کو مات دینے میں اپنا ثانی نہیں رکھتا ہے۔ ڈاگ ایجنسی نے فارن مشنز میں اتنی کامیابیاں حاصل نہیں کی ہوں گی جتنی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے حاصل کی تھیں۔ عمران کے بارے میں بلیک ڈاگ نے مختلف ذرائع سے تمام تر معلومات حاصل کر لی تھیں اور وہ ہر وقت اس فکر میں مبتلا رہتا تھا کہ وہ عمران کو کس طرح سے پاکیشیا سے اپنی ڈاگ ایجنسی میں لائے۔ بلیک ڈاگ نے عمران کے بارے میں جو معلومات حاصل کی تھیں ان کے مطابق عمران کا کردار انتہائی مضبوط اور بے داغ تھا۔ زن، زر اور زمین سے اسے کوئی لگاؤ نہیں تھا اور نہ ہی اس کی کوئی ایسی کمزوری تھی جس کے بل بوتے پر بلیک ڈاگ اسے اپنی ایجنسی میں شامل ہونے پر مجبور کر سکے۔ اس نے عمران کے بارے میں جو معلومات حاصل کی تھیں وہ عمران کے بچپن سے لے کر اب تک کے تمام حالات پر مبنی تھیں اور ایک ضخیم فائل میں تھیں۔ وہی اس وقت بلیک ڈاگ نے اپنے سامنے رکھی ہوئی تھی۔ وہ کئی مرتبہ

انتہائی باریک بینی سے اس فائل کا مطالعہ کر چکا تھا لیکن اس فائل سے اسے عمران کی زندگی کا کوئی کمزور پہلو نہیں ملا تھا جسے وہ بنیاد بنا کر عمران کو اپنی ایجنسی میں شامل ہونے کا عندیہ دے سکے۔ اس فائل کے مطالعے سے بلیک ڈاگ کو یہ ضرور معلوم ہو گیا تھا کہ عمران کو کم از کم کسی لالچ کے تحت وہ اپنی ایجنسی میں شامل ہونے کے لئے نہیں کہہ سکتا تھا۔ اس کے علاوہ عمران کی شخصیت ایسی تھی جو سر سے پاؤں تک اپنے ملک اور قوم کا وفادار تھا اور اپنے ملک و قوم کے لئے ہر وقت کٹ مرنے کے لئے تیار رہتا تھا۔ اس لئے بلیک ڈاگ فارغ اوقات میں عمران کی فائل کھول کر بیٹھ جاتا تھا اور اس جستجو میں لگا رہتا تھا کہ وہ ایسا کون سا طریقہ اختیار کرے کہ عمران اپنی مرضی اور اپنی خوشی سے پاکیشیا چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے اس کے پاس آ جائے اور اس کی ایجنسی میں شمولیت اختیار کر لے۔ بلیک ڈاگ عمران کی فائل کا جتنی بار بھی مطالعہ کرتا تھا وہ عمران کی خداداد اور مافوق الفطرت صلاحیتوں کا اتنا ہی معترف ہو جاتا تھا اور ہر بار فائل پڑھنے کے بعد اس کا عمران کو پانے کا جنون اور زیادہ شدت اختیار کر جاتا تھا لیکن عمران کو حاصل کرنے کا اس کے پاس کوئی طریقہ نہیں تھا۔

فائل کے مطابق عمران زیادہ تر اپنی ٹیم کے ہمراہ ہی فارن مشنز پر جاتا تھا۔ بلیک ڈاگ جانتا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران بھی اس کے ٹاپ ایجنٹوں کے ہم پلہ تھے لیکن جو بات عمران میں

ایسا مشینی سسٹم بنا رہا ہے جس کی مدد سے وہ پاکیشیا کو مکمل طور پر بیرونی حملوں خاص طور پر ایٹم بموں اور میزائلوں سے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر سکتا ہے۔ اس سسٹم کے تحت پاکیشیا میں ایک ایسی ریز پھیلا دی جاتی جو پاکیشیا کو ہر طرف سے اپنے حصار میں لے کر ایک ببل سا بنا لیتی اور پاکیشیا اس ببل میں محصور ہو جاتا پھر پاکیشیا پر چاہے عام میزائل فائر کئے جاتے یا وار ہیڈز سے بھرپور میزائل۔ جیسے ہی میزائل اس ببل میں داخل ہوتے ان میزائلوں اور بموں کے تمام بلاسٹنگ سسٹم جام ہو جاتے۔ بم اور میزائل مکمل طور پر ناکارہ ہو جاتے جس سے نہ صرف وہ قیمتی بم اور میزائل، بلکہ میزائلوں میں موجود وار ہیڈ بھی پاکیشیا کے قبضے میں آ جاتے جس سے پاکیشیا میزائل فائر کرنے والے ملک کی جدید ترین ٹیکنالوجی سے بھی آگاہ ہو جاتا۔

پاکیشیا نے اپنے اس جدید دفاعی سسٹم کو نائن ایکس تھری کا نام دیا گیا تھا۔ بلیک ڈاگ کو یہ بھی معلومات مل گئی تھیں کہ سر جنید نے نائن ایکس تھری سسٹم کی ساری مشینری پاکیشیا میں ہی تیار کر لی ہے اور اب وہ اس سسٹم کی ری چیکنگ کرنے میں مصروف ہے تاکہ اس سسٹم کی ریز کو ایک سیلڈ ببل کی شکل میں پورے پاکیشیا پر پھیلایا جا سکے۔ اسرائیل کو پاکیشیا کی اس قدر یونیک ایجاد بھی کھٹک رہی تھی اور ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کسی طرح پاکیشیا کی اس لیبارٹری کو تباہ کر دیں جس میں سائنس دان سر جنید نائن ایکس تھری

فارمولے پر کام کر رہا ہے۔ بلیک ڈاگ اور گارچ نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ عمران کو اسرائیل لانے کا یہی ایک طریقہ ہے کہ وہ پاکیشیا جا کر کارروائی کریں اور نائن ایکس تھری بنانے والی لیبارٹری کو ٹریس کر کے نہ صرف اسے تباہ کر دیں بلکہ وہاں سے نائن ایکس تھری کا فارمولا بھی حاصل کر لائیں۔ ایسا کرنے سے نہ صرف انہیں نائن ایکس تھری کا فارمولا مل جائے گا بلکہ جب عمران کو علم ہو گا کہ یہ کارروائی اسرائیل کی طرف سے کی گئی ہے تو وہ آگ و طوفان کا پیکر بن کر اسرائیل کی طرف دوڑا چلا آئے گا اور پھر اسے وہ ہر صورت میں زندہ اپنے قابو میں کر لیں گے۔

ڈاگ ایجنسی کے ایجنٹوں نے بلیک ڈاگ کو سر جنید اور نائن ایکس تھری کے بارے میں تمام معلومات مہیا کر دی تھیں لیکن اپنی لاکھ کوششوں کے باوجود وہ ابھی تک یہ معلوم نہیں کر سکے تھے کہ نائن ایکس تھری سسٹم پاکیشیا کی کس لیبارٹری میں تیار کیا جا رہا ہے اور وہ لیبارٹری پاکیشیا کے کس حصے میں ہے۔ اس کے لئے گارچ نے بلیک ڈاگ کو اپنی خدمات پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ اسے یہ مشن سونپ دیا جائے۔ وہ خود پاکیشیا جائے گا اور اپنی بھرپور کوششوں سے نہ صرف وہ لیبارٹری ٹریس کر لے گا جس میں نائن ایکس تھری سسٹم تیار ہو رہا ہے بلکہ وہ اس لیبارٹری کی تمام مشینری تباہ کر کے سر جنید کو بھی ہلاک کر دے گا اور اس سے نائن ایکس تھری کا فارمولا بھی حاصل کر لائے گا۔

بلیک ڈاگ خود بھی یہی چاہتا تھا کہ یہ مشن گارج ہی پورا کرے چنانچہ اس نے گارج کو یہ مشن سونپ دیا۔ گارج نے بلیک ڈاگ سے وعدہ کیا کہ وہ اپنے مشن کی کامیابی کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دے گا چنانچہ گارج اپنی تیاری مکمل کر کے نہایت خفیہ طریقے سے پاکیشیا پہنچ گیا اور اس نے نائن ایکس تھری تیار کرنے والی لیبارٹری کی تلاش شروع کر دی۔

بلیک ڈاگ نے اپنے ایجنٹوں کو مشن کی کامیابی تک کھلی چھوٹ دے رکھی تھی۔ اپنے ایجنٹوں کو مشنز پر بھیجنے کے بعد وہ ان سے قطعی لاتعلق ہو جاتا تھا اس نے کبھی کسی ایجنٹ سے رابطہ نہیں کیا تھا اور نہ کبھی یہ رپورٹ مانگی تھی کہ اس کے ایجنٹ نے مشن میں کس حد تک کامیابی حاصل کی ہے یا وہ کیا کر رہا ہے۔ بلیک ڈاگ اپنے ایجنٹ کے کامیاب ہو کر اس کے اس ملک میں واپس آنے تک کا انتظار کرتا تھا جس ملک کا وہ ایجنٹ ہوتا تھا۔ جب ایجنٹ کامیاب و کامران واپس آ جاتا تو وہ ٹرانسمیٹر پر بلیک ڈاگ کو آگاہ کر دیتا تھا اور بلیک ڈاگ انہیں اپنے دنیا بھر میں موجود سپیشل ہیڈ کوارٹر میں سے کسی میں بلا لیتا تھا۔ یا پھر خود روپ بدل کر مشن مکمل کرنے والے ایجنٹ کے ملک میں پہنچ جاتا۔ ڈاگ ایجنسی کے ایجنٹ بلیک ڈاگ کو تب ہی کال کرتے تھے جب وہ اپنے مشن میں کامیاب و کامران لوٹتے تھے۔ گارج چونکہ اسرائیلی ایجنٹ تھا اس لئے اب جس طرح سے گارج نے بلیک ڈاگ کو کال کر کے بتایا تھا کہ وہ

اسرائیل پہنچ گیا ہے تو بلیک ڈاگ کے لئے یہ سمجھنا آسان تھا کہ گارج اپنے مشن میں کامیاب ہو کر پہنچا ہے۔ اس لئے وہ انتہائی مطمئن اور ریلیکس ہو گیا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد اس کے ٹیبل پر پڑے ہوئے انٹر کام کا مترنم میوزک بجا تو بلیک ڈاگ چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر انٹر کام کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس''...... بلیک ڈاگ کے حلق سے وہی بھیڑیوں جیسی غراہٹ بھری آواز نکلی جو شاید اس کے بولنے کا مخصوص انداز تھا۔

''چیف۔ جی اے ون یہاں پہنچ گیا ہے''...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل لیڈی سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔ اس نے بلیک ڈاگ کو گارج کا مخصوص کوڈ بتایا تھا جس کا مطلب تھا کہ گولڈن ایجنٹ ون ہیڈ کوارٹر آ گیا ہے۔

''او کے۔ اسے سپیشل وے سے فوراً میرے آفس میں بھیج دو''۔ بلیک ڈاگ نے کہا۔

''یس چیف''...... سیکرٹری نے جواب دیا تو بلیک ڈاگ نے ہاتھ بڑھا کر انٹر کام کا بٹن آف کر دیا۔ پھر اس نے سامنے پڑی ہوئی فائل بند کی اور اسے اٹھا کر اپنے میز کی نچلی دراز میں رکھ دیا اور سیدھا ہو کر سامنے سپاٹ دیوار کی جانب دیکھنے لگا۔ اس نے میز کے نیچے ہاتھ لے جا کر ایک خفیہ بٹن پریس کیا تو سپاٹ دیوار میں ایک سیاہ رنگ کی لکیر سی بنی اور پھر اچانک دیوار میں ایک دروازہ

سا بن کر دو حصوں میں سمٹتا چلا گیا۔ چند لمحوں کے بعد دروازے کی دوسری طرف سے ایک لمبا تڑنگا اور کسرتی جسم والا نوجوان اندر آ گیا۔ یہ نوجوان ہر لحاظ سے فاسٹ ایکشن فلموں کا ہیرو دکھائی دے رہا تھا اس کی فراخ پیشانی اور اس کی نیلی آنکھوں کی تیز چمک اس کی ذہانت کی غماز تھیں۔ نوجوان کے ہاتھ میں ایک سیاہ رنگ کا چرمی ہینڈ بیگ بھی تھا۔

نوجوان نے اندر آتے ہی بلیک ڈاگ کو فوجی انداز میں سلام کیا اور بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

''آؤ۔ آؤ۔ گارچ۔ میں تمہارا ہی منتظر تھا۔ آؤ بیٹھو''...... بلیک ڈاگ نے مخصوص انداز میں کہا تو گارچ نے اثبات میں سر ہلایا اور تھینک یو کہتا ہوا بلیک ڈاگ کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ بلیک ڈاگ کی تیز اور چمکیلی نظریں نوجوان کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں جس کا چہرہ فرط جذبات سے جگمگا رہا تھا۔

''کہاں ہے نائن ایکس تھری کا فارمولا''...... بلیک ڈاگ نے اس سے رسمی باتیں کرنے کی بجائے مخصوص پوائنٹ پر ہی بات شروع کرتے ہوئے کہا۔

''میں اپنے ساتھ لایا ہوں چیف''...... نوجوان نے کہا جو ڈاگ ایجنسی کا گولڈن ایجنٹ گارچ تھا۔ اس نے اپنا چرمی بیگ سامنے میز پر رکھا اور اسے کھولنا شروع ہو گیا۔ بیگ کھول کر اس نے بیگ میں سے ایک ضخیم فائل نکالی اور اٹھ کر نہایت احترام سے بلیک ڈاگ کی

طرف بڑھا دی۔ بلیک ڈاگ نے فائل لے کر اس پر ٹاپ سیکرٹ اور نائن ایکس تھری لکھا ہوا دیکھا تو اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ اس نے فائل اپنے سامنے میز پر رکھی اور اسے کھول لیا۔ فائل میں سو سے زائد کمپیوٹر پرنٹڈ اوراق موجود تھے اور یہ اوراق عام پیپر کی بجائے چمکدار دھات کے بنے ہوئے تھے جو عام کاغذوں جیسے ہی دکھائی دے رہے تھے۔

''برائٹ پیپر۔ گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ فارمولا صرف اسی فائل میں ہی محفوظ ہے کیونکہ ان پیپروں کی نہ تو کوئی فلم بنائی جا سکتی ہے اور نہ ہی انہیں فوٹو سٹیٹ کیا جا سکتا ہے''...... بلیک ڈاگ نے کہا۔

''یس چیف''...... گارچ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اب مجھے تفصیل بتاؤ۔ تم اس فائل تک کیسے پہنچے اور تم نے کس طرح سے لیبارٹری ٹریس کی تھی''...... بلیک ڈاگ نے فائل بند کر کے گارچ کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں نے پاکیشیا جا کر بہت ہاتھ پاؤں مارے تھے چیف مگر دوسرے ایجنٹوں کی طرح این ایکس ٹی لیبارٹری کا بھی کوئی سراغ ہاتھ نہیں آ رہا تھا۔ میں نے پاکیشیا کے کئی بڑے افراد کے مائنڈ ہیک کئے تھے جن میں کئی نامور سائنس دان بھی شامل تھے لیکن ان میں سے بھی کوئی این ایکس ٹی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ میں اپنے ساتھ ایک سپیشل مشین لے گیا تھا

جس کی مدد سے میں وہاں موجود کسی بھی انسان کا مائنڈ ہیک کر سکتا
تھا۔ مجھے چند مخصوص افراد کے مائنڈ ہیک کرنے کے بعد صرف
ایک ہی کلیو ملا تھا اور وہ کلیو یہ تھا کہ این ایکس ٹی لیبارٹری کے
بارے میں اگر کوئی جانتا ہے تو وہ علی عمران ہے یا پھر پاکیشیا سیکرٹ
سروس کا چیف ایکسٹو۔

عمران تو پہلے سے ہی میرے ٹارگٹ پر تھا لیکن میں اس کا مائنڈ
ہیک نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس کے بارے میں میرے پاس جو
تفصیلات تھیں اگر میں اس کا مائنڈ ہیک کرنے کی کوشش کرتا تو
اسے فوراً پتہ چل جاتا کہ اس کی مائنڈ میموری ہیک کی جا رہی ہے تو
وہ فوراً اپنا مائنڈ یا تو بلینک کر لیتا یا پھر لاکڈ۔ اور دوسرا شخص پاکیشیا
سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو تھا جس کے بارے میں یہ مشہور ہے
کہ وہ ہمیشہ سات پردوں میں چھپا رہتا ہے اور ایکسٹو اصل میں
کون ہے اس کے بارے میں اس ملک کا صدر بھی کچھ نہیں جانتا
ہے اور جس شخص کا مائنڈ ہیک کرنا ہوتا ہے مجھے اس کے سر میں
ایک مخصوص مائیکرو والوو لگانا پڑتا ہے۔ جب تک میں کسی انسان
کے سر میں مخصوص مائیکرو والوو نہ لگا دوں میں اس کا مائنڈ ہیک نہیں
کر سکتا۔ اگر میں یہ کام عمران کے ساتھ کرتا تو عمران کو اس مائیکرو
والوو کا بھی پتہ چل جاتا اس لئے میں نے اس سے دور رہنا ہی
بہتر سمجھا تھا۔ میں اس کوشش میں لگ گیا کہ کسی طرح سے میں
پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کسی ایسے ممبر تک پہنچ جاؤں جو عمران اور

اپنے چیف کے بے حد نزدیک ہو۔

مجھے اس بات کا علم تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف
ایک لڑکی ہے جو سوئس نژاد ہے اور جس کا نام جولیا ہے۔ میں اس کو
تلاش کر رہا تھا کیونکہ ایک وہی لڑکی تھی جو عمران اور اپنے چیف
ایکسٹو کے بے حد نزدیک تھی۔ جولیا تک پہنچنے کے لئے میں نے
بہت بھاگ دوڑ کی تھی۔ آخر کار میں نے جولیا کا پتہ چلا لیا۔ میں
کسی بھی طرح سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران اور عمران کی
نظروں میں آئے بغیر جولیا تک پہنچنا چاہتا تھا اس لئے میں نے
جولیا کے فلیٹ کا محاصرہ کیا اور پھر میں نے ایک رات جولیا کے
فلیٹ پر جا کر فلیٹ کے دروازے سے اندر ہائیٹن گیس فائر کر دی۔
اگر جولیا جاگ رہی ہوتی تب بھی ہائیٹن گیس کی بو کا اسے پتہ نہ
چلتا بلکہ یہ گیس اسے آہستہ آہستہ گہری نیند کی آغوش میں پہنچا دیتی
اور اگر وہ سو رہی ہوتی تب گیس اس کی نیند مزید گہری کر دیتی۔
میں نے چند منٹ انتظار کیا اور جب مجھے یقین ہو گیا کہ جولیا گہری
نیند سو گئی ہو گی تو میں نے ماسٹر کی سے فلیٹ کا دروازہ کھولا اور
فلیٹ کے اندر داخل ہو گیا۔ جولیا ایک کمرے میں بے خبر سو رہی
تھی۔ میں نے خاموشی سے اس کے سر کے بالوں کے درمیان میں
ایک چھوٹا سا مائیکرو وال لگایا اور وہاں سے نکل آیا۔ میں نے اپنے
پیچھے کوئی نشان نہیں چھوڑا تھا۔ جولیا کے سر میں جو مائیکرو والوو میں
نے لگایا تھا وہ بال سے بھی زیادہ باریک تھا جسے جب تک سپریم

مائیکرو ٹرائیک سائنسی آلے سے چیک نہ کیا جائے اس کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ اس مائیکرو والوو سے میں نہ صرف جولیا کا مائنڈ ہیک کر سکتا تھا بلکہ یہ بھی چیک کر سکتا تھا کہ وہ کہاں ہے۔ چنانچہ میں نے اس پر تیزی سے کام کرنا شروع کر دیا۔

جولیا کے دماغ میں ایکسٹو کے حوالے سے مجھے کچھ نہیں ملا تھا۔ میں نے اس کا ہیک شدہ دماغ نہایت باریک بینی سے چیک کیا تھا۔ مگر وہ بھی چیف کی اصل شخصیت سے ناواقف تھی۔ مجھے چونکہ اس کا روزانہ کی بنیاد پر دماغ ہیک کرنا ہوتا تھا اس لئے میں نے اس بلڈنگ میں ہی ایک فلیٹ حاصل کر لیا جہاں جولیا رہتی تھی۔ رات کو جب جولیا سو جاتی تو میں اس کے فلیٹ میں ہائپٹن گیس فائر کر کے اسے گہری نیند سلا دیتا اور پھر میں اطمینان سے اس کے فلیٹ میں داخل ہو کر اس کے سر میں لگے ہوئے مائیکرو والوو سے مشینی لنک کر کے اس کا مائنڈ ہیک کر لیتا۔ میں اس انتظار میں تھا کہ وہ کسی دن چیف کے ہیڈ کوارٹر جائے گی اور اس سے بات کرے گی تو میں مائیکرو والوو سے اور کچھ نہیں تو یہ ضرور معلوم کر لوں گا کہ چیف ایکسٹو کے ہیڈ کوارٹر میں کون کون سے حفاظتی سسٹم ہیں۔ ایک بار مجھے ان حفاظتی سسٹمز کا پتہ چل جاتا تو میں انہیں آسانی سے آف کر کے ایکسٹو کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو سکتا تھا۔ لیکن ایسی نوبت ہی نہ آئی۔ جولیا، ایکسٹو کے پاس گئی ہی نہیں تھی۔ البتہ ایک رات جب میں نے اس کا مائنڈ ہیک کیا تو میں یہ دیکھ کر

چونک پڑا کہ جولیا، عمران کے فلیٹ میں گئی تھی اور پھر وہ عمران کے ساتھ ایک ایسی جگہ پہنچ گئی تھی جہاں زیرو کیمپ نامی ایک بیس کیمپ تھا۔ عمران، جولیا کو اس کیمپ میں انڈر گراؤنڈ ایک لیبارٹری میں لے گیا تھا۔ جولیا کی مائنڈ میموری چیک کرنے سے مجھے معلوم ہوا کہ جولیا عمران کے ساتھ این ایکس ٹی لیبارٹری گئی تھی جہاں عمران نے سر جنید سے ملاقات کی تھی۔ جولیا چونکہ وہاں جا کر انتہائی بوریت محسوس کر رہی تھی اور جاتے ہوئے وہ راستے میں مسلسل عمران سے باتوں میں مصروف تھی اس لئے وہ ان راستوں کو اپنے دماغ میں نہیں رکھ سکی تھی کہ عمران اسے کن راستوں سے این ایکس ٹی لیبارٹری میں لے گیا تھا۔ لیکن میرے لئے یہی کافی تھا کہ جولیا، عمران کے ساتھ اس لیبارٹری میں گئی تھی جس کی تلاش میں، میں سرگرداں تھا۔ میں نے فوری طور پر جولیا کی سابقہ میموری چیک کی تو مجھے اس کی میموری سے باقی سب ممبران اور ایکسٹو کے واچ ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی مل گئی۔ میں نے فوری طور پر ایکسٹو کی ٹرانسمیٹر فریکوئنسی چیک کی اور پھر میں نے اس پر کام کرنا شروع کر دیا۔ میرے دماغ میں آیا تھا کہ اگر میں کسی طرح ایکسٹو کے ٹرانسمیٹر کو ہیک کر لوں اور پھر میں جولیا سے ایکسٹو کی آواز میں بات کر کے اسے زیرو کیمپ جانے کے لئے کہوں۔ اگر ایسا ہو جاتا تو میں جولیا کے سر میں لگے ہوئے مائیکرو والوو کی مدد سے اس کی مسلسل نگرانی کر سکتا تھا اور اس کے پیچھے زیرو کیمپ پہنچ سکتا تھا۔ اور

چیف آپ جانتے ہیں کہ میں ایک بار جو کام کرنے کا فیصلہ کر لیتا ہوں اسے اس وقت تک نہیں چھوڑتا جب تک میں وہ کام پورا نہ کر لوں۔ چنانچہ میں نے ایکسٹو کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی کو ہدف بنا کر اس پر کام کرنا شروع کر دیا۔ مجھے اس کام میں کچھ وقت ضرور لگا تھا لیکن آخر کار میں نے ایکسٹو کی وہ ٹرانسمیٹر فریکوئنسی ہیک کر لی جس سے ایکسٹو واچ ٹرانسمیٹر پر جولیا اور اپنے باقی ممبران سمیت عمران سے بات کرتا تھا۔ میں نے ایک ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو کی آواز بھی سنی تھی جس کی میں آسانی سے نقل بھی کر سکتا تھا۔ ٹرانسمیٹر فریکوئنسی ہیک کرتے ہی میں نے ایکسٹو کا ٹرانسمیٹر سسٹم آف کر دیا اور پھر میں نے اپنی تمام تیاریاں مکمل کرنے کے بعد ایکسٹو کے ٹرانسمیٹر کی ہیک شدہ فریکوئنسی سے جولیا کو ایکسٹو کی آواز میں کال کی اور اسے ہدایات دیں کہ وہ ٹیم لے کر فوری طور پر زیرو کیمپ کی طرف روانہ ہو جائے۔ میں نے ایکسٹو کے انداز میں جولیا سے اس انداز میں بات کی تھی کہ جولیا کو ذرا بھی شک نہ ہوا کہ اس سے ایکسٹو نہیں بلکہ کوئی اور بات کر رہا ہے۔ میں نے جولیا کو زیرو کیمپ میں ایک کافرستانی ایجنٹ کے موجود ہونے کا جھانسہ دیا تھا۔ جولیا فوراً میرے جھانسے میں آ گئی اور اس نے شاید تصدیق کے لئے پھر ایکسٹو سے بات کرنے کی کوشش کی۔ چونکہ ایکسٹو کا ٹرانسمیٹر آف تھا اور اس کی ہیک شدہ فریکوئنسی پر میرا ٹرانسمیٹر آن تھا اس لئے جولیا کی کال بھی میں نے ہی رسیو کی تھی۔

جولیا، ایکسٹو کی ہدایات پر فوراً حرکت میں آ گئی۔ اس نے اپنے باقی ساتھیوں کو کال کی۔ میں نے چونکہ جولیا کو ایکسٹو کی آواز میں کال کی تھی اس لئے میرا یہ کام ختم ہو گیا تھا۔ اب مجھے جولیا کے سر میں لگے ہوئے مائیکرو والوو سے لنکڈ ہونا تھا تاکہ میں جولیا پر نظر رکھ سکوں کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کہاں جاتی ہے۔ جب وہ زیرو کیمپ پہنچ جاتی تو پھر میں فوراً اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ وہاں پہنچ جاتا۔ میں نے پہلے سے ہی ایک پرائیویٹ کمپنی سے ایک ہیلی کاپٹر ہائر کر لیا تھا۔ اس ہیلی کاپٹر کو میں نے شمالی پہاڑی علاقے میں چھپا دیا تھا اور میں نے اس ہیلی کاپٹر میں چند بنیادی تبدیلیاں کر دی تھیں تاکہ اس ہیلی کاپٹر کو کسی بھی راڈار سسٹم سے مارک نہ کیا جا سکے۔ اس کے علاوہ میں نے ہیلی کاپٹر کے پیڈز سے ایک آٹو میٹک مشین گن بھی نصب کر دی تھی تاکہ ضرورت کے وقت اسے استعمال کیا جا سکے۔ پھر میں نے ایک کمپیوٹر اس ہیلی کاپٹر میں سیٹ کیا جس پر میں جولیا کو مسلسل مانیٹر کر سکتا تھا۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ تیار تھا۔ میرا خیال تھا کہ جولیا اپنے ساتھیوں کو لے کر کسی دوسرے شہر جائے گی اس لئے میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں تیار تھا کہ وہ جیسے ہی دارالحکومت سے نکلیں گے میں ہیلی کاپٹر میں انہیں ٹریک کرتا ہوا ان کے پیچھے چلا جاؤں گا لیکن یہ دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ جولیا اپنے ساتھیوں سمیت انہی شمالی پہاڑیوں کی طرف آئی تھی جہاں میں اپنے چند ساتھیوں کے

ساتھ ہیلی کاپٹر لئے چھپا ہوا تھا۔ جویہ کو جب میں نے شمالی پہاڑیوں کی طرف موجود ایک بیس کیمپ کی جانب جاتے دیکھا تو میں سمجھ گیا کہ یہی وہ زیروکیمپ ہے جس کے نیچے این ایکس ٹی لیبارٹری موجود ہے۔ چونکہ جولیا اور اس کے ساتھی زیروکیمپ میں کارروائی کی غرض سے آئے تھے اس لئے میں خاموشی سے انہیں مانیٹر کرتا رہا۔ ایک کھائی سے گزر کر وہ ایک اونچی پہاڑی پر آئے تو انہوں نے نہایت ذہانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کھائی میں چھپائے ہوئے دو منی ریموٹ کنٹرولڈ ہیلی کاپٹر ریموٹ کنٹرول کے ذریعے اوپر اٹھائے اور رات کی تاریکی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں بیس کیمپ کے اوپر لے آئے۔ ان دونوں منی ہیلی کاپٹروں کے نیچے انہوں نے گیس سلنڈر لگا رکھے تھے۔ جب انہوں نے کیمپ پر سلنڈروں سمیت ہیلی کاپٹر گرائے تو وہاں ایک تیز اور انتہائی ناگوار بو پھیل گئی جس کے اثر سے کیمپ کے تمام افراد ایک لمحے میں بے ہوش ہو گئے۔ ہم اس دائرے کی رینج سے کافی فاصلے پر تھے جہاں تک گیس پھیلائی گئی تھی۔ اگر ہم اس رینج میں ہوتے تو شاید اس گیس کی وجہ سے ہم بھی بے ہوش ہو جاتے۔ بہرحال اس کیمپ پر جولیا اور اس کے ساتھیوں کو کارروائی کرتے دیکھ کر میرا شک یقین میں بدل گیا کہ یہی وہ کیمپ ہے جس کی مجھے تلاش تھی۔ چنانچہ میں نے فوراً اپنا ہیلی کاپٹر اُڑایا اور نہایت تیز رفتاری سے اس کیمپ کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں جولیا اور اس کے ساتھیوں نے گیس

سلنڈر پھینکے تھے۔ جب میں ہیلی کاپٹر لے کر اس کیمپ میں پہنچا تو اس وقت تک جولیا اور اس کے ساتھی حفاظتی آہنی باڑ کاٹ کر کیمپ میں داخل ہو چکے تھے اور انہوں نے خود ہی بیس کیمپ کے تمام افراد کو گیس سے بے ہوش کر کے میرا کام آسان کر دیا تھا اس لئے میں نے فوراً ہیلی کاپٹر ان کی طرف گھمایا اور پھر ان پر بے دریغ فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ اچانک اور انتہائی شدید ہونے والی فائرنگ سے ان میں سے کوئی بھی نہیں بچ سکا تھا۔ وہ سب کے سب ہٹ ہو گئے تھے۔ میں نے ہیلی کاپٹر نیچے لے جا کر انہیں چیک کیا تو وہ سب خون میں لت پت پڑے تھے جس کا مطلب تھا کہ وہ سب کے سب ہلاک ہو چکے ہیں۔ چنانچہ میں نے ہیلی کاپٹر نیچے اتارا اور پھر میں اپنے ساتھ لائے ہوئے مسلح افراد کے ساتھ کیمپ میں داخل ہو گیا۔ میرے حکم پر میرے ساتھیوں نے وہاں بے ہوش پڑے ہوئے تمام افراد کو گولیاں مارنا شروع کر دیں۔ مجھے چونکہ جولیا کے ہیک شدہ مائنڈ سے اس جگہ کا علم ہو گیا تھا جہاں سے عمران اور جولیا این ایکس ٹی لیبارٹری میں داخل ہوئے تھے اس لئے میں سیدھا اس طرف بڑھ گیا۔ این ایکس ٹی لیبارٹری میں جانے والا راستہ ایک خفیہ بنکر میں بنایا گیا تھا میں نے اس بنکر کو فورسنون بموں سے اُڑا دیا تاکہ اگر بنکر کے نیچے کنکریٹ بھی ہو تو وہ بھی ٹوٹ جائے۔ فورسنون بموں سے وہاں کافی بڑا خلاء بن گیا تھا۔ میں نے اس خلاء میں گیس بم پھینکے اور پھر میں اپنے کچھ

ساتھیوں کو لے کر اس خلاء میں داخل ہو گیا جہاں واقعی ایک جدید اور وسیع لیبارٹری موجود تھی۔ ہر طرف مشینیں ہی مشینیں لگی ہوئی تھیں۔ جولیا نے چونکہ وہاں گیس بم فائر کئے تھے اس لئے لیبارٹری میں موجود تمام افراد بے ہوش ہو گئے تھے۔ میرے پاس لیبارٹری کے انچارج سر جنید کی تصویر موجود تھی۔ سر جنید مجھے ایک روم میں مل گئے۔ میں نے انہیں بے ہوشی کی حالت میں اٹھا کر ایک کرسی پر باندھا اور پھر انہیں ہوش میں لا کر ان پر تشدد کرنا شروع کر دیا تاکہ وہ مجھے این ایکس ٹی کے فارمولے کے بارے میں بتا سکیں۔ سر جنید نے کچھ دیر تو مزاحمت کی اور فارمولا دینے سے انکار کرتے رہے لیکن جب میں نے ان پر وحشیانہ تشدد کیا اور ان کی بوڑھی ہڈیاں چٹخنا شروع ہوئیں تو انہوں نے مجھے اس خفیہ سیف کے بارے میں بتا دیا جس میں انہوں نے پرنٹڈ فارمولے کی فائل رکھی ہوئی تھی۔ میں نے ان کے بتائے ہوئے کوڈز سے وہ سیف کھولا اور پھر اس میں سے یہ فائل نکال لی۔ اس کے بعد میں نے سر جنید کے سر میں گولی مار کر انہیں ہلاک کیا اور پھر میں نے اپنے ساتھیوں سمیت لیبارٹری میں موجود بے ہوش افراد اور وہاں موجود تمام مشینوں پر گولیاں برسا کر انہیں مکمل طور پر تباہ کر دیا اور پھر ہم وہاں سے نکل آئے۔ اس کے بعد میں وہاں ایک لمحے کے لئے نہیں رکا تھا۔ میں فوراً پاکیشیا سے نکل کر آران پہنچ گیا اور اس کے بعد مختلف راستوں سے ہوتا ہوا اسرائیل آ گیا''...... گارچ نے بلیک ڈاگ کو

اپنی کارروائی کی مکمل تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ تو تم نے ایک پنتھ اور کئی کاج والا کام کیا ہے۔ ایک تو تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف کا مائنڈ ہیک کر لیا تھا دوسرا تم نے اس کے ذریعے ایکسٹو کے واچ ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی ہیک کر لی پھر تم نے اس ٹرانسمیٹر کے ذریعے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہی استعمال کرتے ہوئے انہیں اس کیمپ تک پہنچایا جہاں انڈر گراؤنڈ این ایکس ٹی لیبارٹری موجود تھی۔ اس کے بعد تم نے جولیا سمیت اس کے تمام ساتھیوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا اور پھر تم لیبارٹری میں داخل ہو گئے اور وہاں موجود سر جنید پر تشدد کر کے اس سے فارمولا حاصل کرنے میں بھی کامیاب ہو گئے۔ آخر میں تم نے سر جنید اور اس کی ساری لیبارٹری تباہ کی اور وہاں سے نکل آئے۔ ویل ڈن گارچ ویل ڈن۔ اسے کہتے ہیں گولڈن ایجنٹ اور وہ بھی ڈاگ ایجنسی کا گولڈن ایجنٹ جو ایک تیر سے کئی نشانے لینے کا فن جانتا ہے۔ ویل ڈن گولڈن ایجنٹ۔ ویل ڈن''...... بلیک ڈاگ نے گارچ سے ساری تفصیل سن کر اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا اور بلیک ڈاگ سے اپنی تعریف سن کر گارچ کا چہرہ فرطِ مسرت سے کھلتا چلا گیا۔

''تھینک یو چیف۔ آپ کے یہ تعریفی الفاظ میرے لئے کسی خزانے سے کم نہیں ہیں۔ تھینک یو''...... گارچ نے مسکرا کر کہا۔

''تم نے واقعی بہت اچھا کام کیا ہے گارچ۔ عمران اور پاکیشیا

سیکرٹ سروس کے چیف کو جب اپنے ساتھیوں کی ہلاکت اور این ایکس ٹی لیبارٹری کی تباہی کا پتہ چلے گا تو وہ بے اختیار اپنے بال نوچنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ پہلی بار عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کو احساس ہو گا کہ کسی سپیشل ایجنٹ نے ان کے ملک میں کارروائی کی ہے اور وہ بھی اس انداز میں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے خود اس دشمن ایجنٹ کی معاونت کی تھی اور اسے زیرو کیمپ اور این ایکس ٹی کی لیبارٹری تک پہنچانے کا کام بھی کیا تھا“...... بلیک ڈاگ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”یس چیف۔ میں نے وہاں اپنا کوئی نشان نہیں چھوڑا ہے۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف لاکھ سر پٹکتا رہے لیکن اسے اس بات کی کبھی خبر نہیں ہو گی کہ یہ کارروائی اسرائیلی ڈاگ ایجنسی کے کسی گولڈن ایجنٹ نے کی ہے“...... گارچ نے مسکرا کر کہا۔

”یہ تم نے بہت اچھا کیا ہے گارچ کہ تم وہاں اپنا کوئی نشان چھوڑ کر نہیں آئے ہو۔ مجھے عمران کی ذہانت بھی پرکھنی ہے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ اب عمران کیا کرے گا اور اسے کس طرح سے معلوم ہو گا کہ پاکیشیا میں جو کارروائی کی گئی ہے اس کے پیچھے ڈاگ ایجنسی کے گولڈن ایجنٹ کا ہاتھ ہے“...... بلیک ڈاگ نے سوچتے ہوئے کہا۔

”وہ لاکھ ٹکریں بھی مار لے تب بھی وہ اس بات کا سراغ نہیں لگا سکے گا کہ پاکیشیا میں ہونے والی کارروائی کے پیچھے کس کا ہاتھ

ہے۔ مجھے اندازہ ہے کہ عمران زیادہ سے زیادہ اس ڈیوائس کا پتہ لگانے کی کوشش کرے گا جس سے میں نے ایکسٹو کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی ہیک کی تھی۔ لیکن میں نے آتے ہوئے وہ ڈیوائس ڈسٹرائے کر دی تھی۔ میں نے وہ ہیلی کاپٹر بھی تباہ کر دیا تھا جو میں ٹاپ ایکشن کے لئے زیرو کیمپ لے گیا تھا۔ اس کے علاوہ میرے استعمال میں جو گاڑیاں تھیں وہ بھی گہری کھائیوں میں سے گزرتے ہوئے دریا کی نذر ہو چکی ہیں جن میں وہ تمام افراد بھی موجود تھے جو زیرو کیمپ میں کارروائی کرنے کے لئے میرے ساتھ گئے تھے۔ عمران کچھ بھی کر لے اسے میرا کوئی سراغ نہیں ملے گا۔ میں نے پاکیشیا میں کسی ایک جگہ مستقل رہائش رکھی ہی نہیں تھی اور روزانہ کی بنیاد پر میک اپ اور رہائش بدل لیتا تھا ماسوائے ان چند روز کے جب میں جولیا کی رہائشی بلڈنگ میں رہا تھا“...... گارچ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گڈ شو۔ اس سب کے باوجود اگر عمران کو اس بات کا علم ہو گیا کہ اس کارروائی کے پیچھے تمہارا ہاتھ ہے تب وہ اسرائیل ضرور آئے گا اور مجھے اس وقت کا انتظار کرنا ہو گا۔ مجھے یقین ہے پاکیشیا سے تم نے جو فارمولا حاصل کیا ہے وہ عمران اور پاکیشیا کے لئے انتہائی اہمیت کا حامل ہے جسے حاصل کرنے کے لئے عمران ایڑی چوٹی کا زور لگا دے گا۔ تم نے عمران کے تمام ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے حالانکہ میں عمران کے بعد انہیں بھی اپنی سروس میں شامل

کرنے کا سوچ رہا تھا۔ بہرحال جو ہوا ہے اچھا ہوا ہے۔ فی الحال
مجھے صرف عمران کی ضرورت ہے۔ اس کے تمام ساتھی ہلاک ہو
چکے ہیں اب اگر وہ آیا تو اکیلا ہی یہاں آئے گا اور اکیلے ایجنٹ کو
گھیرنا پوری ٹیم میں سے ایک ایجنٹ کو گھیرنے سے بے حد آسان
ہوتا ہے“...... بلیک ڈاگ نے کہا۔

”یس چیف“...... گارچ نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”اور ہاں تم نے کہا تھا کہ اگر عمران یہاں آیا تو اسرائیل میں
موجود ڈاگ فورس کو تم خود لیڈ کرو گے تا کہ عمران کو زندہ پکڑ سکو“۔
بلیک ڈاگ نے کہا۔

”یس چیف۔ میں نے یہ سارا کھڑاک عمران کو یہاں لانے
کے لئے ہی کیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ عمران یہاں آئے تو میں
ہی اسے پکڑ کر آپ کے سامنے لاؤں“...... گارچ نے کہا۔

”تو ٹھیک ہے۔ تم ایف سکس ہیڈ کوارٹر میں چلے جاؤ اور وہاں
جا کر ڈی فورس کی کمان سنبھال لو۔ اسرائیل میں عمران کو پکڑنے
کے لئے تمہیں کون کون سے اور کہاں کہاں جال پھیلانے ہیں اس
کا فیصلہ تم نے خود ہی کرنا ہے“...... بلیک ڈاگ نے کہا۔

”یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں فوری طور پر یہ تمام
انتظامات کرا لیتا ہوں تا کہ عمران جب بھی یہاں آئے تو مجھے اس
کی آمد کا فوراً علم ہو جائے“...... گارچ نے جواب دیا۔

”اوکے۔ میں یہ فائل اپنی کسٹڈی میں رکھ رہا ہوں۔ اب اس

فارمولے کا فائدہ ہم اٹھائیں گے اور اس فارمولے پر کام کر کے
ہم اسرائیل کو پوری دنیا سے ہمیشہ کے لئے محفوظ بنا دیں گے“۔
بلیک ڈاگ نے کہا۔

”یس چیف۔ اس فارمولے پر کام کر کے اسرائیل واقعی دنیا
کے تمام مسلم ممالک اور ترقی یافتہ سپر پاورز کے حملوں سے ہمیشہ
کے لئے محفوظ ہو جائے گا پھر دنیا کی کوئی طاقت ہماری طرف آنکھ
اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکے گی“...... گارچ نے کہا۔

”ایسا ہی ہو گا۔ میں اسرائیل کو دنیا کا سب سے بڑا اور سپر
پاور بنا دوں گا“...... بلیک ڈاگ نے کہا۔

”تو کیا اب میں جاؤں“...... گارچ نے پوچھا۔

”اوکے۔ اور جب عمران کو پکڑنے کی تمام تیاری مکمل ہو جائے
تو اس سے مجھے آگاہ کر دینا تا کہ اس میں کوئی مسئلہ ہو تو اسے ٹھیک
کیا جا سکے“...... بلیک ڈاگ نے کہا۔

”یس چیف۔ میں تیاری مکمل ہوتے ہی آپ کو کال کر دوں
گا“...... گارچ نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”میں تمہاری کال کا منتظر رہوں گا“...... بلیک ڈاگ نے کہا اور
گارچ نے اثبات میں سر ہلایا اور پیچھے ہٹ کر بلیک ڈاگ کو سیلوٹ
کرتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

Downloaded from https://paksociety.com

عمران دانش منزل میں آ کر آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"کچھ پتہ چلا"...... سلام و دعا کے بعد بلیک زیرو نے عمران کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ جس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی دکھائی دے رہی تھی۔

"نہیں۔ میں نے بہت ہاتھ پاؤں مارے ہیں لیکن ان مجرموں نے جاتے ہوئے واقعی اپنے پیچھے کوئی نشان نہیں چھوڑا ہے جس سے پتہ چلے کہ وہ کون لوگ تھے اور کہاں سے آئے تھے"۔ عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

"کیا آپ نے زیرو کیمپ میں جا کر تحقیقات کی ہیں"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ہاں۔ پہلے میں فاروقی ہسپتال گیا تھا وہاں جا کر میں نے

جولیا اور پھر باقی ساتھیوں سے بات کی۔ میں نے ان کا سامان چیک کیا اور پھر میں وہاں سے سیدھا زیرو کیمپ کی طرف روانہ ہو گیا۔ زیرو کیمپ جا کر میں نے نہایت باریک بینی سے چیکنگ کی ہے لیکن وہاں سے سوائے پرائیویٹ کمپنی کے ایک تباہ شدہ ہیلی کاپٹر کے اور کوئی سراغ نہیں ملا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"کون سا ہیلی کاپٹر تھا اور کہاں سے آیا تھا"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ہیلی کاپٹر ایک نجی کمپنی کا تھا۔ یہ ہیلی کاپٹر فصلوں پر سپرے چھڑکنے کے لئے اس کمپنی نے خرید رکھا تھا۔ میں نے ٹائیگر کو اس سلسلے میں آگے کیا تھا۔ اس نے جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے تحت ایک غیر ملکی کمپنی نے دیہی علاقوں کی فصلوں پر سپرے کے لئے اس کمپنی سے ہیلی کاپٹر ہائر کیا تھا۔ اس کے عیوض ہیلی کاپٹر ہائر کرنے والوں نے کمپنی کو بھاری معاوضہ ادا کیا تھا۔ اس لئے اس کمپنی نے بلا چوں چرا ہیلی کاپٹر ان افراد کے حوالے کر دیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"تو کیا کمپنی والوں نے یہ نہیں بتایا کہ انہوں نے ہیلی کاپٹر کس کو دیا تھا۔ میرا مطلب ہے ہیلی کاپٹر ہائر کرنے والوں کے بارے میں انہوں نے کوئی آئی ڈی یا کوئی شناخت نہیں مانگی تھی"۔ بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"بھاری معاوضہ ہی ان کی شناخت تھی پیارے۔ جب کمپنی کو

ہیلی کاپٹر کی قیمت سے زیادہ معاوضہ مل گیا تھا تو انہیں کیا ضرورت تھی کہ وہ ان افراد کے بارے میں پوچھتے پھرتے کہ وہ کون ہیں کہاں سے آئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ انہیں فارمیلیٹی کے لئے ہی سہی ان افراد کی کوئی نہ کوئی شناخت تو رکھنی چاہئے تھی''...... بلیک زیرو نے منہ بنا کر کہا۔

''اس ملک کا آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔ کس کس کو سمجھایا جائے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اس ہیلی کاپٹر کا ملبہ کہاں ہے۔ کیا اس ملبے سے بھی کوئی کلیو نہیں ملا ہے۔ اس سلسلے میں ہیلی کاپٹر کا ٹریکنگ سسٹم بھی تو کام آ سکتا ہے جس سے یہ پتہ چل سکتا ہے کہ کمپنی سے ہیلی کاپٹر کہاں کہاں لے جایا گیا تھا۔ زیرو کیمپ میں کارروائی کے بعد وہ ہیلی کاپٹر کہاں گیا تھا وغیرہ وغیرہ''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہیلی کاپٹر کا ملبہ ایک کھائی میں پڑا ہوا ہے۔ اسے بم مار کر تباہ کیا گیا ہے تاکہ اس سے ہم کوئی سراغ حاصل نہ کر سکیں۔ تباہ شدہ ہیلی کاپٹر کے ٹریکنگ سسٹم سے ہم کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''اوہ۔ لیکن وہ لوگ ہیلی کاپٹر تباہ کر کے کسی نہ کسی طریقے سے تو وہاں سے نکلے ہوں گے۔ ٹائروں کے نشانوں سے گاڑیوں کی پہچان کی جا سکتی ہے اور اس علاقے کے لوگوں سے ان گاڑیوں کی

تفصیلات جمع کی جائیں تو ہم یہ تو جان ہی سکتے ہیں کہ کارروائی کرنے والے افراد کی تعداد کتنی تھی اور وہ کس طرف گئے تھے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''ٹائیگر اس سلسلے میں کام کر رہا ہے۔ میرے خیال میں مجرم بے حد چالاک ہیں۔ انہوں نے ہر کام باقاعدہ پلاننگ سے کیا ہے اور جاتے ہوئے وہ اپنے تمام نشان مٹا گئے ہیں۔ اس لئے مجھے نہیں لگتا کہ ان کا کوئی سراغ مل سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا آپ آسانی سے انہیں این ایکس ٹی کا فارمولا لے جانے دیں گے''...... بلیک زیرو نے حیرت سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تو کیا کروں۔ جب تک یہ پتہ نہ چل جائے کہ زیرو کیمپ اور این ایکس ٹی لیبارٹری پر حملہ کرنے والے کون تھے میں کس کے پیچھے جاؤں اور کہاں تلاش کروں انہیں''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''جولیا اور باقی ممبران سے آپ کی کیا بات ہوئی ہے۔ وہ کیوں گئے تھے زیرو کیمپ میں''...... عمران کو منہ بناتے دیکھ کر بلیک زیرو نے بے چارگی سے پوچھا۔

''وہ بے چارے حکم کے غلام ہیں وہ بھی ایک آواز کے حکم کے غلام''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''آواز کے غلام۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں''...... بلیک زیرو

نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''ممبران صرف آواز سن کر ایکسٹو کو پہچانتے ہیں۔ انہیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ ایکسٹو کون ہے۔ کیسا ہے اور اس کی ہیت کیا ہے۔ انہیں مواصلاتی آلات پر بس ایکسٹو کی گھمبیر اور غراہٹ بھری آواز سنائی دیتی ہے جسے سن کر ان کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں مفقود ہو جاتی ہیں۔ جب تک انہیں چیف کی آواز سنائی دیتی ہے وہ سہمے اور ڈرے سے رہتے ہیں۔ چیف کے سامنے ان کے منہ سے کوئی آواز نہیں نکلتی۔ انہیں بس اس بات کا پتہ ہوتا ہے کہ چیف انہیں جو حکم دے رہا ہے انہیں ہر حال میں اس پر عمل کرنا ہے۔ ممبران چیف کا حکم ماننے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دیتے ہیں۔ اس بار بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ وہ سب اپنی مرضی سے زیرو کیمپ نہیں گئے تھے زیرو کیمپ جانے کے لئے انہیں چیف نے ہی حکم دیا تھا جس پر ظاہر ہے انہوں نے ہر حال میں عمل کرنا تھا''...... عمران نے کہا۔ بلیک زیرو حیرت سے عمران کا چہرہ دیکھ رہا تھا اسے اب بھی عمران کی جیسے کسی بات کی کوئی سمجھ نہیں آئی تھی۔

''آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ ایکسٹو نے انہیں زیرو کیمپ میں جا کر کارروائی کرنے کا حکم دیا تھا''...... بلیک زیرو نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ایکسٹو نے نہ صرف جولیا کو کال کی تھی بلکہ جولیا نے جب بیک کال کی تھی تو اس کی کال ایکسٹو نے ہی رسیو کی تھی''۔

عمران نے اپنے لہجے میں سسپنس پیدا کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن میں نے تو جولیا کو کوئی کال نہیں کی تھی اور نہ ہی جولیا کی مجھے کوئی کال آئی تھی۔ تو کیا آپ نے......'' بلیک زیرو نے عمران کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں نے بھی جولیا سے رابطہ نہیں کیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''اگر جولیا کو آپ نے کال نہیں کی۔ میں نے نہیں کی تو تیسرا ایکسٹو کہاں سے آ گیا جس نے ہمارے لہجے میں جولیا سے بات کی اور انہیں زیرو کیمپ میں کارروائی کرنے کے لئے بھیج دیا''...... بلیک زیرو نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''جہاں تک میرا آئیڈیا ہے۔ تھرڈ ایکسٹو نے ایکسٹو کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی ہیک کر لی تھی اور پھر اس نے اسی فریکوئنسی سے جولیا کو نہ صرف کال کی بلکہ جب جولیا نے اسے بیک کال کی تو جولیا کی کال تھرڈ ایکسٹو نے ہی رسیو کی تھی''...... عمران نے سوچنے والے انداز میں کہا۔

''تھرڈ ایکسٹو۔ کون ہے یہ تھرڈ ایکسٹو اور ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ ایکسٹو کے ٹرانسمیٹر کو ہیک کس طرح سے کیا جا سکتا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو دانش منزل کے پروٹیکشن سسٹم سے مجھے فوراً اس بات کا کاشن مل جاتا کہ دانش منزل کے سسٹم کے ساتھ چھیڑ خانی کی جا رہی ہے''..... بلیک زیرو نے کہا۔

”اسی بات کا تو پتہ چلانا ہے کہ اس قدر فول پروف انتظامات ہونے کے باوجود کوئی غیر متعلق انسان کس طرح سے دانش منزل کے ٹرانسمیٹر سسٹم میں تبدیلی کر کے اسے ہیک کر سکتا ہے۔ اگر واقعی ایسا ہوا ہے پھر یہ تو ڈائریکٹ ایکسٹو پر حملہ ہے۔ ایکسٹو کے ٹرانسمیٹر فریکوئنسی ہیک کرنے کا مطلب ہے کہ کوئی ہے جو ایکسٹو کی ساری نہیں تو تھوڑی بہت حقیقت سے آگاہ ہو گیا ہے اور یہ ایکسٹو کے لئے ایک خوفناک طوفان کے آنے کا پیش خیمہ ہو سکتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ اگر واقعی ایکسٹو کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی ہیک کی گئی ہے تو یہ بے حد خوفناک معاملہ ہے۔ اس فریکوئنسی کی مدد سے مجرم دانش منزل کے دوسرے سسٹمز کو بھی نقصان پہنچا سکتا ہے“...... بلیک زیرو نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”میں جولیا کا ہینڈ سیٹ اور اس کا واچ ٹرانسمیٹر اپنے ساتھ لے آیا ہوں۔ تم مجھے اپنی واچ بھی دے دو۔ میں نیچے لیبارٹری میں جا کر چیک کرتا ہوں کہ اصل معاملہ ہے کیا اور اگر واقعی کسی نے ہمارے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی ہیک کی ہے تو مجھے جلد سے جلد اس ہیکر کا پتہ چلانا ہو گا ورنہ ایکسٹو کا راز اب راز نہیں رہے گا“۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا کر اپنی کلائی میں بندھی ہوئی جدید گھڑی اتار کر عمران کو دے دی۔

”یہ بتاؤ کیا پچھلے چند دنوں میں کسی وقت حفاظتی سسٹم آف یا ری سٹارٹ ہوا تھا“...... عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ تین روز قبل اچانک مشینری میں کوئی وائرس آ گیا تھا جس کی وجہ سے سسٹم اچانک آف ہو گیا تھا اور پھر ری سٹارٹ ہو گیا تھا۔ میں نے چیکنگ کی تھی لیکن اس وقت مجھے ایسا لگا تھا کہ بجلی کے وولٹیج کی کمی بیشی کی وجہ سے سسٹم ری سٹارٹ ہوا ہے“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”سسٹم کتنی دیر کے لئے آف ہوا تھا اور یہ کس ٹائم ہوا تھا۔ مجھے ایگزیکٹ ٹائمنگ بتاؤ“...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”زیادہ دیر نہیں لگی تھی بس جس طرح اچانک لائٹ کو جھٹکا لگتا ہے اسی طرح ایک جھٹکا لگا تھا اور سسٹم آف ہو کر فوراً ہی ری سٹارٹ ہو گیا تھا“...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس نے عمران کو وہ ٹائم بتا دیا جس ٹائم سسٹم بند ہو کر آن ہوا تھا۔

”ٹھیک ہے۔ میں نیچے جا کر سسٹم بھی چیک کر لیتا ہوں“۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اگر واقعی ہمارے سسٹم کو ہیک کیا گیا ہے تو کیا اس کا پتہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسے کہاں سے ہیک کیا گیا ہے اور ہیکر کون ہے“...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”ہاں۔ بس ایک بار مجھے ہیکر کے کمپیوٹر کے آئی پی نمبر تک پہنچنا ہو گا پھر میرے سامنے اس کا سارا کچا چٹھا آ جائے گا۔ ہیکر

اگر دنیا کے آخری کونے میں بھی ہوا تو میں اسے ڈھونڈ نکالوں گا''۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے اس سے مزید چند باتیں معلوم کیں اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ دانش منزل بیسمنٹ میں موجود لیبارٹری میں چلا گیا۔

بلیک زیرو کے چہرے پر انتہائی تشویش کے سائے لہرا رہے تھے۔ کسی نے ایکسٹو کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی ہیک کر لی تھی اور اس کے ٹرانسمیٹر سے جولیا کو باقاعدہ کال کی تھی اور سیکرٹ سروس کے تمام ممبروں کو پاکیشیا کے خلاف ہی کام کرنے کے احکامات دے دیئے تھے اور ممبران جو واقعی ایکسٹو کی آواز کے ہی غلام تھے فوراً اس کے حکم پر عمل کرتے تھے۔ انہیں زیرو کیمپ میں کارروائی کرنے کا ایکسٹو نے ہی حکم دیا تھا مگر جولیا کو کال کرنے والا ایکسٹو کوئی اور تھا۔ بلیک زیرو سوچ رہا تھا کہ مجرموں نے ایسی کون سی ٹیکنالوجی استعمال کی ہوگی کہ انہوں نے ایکسٹو کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی ہی ہیک کر لی۔ یہاں یہ سوال بھی اٹھتا تھا کہ کیا جولیا کو کال کرنے والے ایکسٹو نے اصلی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنی تھی اور اسے یہ کیسے پتہ چلا تھا کہ جولیا کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی کیا ہے۔ اس کے علاوہ سوچنے کی بات یہ بھی تھی کہ جب کوئی اور ایکسٹو، جولیا کو اصلی ایکسٹو کی فریکوئنسی سے بات کر رہا تھا تو دانش منزل کے سسٹم نے اس کا کاشن کیوں نہیں دیا کہ ایکسٹو کے ٹرانسمیٹر کا غلط استعمال کیا جا رہا ہے۔ پھر سب سے بڑی بات یہ تھی کہ دنیا میں ایسا کون سا

ہو سکتا تھا جو ایکسٹو کی آواز کی اس قدر بھرپور نقل کر سکے کہ جولیا جیسی ذہین اور ہوشیار سیکرٹ ایجنٹ کو بھی شک نہیں ہوا تھا کہ اس سے بات کرنے والا ایکسٹو نہیں بلکہ کوئی اور ہے۔

بلیک زیرو مسلسل سوچتا رہا مگر اسے کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ پھر تقریباً دو گھنٹوں کے بعد عمران واپس آ گیا۔ اس کے چہرے پر تھکاوٹ کے ساتھ ساتھ انتہائی الجھن کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔

''کچھ پتہ چلا''...... بلیک زیرو نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی سے اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''میں آپ سے کچھ پوچھ رہا ہوں''...... بلیک زیرو نے اسے خاموش دیکھ کر پوچھا تو عمران چونک کر یوں اس کی طرف دیکھنے لگا جیسے اس نے پہلے بلیک زیرو کی بات سنی ہی نہ ہو۔

''کچھ کہا تم نے''...... عمران نے پوچھا تو بلیک زیرو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''میں پوچھ رہا ہوں کہ تھرڈ ایکسٹو کے بارے میں کچھ معلوم ہوا ہے آپ کو یا نہیں''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''میں نے بہت کوشش کی ہے لیکن وہ جو کوئی بھی ہے نہایت ہوشیار اور انتہائی ذہین انسان ہے۔ اس نے واقعی اپنے پیچھے کوئی کلیو نہیں چھوڑا ہے۔ جس ڈیوائس سے اس نے ایکسٹو کے ٹرانسمیٹر

کی فریکوئنسی ہیک کی تھی وہ آف ہے اور اس کے تمام سسٹم اور کوڈز بھی ختم کر دیئے گئے ہیں۔ میں نے سپیشل ٹریکر سے یہ تو پتہ چلا لیا ہے کہ وہ تباہ شدہ ڈیوائس کہاں ہے لیکن وہ شاید ہی ہمارے کسی کام آ سکے''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''کہاں ہے وہ ڈیوائس''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''وہ ڈیوائس زیرو سیکٹر کے تھرڈ بلاک کی انتالیس نمبر کوٹھی کے ایک گٹر میں موجود ہے''...... عمران نے کہا۔

''حیرت ہے۔ جس ڈیوائس کو توڑ کر ایک گٹر میں پھینک دیا گیا ہے اس کے بارے میں آپ کو کیسے پتہ چلا کہ وہ کس علاقے میں اور کس جگہ پر موجود ہے''...... بلیک زیرو نے حیرت سے کہا۔

''میں نے تمہارے اور جولیا کے واچ ٹرانسمیٹر سے وہ کوڈز حاصل کئے تھے جن کی مدد سے تمہارے واچ ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی کو ہیک کر کے یکطرفہ بنایا گیا تھا۔ گو کہ کوڈز نئے اور جدید تھے لیکن چونکہ دونوں ٹرانسمیٹر کو پاکیشیائی براڈ کاسٹ سیٹلائٹ سے لنکڈ کیا گیا تھا اس لئے میں نے اس سیٹلائٹ سے ہی لنک کرتے ہوئے وہ کوڈز ایک سپیشل پروگرام سے چیک کئے تو مجھے اس ڈیوائس کے بارے میں پتہ چل گیا جس سے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی ہیک ہوئی تھی۔ ڈیوائس کی ماہیت انتہائی پیچیدہ تھی لیکن میں نے ہیکنگ سسٹم کے تحت کام کرتے ہوئے اس ڈیوائس کا پتہ کر لیا تھا۔ ڈیوائس کا پتہ چلتے ہی میں نے اس پر لگی ہوئی چپ کی تفصیل حاصل کی اور پھر

اس ڈیوائس کا آئی پی نمبر ٹریس کر لیا اور پھر جیسے ہی مجھے ڈیوائس کا آئی پی نمبر ملا میں نے اسے ٹریکر سسٹم سے لنک کر کے سرچ کرنا شروع کر دیا۔ یہ بالکل ایک ایسا عمل ہے جس سے ایک کمپیوٹر سے دوسرے کمپیوٹر کے آئی پی نمبر کا پتہ لگا کر اسے ہیک کیا جاتا ہے چاہے وہ کمپیوٹر ایکٹیو ہو یا نان ایکٹیو''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔

''تو کیا اس ڈیوائس سے آپ یہ معلوم نہیں کر سکے کہ وہ ڈیوائس کس ملک کی بنائی ہوئی ہے اور اسے کس نے استعمال کیا ہے''۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

''سب معلوم ہو گیا ہے پیارے۔ وہ ڈیوائس اسرائیل میڈ ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار اچھل پڑا۔

''اسرائیل میڈ۔ اوہ۔ تو کیا این ایکس ٹی لیبارٹری پر اسرائیلی ایجنٹوں نے حملہ کیا تھا''...... بلیک زیرو نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ پاکیشیا کے براڈ سسٹم اور براڈ سیٹلائٹ سسٹم سے میں نے وہ آوازیں بھی ریکارڈ کر لی ہیں جس سے یہ پتہ چلے گا کہ جولیا کو تیسرے جس ایکسٹو نے کال کی تھی وہ کون تھا''...... عمران نے کہا۔

''کہاں ہے وہ ریکارڈنگ اور کیا آپ نے ابھی تک وہ ریکارڈنگ نہیں سنی''...... بلیک زیرو نے بے تابی سے پوچھا۔

”میں نے تھرڈ ایکسٹو کی جولیا کو کی ہوئی کال ڈاؤن لوڈنگ پر لگا دی ہے۔ اس میں کافی وقت لگ سکتا ہے۔ میں نے سوچا کہ جب تک تھرڈ ایکسٹو کی کال ڈاؤن لوڈ نہیں ہو جاتی اس وقت تک میں تم سے ایک کپ چائے ہی پی لوں اس لئے میں اوپر آ گیا ہوں“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں بنا کر لاتا ہوں چائے“...... بلیک زیرو نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ آپریشن روم سے نکل کر کچن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں چائے کے دو کپ تھے۔ اس نے ایک کپ عمران کے سامنے میز پر رکھ دیا اور دوسرا کپ لے کر اپنی مخصوص سیٹ پر چلا گیا۔ عمران اسی طرح گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔

”اب کیا سوچ رہے ہیں آپ“...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”یہی کہ اگر یہ کام اسرائیلی ایجنٹوں کا ہے تو وہاں ایسا کون ہے جو ایکسٹو کی ہو بہو نقل اتار سکے“...... عمران نے کہا۔

”تو آیا کسی کا نام ذہن میں“...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”نہیں۔ ابھی تک تو نہیں۔ جب تک میں اس کی آواز نہ سن لوں اس وقت تک شاید ہی اس کا پتہ چل سکے“...... عمران نے کہا اور پھر اس نے چائے کا کپ اٹھایا اور چائے کے سپ لینے لگا۔ چائے ختم کرنے کے بعد وہ ایک بار پھر لیبارٹری میں چلا گیا۔ اس

بار بھی عمران نے واپس آنے میں دو گھنٹوں سے زیادہ وقت لگایا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک مائیکرو ٹیپ تھا۔ جس میں شاید اس نے اس شخص کی آواز ٹیپ کی تھی جب اس نے ایکسٹو کی ٹرانسمیٹر فریکوئنسی سے جولیا کو ایکسٹو بن کر کال کی تھی۔

”کال ریکارڈ ہو گئی“...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”ہاں ہو گئی ہے“...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”کس کی ہے وہ آواز“...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”وہ آواز گارچ کی ہے۔ اس گارچ کی جو دنیا کی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی ڈاگ ایجنسی کا گولڈن ایجنٹ ہے“...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار اچھل پڑا۔

”ڈاگ ایجنسی۔ اوہ۔ یہ وہی ایجنسی ہے نا جس کے بارے میں آج تک یہ بھی پتہ نہیں چل سکا ہے کہ اس ایجنسی کا تعلق کس ملک سے ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ اسی لئے میں نے اسے ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کہا ہے“۔ عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”لیکن آپ کو کیسے پتہ چلا کہ وہ گارچ ہی ہے اور اس کا تعلق ٹاپ سیکرٹ ڈاگ ایجنسی سے ہے“...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جس شخص نے ایکسٹو بن کر جولیا کو کال کی تھی۔ اس کی آواز

میں واقعی کوئی جھول نہیں تھا۔ ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے تم نے یا میں
نے ہی جولیا کو کال کی ہو۔ اس کے لب و لہجے میں اور ایکسٹو کی
غراہٹ نما انداز میں کوئی فرق نہیں تھا۔ میں نے کئی بار وہ آواز سنی
تھی مگر مجھے تھوڑا سا بھی اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ اس قدر پرفیکٹ
آواز کس کی ہو سکتی ہے۔ جب مجھے کچھ سمجھ نہ آیا تو میں نے اس
ڈیوائس کی چپس سے یہ پتہ کیا کہ یہ ڈیوائس پہلے کن کن براڈ
سسٹمز پر استعمال کی گئی ہیں۔ اس ڈیوائس کے کوڈز سے مجھے پتہ
چلا کہ اس ڈیوائس کا لنک زیادہ تر اسرائیلی براڈ سسٹم سے ہے تو
میں نے فوراً اسرائیلی براڈ سسٹم کے سیٹلائٹ سے رابطہ کرنا شروع
کر دیا۔ اس کے لئے مجھے کافی محنت کرنی پڑی تھی لیکن آخر کار میرا
براڈ سسٹم کے سیٹلائٹ سے رابطہ ہو گیا اور پھر میں نے اس سسٹم
سے اس ڈیوائس کے استعمال کا پتہ کیا۔ اس ڈیوائس کو جس اسرائیلی
براڈ سسٹم کے سیٹلائٹ سے استعمال کیا گیا تھا اس براڈ سسٹم میں
بھی وائس ریکارڈنگ موجود تھی۔ میں نے اسرائیلی براڈ سسٹم کے
سیٹلائٹ سے وہ تمام ریکارڈنگ ہیک کی اور پھر جب میں نے وہ
ریکارڈنگ سنی تو مجھے معلوم ہو گیا کہ تھرڈ ایکسٹو کی آواز گارچ کی
ہے جو ٹاپ سیکرٹ ڈاگ ایجنسی کا گولڈن ایجنٹ ہے۔ گارچ نے
اس ڈیوائس کو نہ صرف کئی مشنز پر استعمال کیا تھا اور اسی ڈیوائس
سے اس نے ایک دو بار ڈاگ ایجنسی کے چیف بلیک ڈاگ سے
بھی رابطہ کیا تھا“...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ میرے خدا۔ اس کا مطلب ہے کہ این ایکس ٹی کا فارمولا
ڈاگ ایجنسی کے چیف بلیک ڈاگ کے پاس پہنچ چکا ہے“...... بلیک
زیرو نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

”ہاں اور مزے کی بات یہ ہے کہ ہمارے پاس بھی ڈاگ
ایجنسی کے بارے میں کوئی معلومات نہیں ہیں جن سے یہ پتہ چلتا
ہو کہ بلیک ڈاگ کون ہے اور ڈاگ ایجنسی کا تعلق کس ملک سے
ہے“۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچ لئے۔

”تب پھر کیسے پتہ چلے گا کہ گولڈن ایجنٹ گارچ کہاں سے آیا
تھا اور وہ فارمولا لے کر کہاں گیا ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”جی ایس ٹی ڈیوائس کو زیادہ تر اسرائیل میں استعمال کیا گیا
ہے۔ یہ اس ڈیوائس کا نام ہے جس سے میں نے یہ ساری معلومات
حاصل کی ہیں۔ اور اس ڈیوائس کا لنک زیادہ تر اسرائیلی براڈ سسٹم
سے رہا ہے۔ اس ڈیوائس کو دوسرے براڈ سسٹمز اور سیٹلائٹ سے
استعمال کیا گیا ہے لیکن میں نے خاص طور پر اس کال کی لوکیشن
چیک کرنے پر زیادہ توجہ دی تھی جس پر گارچ نے ڈاگ ایجنسی کے
چیف سے بات کی تھی۔ مجھے ایگزیکٹ لوکیشن کا پتہ تو نہیں چلا ہے
لیکن تمہیں یہ سن کر ضرور حیرت ہو گی کہ بلیک ڈاگ نے گارچ کی
جو کال رسیو کی تھی وہ بھی اسرائیلی براڈ سسٹم پر تھی۔ جس کا مطلب
ہے کہ بلیک ڈاگ بھی اسرائیل میں ہی موجود ہے۔ اگر وہ کسی
دوسرے ملک یا کسی اور جگہ ہوتا تو اس کی رسیونگ کال کسی دوسرے

سیٹلائٹ سسٹم پر ہوتی''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے
پر واقعی حیرت ابھر آئی۔
''آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ ڈاگ ایجنسی کا تعلق اسرائیل
سے ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔
''ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ واقعی یہ ایجنسی
اسرائیل کی ہو اور بلیک ڈاگ اسرائیل میں ہی کہیں موجود ہو لیکن
دوسرے نظریئے سے دیکھا جائے تو یہ بھی ممکن ہے کہ گارچ کسی
مشن پر اسرائیل گیا ہو اور بلیک ڈاگ بھی اس کے پیچھے خفیہ طور پر
وہاں پہنچ گیا ہو اس لئے اس کی کال ریسیونگ اسرائیلی براڈ سسٹم پر
ریکارڈ ہو گئی ہو''...... عمران نے کہا۔
''ہونہہ۔ تو کیا ان دونوں کی باتوں سے آپ کو کسی خاص بات
کا علم نہیں ہوا جس سے آپ اس نتیجے پر پہنچ سکیں کہ اس ایجنسی کا
تعلق واقعی اسرائیل سے ہے یا نہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔
''نہیں۔ دو کالیں تھیں جو جی ایس ٹی ڈیوائس کے تحت کی گئی
تھیں اور دونوں کالیں بے حد مختصر تھیں۔ البتہ میں نے اس ڈیوائس
سے ایک اور فائدہ اٹھایا ہے''...... عمران نے کہا۔
''کون سا فائدہ''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔
''بلیک ڈاگ کو جس ٹرانسمیٹر پر کال کی گئی تھی مجھے اس ٹرانسمیٹر
کی فریکوئنسی مل گئی ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار
اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت بے پناہ جوش کے تاثرات

نمودار ہو گئے۔
''ویری گڈ۔ پھر تو آپ اس فریکوئنسی سے یہ ضرور پتہ چلا سکتے
ہیں کہ وہ ٹرانسمیٹر کس ملک میں اور کسی جگہ کام کر رہا ہے''۔ بلیک
زیرو نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔
''اس کے لئے مجھے اس ٹرانسمیٹر پر کال کرنی پڑے گی پیارے۔
اگر وہ ٹرانسمیٹر ایکٹیو ہوا اور میری کال ریسیو کر لی گئی تب تو مجھے
ٹرانسمیٹر کی لوکیشن کا علم ہو جائے گا۔ اگر ٹرانسمیٹر ایکٹیو ہوا مگر میری
کال ریسیو نہ کی گئی تو پھر میرے لئے بھی یہ پتہ چلانا مشکل ہو
جائے گا کہ ٹرانسمیٹر دنیا کے کس خطے میں موجود ہے''...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔
''تو پھر کریں کال۔ اللہ بھلی کرے گا''...... بلیک زیرو نے کہا تو
عمران بے اختیار ہنس پڑا۔
''جو حکم پیر ایکسٹو شاہ صاحب۔ آپ مجھے الیف ڈبل ہنڈرڈ
ایکس ٹرانسمیٹر لا دیں۔ میں ابھی کال کر لیتا ہوں۔ اب یہ ہماری
قسمت کہ ہماری کال ریسیو کی جاتی ہے یا نہیں''...... عمران نے کہا تو
بلیک زیرو مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور تیزی سے آپریشن روم سے نکل
کر ملحقہ روم کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

گارچ نے بلیک ڈاگ کے حکم پر ایف سکس ہیڈ کوارٹر میں آ کر ڈاگ فورس کی کمان سنبھال لی تھی۔ اب وہ ڈاگ فورس جسے کوڈ میں ڈی فورس کہا جاتا تھا کا فل انچارج تھا اور وہ ڈی فورس سے اپنی مرضی کا کوئی بھی کام لے سکتا تھا۔

اسرائیل میں ڈاگ ایجنسی کے بعد سب سے زیادہ دہشت ڈی فورس کی ہی تھی۔ ڈی فورس ہر وقت مسلح اور فعال رہتی تھی اور اپنے انچارج کا حکم ملتے ہی بڑی سے بڑی کارروائی کرنے کے لئے ملک کے کسی بھی کونے میں پہنچ جاتی تھی۔ ان کے استعمال میں ہر طرح کی ٹرانسپورٹ تھی جن میں تیز رفتار اور گن شپ ہیلی کاپٹروں کے ساتھ فائٹر طیارے بھی تھے۔ ڈی فورس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ اس کا تعلق اسرائیل کے پرائم منسٹر کی سپیشل فورس سے ہے جو اسرائیل کی باقی تمام فورسز سے کہیں زیادہ فعال اور خطرناک حیثیت

رکھتی ہے اور یہ فورس دشمنوں کی تلاش میں اسرائیل کے ہر خاص و عام کے گھر میں داخل ہو سکتی تھی اور انہیں یہ بھی اختیار دیا گیا تھا کہ ضرورت کے وقت وہ شک کی بنیاد پر کسی کو بھی گولیوں سے اُڑا دیں۔ ڈی فورس کی طاقت اور دہشت ہر خاص و عام پر طاری رہتی تھی۔ یہ فورس ہر طرح کے جدید اور انتہائی خطرناک اسلحے سے لیس رہتی تھی جن میں روائتی اسلحہ بھی ہوتا تھا اور جدید سائنسی اسلحہ بھی۔

جس جگہ ڈی فورس نے کارروائی کرنی ہوتی تھی وہاں سے باقی تمام فورسز کو ہٹا دیا جاتا تھا تاکہ ڈی فورس کھل کر اور ہر قسم کی کارروائی کر سکے اور اسے کسی بھی رکاوٹ کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

گارچ سے پہلے ڈی فورس کا انچارج کرنل ہاسپر تھا اور کرنل ہاسپر بھی جانتا تھا کہ اس کی فورس کا تعلق ڈاگ ایجنسی سے ہے۔ اسے ہر قسم کی کارروائی کرنے کے لئے بلیک ڈاگ ہی کال کرتا تھا اور بلیک ڈاگ کا حکم سنتے ہی کرنل ہاسپر فوراً حرکت میں آ جاتا تھا۔

کرنل ہاسپر نے ڈی فورس کے تین گروپ بنا رکھے تھے جن کے الگ الگ انچارج تھے۔ کرنل ہاسپر، بلیک ڈاگ کے حکم پر کارروائی کے لئے انہی گروپس کو حرکت میں لاتا تھا تاکہ ہر کام اس کی منشاء کے عین مطابق ہو سکے۔ اس نے ایک گروپ کو فاسٹ گروپ کا نام دے رکھا تھا جس کا کوڈ ایف گروپ تھا۔ یہ گروپ عام طور پر انڈر گراؤنڈ موومنٹ پر نظر رکھتا تھا اور ان کے خلاف کارروائیاں بھی کرتا تھا۔ دوسرا گروپ، ایکشن گروپ تھا جو اسرائیل

کے ہر حصے میں تیز اور فاسٹ ایکشن کرتا تھا جبکہ تیسرا ہارڈ گروپ تھا جسے اس قدر اختیارات حاصل تھے کہ وہ شک کی ہی بنیاد پر کسی کو بھی گولی مار سکتے تھے۔ اس گروپ کو یہ اختیار بھی حاصل تھا کہ وہ بغیر کسی وارنٹ یا وارننگ کے کسی بھی بڑی سے بڑی شخصیت کے خلاف کام کر سکتا تھا اور وقت پڑنے پر پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ ہاؤس کا بھی گھیراؤ کر سکتا تھا۔

ان تینوں گروپس کے انچارج کرنل ہاسپر کی ہدایات کے پابند تھے اور اسی کے حکم پر عمل کرتے تھے۔ تینوں گروپس کے الگ الگ انفارمرز تھے جو اپنی فیلڈ کے دائرہ کار میں ہی کام کرتے تھے اپنے اپنے طور پر ہی معلومات حاصل کرتے تھے اور پھر وہ معلومات اپنے انچارج سے ہی شیئر کرتے تھے اور پھر ہر انچارج الگ الگ طور پر کرنل ہاسپر کو انفارم کرتا تھا۔ اس کے بعد کرنل ہاسپر بلیک ڈاگ سے رابطہ کرتا تھا اور پھر اسے تمام تر تفصیلات سے آگاہ کر کے اسی کی ہدایات پر عمل کرتا اور کراتا تھا۔

اب چونکہ ڈی فورس کی کمان گارچ کے ہاتھ میں تھی اس لئے اسے بلیک ڈاگ سے ہدایات لینے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ کرنل ہاسپر کی طرف سے تینوں گروپس کو سرکلر جاری کر دیا گیا تھا کہ اب ڈی فورس کا فل انچارج گارچ ہے۔

گارچ نے ایف سکس ہیڈ کوارٹر میں آ کر فرداً فرداً ہر گروپ کے انچارج سے رابطہ کیا تھا۔ انہیں ہدایات دے کر فوری طور پر

اسرائیل کی سیکورٹی سخت کرا دی تھی۔ گارچ نے ہر گروپ کے انچارج کو ہدایات دی تھیں کہ وہ اپنے تمام انفارمرز کو ایکٹیو کر دیں۔ وہ اسرائیل میں ہونے والی ہر چھوٹی سے چھوٹی غیر معمولی بات پر توجہ دیں اور اس کے بارے میں تفصیلات حاصل کر کے اسے انفارم کریں۔

گارچ کا خیال تھا کہ عمران جب بھی اسرائیل آئے گا تو وہ سب سے پہلے اسرائیل میں داخل ہونے کی بیس بنائے گا اور وہ اسرائیل میں موجود کسی تنظیم یا کسی فارن ایجنٹ سے ضرور رابطہ کرے گا اور پھر وہ کسی ایسے ذریعے یا راستے سے اسرائیل میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا جس کے بارے میں تصور بھی نہ کیا جا سکتا ہو۔ اس لئے گارچ چاہتا تھا کہ وہ انفارمرز کے ذریعے ہر طرف کڑی نگرانی کرائے تاکہ جب بھی عمران، اسرائیل کی طرف قدم اٹھائے تو اس کے اٹھائے ہوئے ہر قدم کے بارے میں گارچ کو پہلے سے معلومات ہوں۔

ڈی فورس کا ایف سکس ہیڈ کوارٹر انتہائی وسیع و عریض تھا اور اس ہیڈ کوارٹر میں باقاعدہ فورس کے ٹریننگ سنٹر موجود تھے۔ اس کے علاوہ ہیڈ کوارٹر میں کئی ہیلی پیڈز موجود تھے جہاں ہر وقت گن شپ ہیلی کاپٹر تیار رہتے تھے۔ ایف سکس ہیڈ کوارٹر تل ابیب کے انتہائی شمال میں ایک ریگستان کے درمیان میں موجود ایک نخلستان میں واقع تھا۔ جو مکمل طور پر انڈر گراؤنڈ تھا۔ ہیڈ کوارٹر کے انڈر

گراؤنڈ ہونے کے باوجود ہیڈ کوارٹر کے حفاظتی انتظامات کے لئے وہاں ایسے سائنسی جال بھی بنائے گئے تھے جن میں پھنسنے والی چڑیا بھی ایک لمحے میں جل کر راکھ ہو جاتی تھی۔

انڈر گراؤنڈ ہیڈ کوارٹر میں جب بھی کسی ہیلی کاپٹر کو آنا ہوتا تھا تو ہیڈ کوارٹر کا ایک مخصوص حصہ کھول دیا جاتا تھا۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر لینڈ کرتا چھت دوبارہ بند کر دی جاتی تھی۔ اس ہیڈ کوارٹر میں ڈی فورس کی مخصوص گاڑیوں اور ڈی فورس کے اہلکاروں کے سوا کوئی نہیں آ سکتا تھا۔ ڈی فورس کو بھی ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے سے پہلے کئی مرحلوں سے گزرنا پڑتا تھا۔ اور ان کے داخلے کے لئے دور دور کی پہاڑیوں میں راستے اور سرنگیں بنی ہوئی تھیں جو انہیں اس ہیڈ کوارٹر تک لاتی تھیں۔ تمام راستوں اور سرنگوں میں نہ صرف ڈی فورس کے اہلکاروں بلکہ ان کی گاڑیوں کی بھی اسکیننگ کی جاتی تھی۔ مکمل کلیئرنس کے بعد ہی گاڑیوں کو ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کی اجازت دی جاتی تھی۔ ہیڈ کوارٹر میں چونکہ سائنسی حفاظتی انتظامات بھی تھے اس لئے ہیڈ کوارٹر میں وہی اسلحہ لایا جا سکتا تھا جس کا ڈیٹا ہیڈ کوارٹر کے مخصوص ماسٹر کمپیوٹر میں موجود ہوتا تھا اگر ہیڈ کوارٹر میں ایک نیا چاقو بھی لایا جاتا تو ماسٹر کمپیوٹر اس کا فوراً کاشن دے کر الارم بجا دیتا تھا اور جب تک اس چاقو کا ڈیٹا کمپیوٹر میں فیڈ نہ کر دیا جاتا اس وقت تک الارم بجتا ہی رہتا تھا۔

ہیڈ کوارٹر کو شدت پسندوں اور عسکری قوتوں سے بچانے کے

لئے بھی خصوصی انتظامات کئے گئے تھے۔ اس ہیڈ کوارٹر میں ڈبل پی ریز پھیلی ہوئی تھی جس کی وجہ سے ہیڈ کوارٹر کے ماسٹر کمپیوٹر میں فیڈ اسلحہ ہی استعمال ہوتا تھا جبکہ دیگر اور نیا اسلحہ مکمل طور پر جام ہو جاتا تھا اور ڈبل پی جس کا اصل نام پاور پروٹیکشن ریز تھا ہر قسم کے تباہ کن مواد کو بھی ڈی ویلیو کر دیتا تھا۔ یہاں تک کہ ڈبل پی ریز کی موجودگی میں کوئی بارودی مواد بھی بلاسٹ نہیں ہو سکتا تھا۔ یہاں تک کہ اگر فائٹر طیارے بھی آ کر ہیڈ کوارٹر پر میزائل یا بم پھینکتے تو ڈبل پی ریز کی وجہ سے ہیڈ کوارٹر میں معمولی سی بھی تباہی نہیں ہو سکتی تھی۔

ایف سکس ہیڈ کوارٹر کے اطراف صحرا پھیلا ہوا تھا جہاں کئی کلو میٹر تک ایسی بارودی سرنگیں بچھائی گئی تھیں کہ جن پر پیر پڑتے ہی انسان کے پرخچے اُڑ جاتے تھے اور یہ بارودی سرنگیں ہر ایک فٹ کے فاصلے پر موجود تھیں جنہیں مخصوص آلات کے سوا انسانی آنکھ سے دیکھا ہی نہیں جا سکتا تھا۔ تمام بارودی سرنگوں کو مخصوص ریز سے ایک دوسرے سے لنکڈ کر دیا گیا تھا جس کی وجہ سے وہاں ہر طرف سرخ رنگ کی باریک باریک دھاگوں جیسی ریڈ لیزر وائرز کے جال سے بنے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ سرخ روشنی کے یہ جال جو ایک مربع فٹ کے ہی تھے دن کی روشنی میں تو دکھائی ہی نہیں دیتے تھے لیکن رات میں چمکتے تھے۔ اس جال کی طرف بڑھتے ہوئے اگر کسی ایک بھی ریڈ لیزر وائر کے درمیان کوئی حائل

ہو جاتا تو اس کے ارد گرد ایک دو نہیں بلکہ کوئی بارودی سرنگیں بلاسٹ ہو جاتیں جس سے وہاں موجود کسی بھی شخص کے ٹکڑے اُڑ سکتے تھے۔ اس کے علاوہ ہیڈ کوارٹر کسی بڑے بیس کیمپ جیسا تھا جہاں فوجی ٹائپ کی بیرکیں بھی موجود تھیں۔

گارج نے ہیڈ کوارٹر میں آتے ہی ہیڈ کوارٹر کو اندرونی اور بیرونی خطرات سے بچانے کے لئے مزید سخت انتظامات کئے تھے تاکہ وہ ہر لحاظ سے ایف سکس ہیڈ کوارٹر کو شدت اور عسکریت پسندوں سے محفوظ رکھ سکے۔

گارج ایف سکس ہیڈ کوارٹر کے ٹاپ فلور پر موجود ایک دفتر میں بیٹھا ہوا تھا۔ یہ کمرہ پہلے کرنل ہاسپر کے پاس تھا لیکن اب چونکہ یہاں کا انچارج گارج تھا اس لئے اس نے بھی اپنے لئے یہی آفس منتخب کیا تھا۔ ایک بڑی میز کے پیچھے وہ اونچی نشست والی کرسی پر نہایت اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا اور اپنے سیل فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔ اس کے سامنے میز پر مختلف رنگوں کے وائرلیس فون سیٹ رکھے ہوئے تھے جن کے نیٹ ورکنگ سسٹم سیٹلائٹ سے منسلک تھے۔ اچانک میز پر رکھے ہوئے ایک نیلے رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو گارج بے اختیار چونک پڑا۔ نیلے رنگ کے فون کی گھنٹی بھی بج رہی تھی اور اس پر لگا ہوا ایک بلب بھی سپارک کرنا شروع ہو گیا تھا۔

”ایک منٹ کرنل بروچ۔ چیف کی کال ہے۔ میں تمہیں بعد

میں کال کرتا ہوں“...... گارج نے سیل فون میں کہا اور اس نے دوسری طرف سے جواب سنے بغیر سیل فون کی کال ڈراپ کی اور سیل فون میز پر رکھ دیا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر نیلے رنگ کے فون کا رسیور اٹھا لیا۔ یہ سپیشل فون تھا جس پر اسے بلیک ڈاگ براہ راست کال کر سکتا تھا۔ گارج نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

”یس چیف۔ گارج ہیئر“...... گارج نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا تم نے ایف سکس ہیڈ کوارٹر کا چارج سنبھال لیا ہے“۔ دوسری طرف سے بلیک ڈاگ کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

”یس چیف۔ میں نے تمام چارج بھی سنبھال لیا ہے اور ڈی فورس کے ہر طرف جال بھی پھیلا دیئے ہیں تاکہ عمران جس طرف سے بھی اسرائیل آئے تو مجھے اس کے بارے میں بروقت خبر مل سکے“...... گارج نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”گڈ۔ فلسطین میں بھی ڈاگ ایجنسی کے انفارمر موجود ہیں اس کے علاوہ وہاں دوسری ایجنسیوں کے بھی فارن ایجنٹس کام کر رہے ہیں۔ جن میں زیادہ تر ایجنٹ جی پی الیون سے تعلق رکھتے ہیں۔ تم ان سے بھی رابطے میں رہو تاکہ عمران اس طرف سے بھی آئے تو اس کی آمد کا تمہیں علم ہو سکے“...... بلیک ڈاگ نے کہا۔

”یس چیف۔ میں نے فلسطین میں موجود ڈی فورس کے تمام

ایجنٹوں کو بھی الرٹ کر دیا ہے۔ جی پی ایون اور دوسری ایجنسیوں کے فارن ایجنٹس سے میرا رابطہ نہیں ہے۔ لیکن میں کوشش کروں گا کہ اگر ان کے پاس بھی کوئی اطلاع ہو تو وہ ہمارے انفارمرز سے شیئر کر سکیں''...... گارچ نے کہا۔

''عمران بے حد کائیاں انسان ہے۔ تمہیں چاہئے تھا کہ اس کی نگرانی کے لئے پاکیشیا میں بھی کوئی فول پروف انتظام کر کے آتے تاکہ جب وہ پاکیشیا سے نکلتا تو اس کے بارے میں ہمیں معلومات مل جاتیں''...... بلیک ڈاگ نے کہا۔

''یس چیف۔ مجھے وہاں سے کام پورا کر کے جلدی نکلنا تھا اس لئے میں نے اس طرف دھیان نہیں دیا تھا۔ اب بھی ہمارے وہاں فارن ایجنٹس موجود ہیں۔ اگر آپ کہیں تو میں انہیں عمران کی نگرانی پر تعینات کر دیتا ہوں تاکہ جیسے ہی وہ پاکیشیا سے کہیں بھی جانے کی کوشش کرے تو اس کا پتہ چلایا جا سکے کہ وہ کہاں اور کس مقصد کے لئے جا رہا ہے''...... گارچ نے کہا۔

''نہیں۔ اب رہنے دو۔ اگر ہمارا کوئی فارن ایجنٹ اس کی نظر میں آ گیا تو عمران اس کے پیچھے پڑ جائے گا اور اگر وہ ایجنٹ عمران کے ہاتھ لگ گیا تو وہ اس کی بوٹی بوٹی کر کے اس سے اگلوا لے گا کہ اس کا تعلق کس سے ہے''...... بلیک ڈاگ نے کہا۔

''یس چیف''...... گارچ نے کہا۔

''تم اسرائیل کے گرد ہمسایہ ممالک کے انٹری ویز پر اپنے آدمی

لگا دو جو سپیشل گلاسز والے چشموں اور کیمروں سے ہر آنے والے پر نظر رکھیں۔ اگر عمران نے میک اپ کر کے ارد گرد کے ممالک سے اسرائیل آنے کی کوشش کی تو سپیشل گلاسز والے چشموں اور مخصوص کیمروں سے بھی اس کا پتہ چلایا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ تم فلسطین کی سرحدی پٹی پر بھی خصوصی توجہ رکھو۔ جہاں تک میں نے عمران کی فائل سٹڈی کی ہے میرے اندازے کے مطابق عمران سب سے پہلے فلسطین جانے کی کوشش کرے گا اور وہ فلسطین پہنچنے کے لئے بہت سے راستے اختیار کر سکتا ہے۔ ان سب راستوں پر نظر رکھنا مشکل ہو جائے گا اس لئے تم اپنی زیادہ توجہ سرحدی پٹی پر رکھو۔ فلسطین کے راستے عمران سرحدی پٹی سے گزرے بغیر اسرائیل میں داخل نہیں ہو سکتا''...... بلیک ڈاگ نے کہا۔

''یس چیف۔ میں نے سرحدی پٹی پر پہلے ہی ذی فورس کو تعینات کر رکھا ہے۔ آپ کے حکم سے میں وہاں مزید فورس بھیج دیتا ہوں۔ اس راستے سے جو بھی آئے گا میں اسے آسانی سے آگے بڑھنے کا کوئی موقع نہیں دوں گا''...... گارچ نے کہا۔

''یہ یاد رکھنا کہ عمران مجھے زندہ چاہئے۔ میں اس کی لاش نہیں دیکھنا چاہتا''...... بلیک ڈاگ نے سخت انداز میں کہا۔

''یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ عمران آپ کو زندہ سلامت ملے گا۔ یہ میرا آپ سے وعدہ ہے''...... گارچ نے کہا۔

''گڈ۔ میں نے عمران کو یہاں بلانے کا بہت بڑا رسک لیا ہے۔ اب یہ سب تم پر منحصر ہے کہ تم اسے کس طرح سے اپنی گرفت میں لیتے ہو''...... بلیک ڈاگ نے کہا۔

''میری طرف سے آپ بے فکر ہو جائیں چیف۔ ایک بار عمران یہاں آ گیا تو پھر وہ کسی بھی طرح میری گرفت میں آنے سے نہیں بچ سکے گا میں نے اسے پکڑنے کے لئے ہر طرف ایسے جال پھیلا دیئے ہیں جن میں پھنس کر وہ سوائے پھڑپھڑانے کے اور کچھ بھی نہیں کر سکے گا۔

''مجھے تم سے اسی جواب کی توقع تھی۔ گڈ شو۔ ریئلی گڈ شو''۔ بلیک ڈاگ نے کہا اور اپنی تعریف سن کر گارچ کا چہرہ فرط مسرت سے نہ صرف کھل اٹھا بلکہ اس کا سینہ بھی فخر سے کئی انچ پھول گیا۔

''لیکن چیف۔ یہ بھی تو ممکن ہے کہ عمران کسی بھی طرح اس بات کا سراغ ہی نہ لگا سکے کہ زیرو کیمپ اور این ایکس ٹی لیبارٹری پر ہم نے کوئی کارروائی کی تھی''...... گارچ نے کہا۔

''نہیں۔ میں نے کہا ہے نا کہ میں نے عمران کی زندگی کے ہر پہلو کو انتہائی باریکی سے سٹڈی کیا ہے۔ عمران کی ذہانت جن بلندیوں کو چھو رہی ہے اس سے صاف اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ واقعی مافوق الفطرت انسان ہے جس سے کوئی لاکھ چھپنا چاہے تو نہیں چھپ سکتا اور پھر تم نے این ایکس ٹی فارمولے کے لئے نہ صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو استعمال کیا تھا بلکہ انہیں

ہلاک کرنے کے ساتھ ساتھ تم نے زیرو کیمپ میں بھی ہر طرف موت کا بازار گرم کر دیا تھا اور پھر تم نے این ایکس ٹی لیبارٹری میں بھی کسی کو زندہ نہیں چھوڑا تھا اور وہاں موجود سر جنید سمیت تمام افراد کو ہلاک کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ تم نے ان کی انتہائی قیمتی مشینری بھی تباہ کی تھی اور پھر ان کا انتہائی کامیاب اور نایاب فارمولا بھی تم حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا پراسرار چیف ایکسٹو ان سب باتوں کو ہرگز نظر انداز نہیں کریں گے وہ ہمارے خلاف ثبوت تلاش کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیں گے۔ اس کے لئے انہیں اگر پوری دنیا کھنگالنی پڑے گی تو وہ اس سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ آج نہیں تو کل آخر کار انہیں پتہ چل ہی جائے گا کہ اس سب کارروائیوں کے پیچھے کس کا ہاتھ تھا اور پھر جیسے ہی انہیں تمہارے بارے میں کوئی معمولی سا بھی کلیو مل گیا تو وہ اسرائیل آنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگائیں گے''...... بلیک ڈاگ نے کہا اور چیف سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو اور عمران کی تعریفیں سن کر گارچ نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''یس چیف''...... اس نے جیسے ناچارگی کے عالم میں کہا کیونکہ وہ کسی بھی صورت میں چیف کی کسی بات پر اختلاف رائے نہیں دے سکتا تھا۔

''میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ جلد یا بدیر عمران کے پیر

اسرائیل کی طرف ضرور اٹھیں گے اور ہمیں اس وقت کے لئے پہلے
سے ہی اپنے تمام انتظامات کر لینے چاہئیں تاکہ اسے اسرائیل میں
داخل ہونے اور آگے بڑھنے کا کوئی موقع نہ مل سکے''...... بلیک
ڈاگ نے کہا۔

''لیں چیف۔ لیکن اس کے باوجود اگر میں کہوں کہ عمران اور
ایکسٹو میرے بارے میں کوئی سراغ نہیں لگا سکیں گے تو''۔ گارچ
کی سوچ کی سوئی جیسے اسی جگہ اٹکی ہوئی تھی۔

''اگر ایسا ہوا تو پھر میں یہی سمجھوں گا کہ عمران کے بارے میں
اب تک جو کچھ بھی بتایا گیا ہے وہ صرف قصے کہانیوں کی ہی باتیں
ہیں۔ ان میں کوئی سچائی نہیں ہے۔ میں نے عمران کو اس کے
ذہانت، اس کی بہترین کارکردگی اور اس کی بروقت اور فیصلہ کن
صلاحیتوں کی وجہ سے ہی ڈاگ ایجنسی میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا
تھا لیکن اگر وہ تم تک ہی نہیں پہنچ سکا تو اس کا مطلب ہو گا کہ
تمہارے مقابلے میں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور ایسے بے
حیثیت انسانوں کی مجھے اپنی ایجنسی کے لئے کوئی ضرورت نہیں
ہے۔ میں اسے ہمیشہ کے لئے بھول جاؤں گا''...... بلیک ڈاگ
نے اپنے مخصوص سرد اور سپاٹ لہجے میں کہا تو گارچ کے ہونٹوں پر
زہرانگیز مسکراہٹ آ گئی۔

''لیں چیف۔ یہی مناسب رہے گا اور مجھے یقین ہے کہ عمران
وہاں چھوڑا ہوا میرے ایک پنجے کا بھی نشان نہیں ڈھونڈ سکے

گا''...... گارچ نے کہا۔

''اس طرح تم پر اعتماد اور فخر اور زیادہ بڑھ جائے گا اور مجھے
خوشی ہو گی کہ تم جیسا جینیئس ایجنٹ میرے ساتھ ہے''...... بلیک
ڈاگ نے کہا۔

''لیں چیف۔ میں آپ کے اس اعتماد کو کبھی ٹھیس نہیں پہنچنے
دوں گا''...... گارچ نے کہا۔

''اوکے۔ عمران اگر نہیں آیا تو کوئی بات نہیں لیکن تمہیں اپنی
سیکورٹی ٹائٹ رکھنی ہو گی اور تمہیں ہر لحاظ سے الرٹ رہنا ہو گا ایسا
نہ ہو کہ تم یہی سمجھتے رہو کہ عمران کبھی تمہارا سراغ نہیں لگا سکے گا اور
تم اس سے غافل ہو جاؤ۔ تمہاری اس غفلت کا فائدہ اٹھا کر اگر وہ
اسرائیل پہنچ گیا تو پھر تمہیں بھی اسے سنبھالنا مشکل ہو جائے گا''۔
بلیک ڈاگ نے اسے تنبیہہ کرتے ہوئے کہا۔

''میں الرٹ ہوں چیف۔ جب تک آپ کی تسلی نہیں ہو جاتی
اس وقت تک میں اپنا کوئی بھی مورچہ نہیں چھوڑوں گا اور میں ہر
وقت اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھوں گا''...... گارچ نے کہا۔

''گڈ۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں''...... بلیک ڈاگ نے کہا اور
پھر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

''ہونہہ۔ چیف خواہ مخواہ عمران جیسے احمق انسان کو اس قدر
اہمیت دے رہے ہیں۔ میرے نزدیک عمران ایک گاؤدی اور انتہائی
احمق قسم کا انسان ہے جس میں عقل نام کی کوئی چیز ہی نہیں ہے۔

اس جیسا احمق انسان بھلا میرا کوئی کلیو کیسے ڈھونڈ سکتا ہے جو میں نے چھوڑا ہی نہ ہو“...... گارچ نے رسیور رکھ کر منہ بناتے ہوئے کہا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے میز پر پڑا ہوا اپنا سیل فون اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع ہو گیا۔ وہ ایک بار پھر اسی دوست کے نمبر پریس کر رہا تھا جس سے وہ چیف کی کال آنے سے پہلے بات کر رہا تھا۔ نمبر پریس کر کے وہ کالنگ بٹن پریس کرنے ہی لگا تھا کہ اس نے منہ بناتے ہوئے سیل فون آف کر کے دوبارہ میز پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی کبیدگی کے تاثرات تھے۔ چیف سے عمران کی اس قدر تعریفیں سن کر اس کے دل میں عمران کے لئے بے پناہ نفرت سی پیدا ہو گئی تھی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ پاکیشیا جا کر عمران کو اٹھا کر لے آئے اور لے جا کر چیف کے قدموں میں ڈال دے اور چیف پر ثابت کر دے کہ عمران اس کے مقابلے میں پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتا، نہ ذہانت میں اور نہ ہی کسی اور صلاحیت میں۔

عمران اور بلیک زیرو کے چہرے پر سنجیدگی کے انتہائی گہرے تاثرات نمایاں تھے۔ عمران کے ہاتھ میں جدید ساخت کا لانگ رینج ایف ڈبل ہنڈرڈ ایکس ٹرانسمیٹر تھا جس پر اس نے بلیک ڈاگ کی ٹرانسمیٹر فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے متعدد بار بلیک ڈاگ کو کال کرنے کی کوشش کی تھی لیکن بلیک ڈاگ نے اس کی کال رسیو نہیں کی تھی۔

عمران اور بلیک زیرو چاہتے تھے کہ صرف ایک بار بلیک ڈاگ ان کی کال رسیو کر لے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ بلیک ڈاگ کہاں ہے یا اس کی ڈاگ ایجنسی کس ملک سے تعلق رکھتی ہے۔ لیکن شاید یہ کال پاکیشیا سے کی جا رہی تھی اس لئے بلیک ڈاگ نے اس کال کو رسیو ہی نہیں کیا تھا۔

”اب کیا کریں۔ بلیک ڈاگ تو کال رسیو ہی نہیں کر رہا۔ اب کیسے پتہ چلے گا کہ وہ کہاں ہے یا اس کا کس ملک سے تعلق

ہے''...... بلیک زیرو نے پریشانی سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''یہی میں سوچ رہا ہوں۔ بھاگتے چور کی ایک لنگوٹی ہاتھ آئی تھی لیکن اب شاید وہ لنگوٹی بھی ہمارے کسی کام نہیں آئے گی''۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''آپ اسرائیل میں موجود کسی فارن ایجنٹ سے بات کریں۔ ممکن ہے اس کے پاس ڈاگ ایجنسی کے بارے میں کوئی معلومات ہوں یا نہ ہوں مگر وہ گارچ کے بارے میں جانتا ہو۔ اس سے یہ تو پتہ چل سکتا ہے کہ ان دنوں گارچ کی ایکٹیوٹیز کیا تھیں اور وہ کیا کرتا پھر رہا تھا''...... بلیک زیرو نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

''ہاں یہ کیا جا سکتا ہے۔ فارن ایجنٹ سے یہ پوچھنا ضروری نہیں ہیں کہ گارچ کی ایکٹیوٹیز کیا تھیں کیونکہ وہ پاکیشیا میں موجود تھا اور اس نے جو کچھ کیا ہے اس کا ہمیں پتہ چل ہی گیا ہے۔ البتہ فارن ایجنٹ سے یہ ضرور پوچھا جا سکتا ہے کہ گارچ اس وقت کہاں ہے کیا وہ واپس اسرائیل پہنچ چکا ہے یا نہیں''......عمران نے کہا۔

''تو پھر کریں کسی فارن ایجنٹ سے بات۔ ورنہ اس طرح ہم کب تک ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔ عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے ابھی ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر کے اسے آن کیا ہی تھا کہ اچانک ایک خیال اس کے دماغ میں کوندے کی طرح لپکا اور وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

''کیا ہوا''......اسے اچھلتے دیکھ کر بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ایک چیونٹے نے کاٹ لیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''چیونٹے نے۔ میں سمجھا نہیں''...... بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

''رکو میں ابھی آیا''...... عمران نے کہا اور تیزی سے آپریشن روم سے نکلتا چلا گیا۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد وہ واپس آیا تو اس کا چہرہ فرطِ مسرت سے جگمگا رہا تھا۔

''ڈاگ ایجنسی کا تعلق اسرائیل سے ہو یا نہ ہو لیکن یہ کنفرم ہو گیا ہے کہ اس ایجنسی کے چیف بلیک ڈاگ کا تعلق اسرائیل سے ہی ہے''...... عمران نے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی کہا تو بلیک زیرو چونک کر اور حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔

''کیسے۔ میں کافی دیر سے بلیک ڈاگ کے ٹرانسمیٹر پر کال کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن دوسری طرف سے میری کال رسیو نہیں کی جا رہی تھی۔ میں سوچ رہا تھا کہ جب تک میری کال رسیو نہ کی جائے گی اس وقت تک مجھے اس بات کا علم نہیں ہو گا کہ کال کس نیٹ ورک پر اور کہاں رسیو کی گئی ہے۔ اچانک بیٹھے بیٹھے مجھے خیال آیا کہ جس فریکوئنسی پر میں نے کال کی تھی وہ فریکوئنسی ایکٹیو ہے صرف میری کال رسیو نہیں کی جا رہی ہے۔ اگر میں یہی پتہ چلا لوں کہ اس ٹرانسمیٹر سے جو کال کی گئی تھی وہ کس نیٹ ورک

یا دنیا کے کس سیٹلائٹ سے منسلک ہوئی تھی تب بھی اس بات کا پتہ چلایا جا سکتا ہے کہ اس فریکوئنسی کا حامل ٹرانسمیٹر کس ملک میں موجود ہے۔ چنانچہ میں پھر سے لیبارٹری میں گیا اور میں نے پہلے والے ٹریکنگ سسٹم پر کام کیا تو مجھے پتہ چل گیا کہ میری کال اسرائیل کے اسی سیٹلائٹ سے منسلک ہوئی تھی جس پر دو بار گارج نے بھی بلیک ڈاگ سے بات کی تھی۔ میں نے اسرائیلی براڈ سسٹم کے سیٹلائٹ کو مزید کھنگالا اور بلیک ڈاگ کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی پر مزید کام کیا تو اس فریکوئنسی سے کی جانے والی کالیں اور رسیو ہونے والی کالوں کا تناسب سب سے زیادہ اسرائیلی نیٹ ورک سے ہی تھا۔ جس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہو سکتا کہ بلیک ڈاگ کا تعلق اسرائیل سے ہی ہے اور اب تو میں یہ بھی کنفرم کر سکتا ہوں کہ ڈاگ ایجنسی جس کے بارے میں دنیا نہیں جانتی کہ اس کا تعلق کس ملک سے ہے میں بتا سکتا ہوں کہ یہ اسرائیلی ایجنسی ہی ہے جسے پوری دنیا سے مخفی رکھا گیا ہے۔ کیونکہ بلیک ڈاگ کی فریکوئنسی سے کی جانے والی اب تک کی تمام کالیں میں نے نہ صرف ٹریس کر لی ہیں بلکہ ان کی ڈاؤن لوڈنگ بھی شروع کر دی ہے اور یہ بات اور بھی زیادہ مستند اس بات سے ہوتی ہے کہ بلیک ڈاگ اسی فریکوئنسی سے اسرائیلی پرائم منسٹر اور اسرائیلی پریذیڈنٹ سے بھی بات کرتا ہے۔ اگر بلیک ڈاگ یا ڈاگ ایجنسی کا تعلق اسرائیل سے نہیں ہے تو پھر بلیک ڈاگ کو اسرائیلی پرائم منسٹر یا

پریذیڈنٹ سے اس حد تک کالیں کرنے کا اور کیا جواز ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ میں نے گارج کے بارے میں بھی مختلف ذرائع سے معلومات حاصل کی ہیں اس کی مستقل سکونت اسرائیل کی ہی ہے اور وہی ایک ایسا ایجنٹ ہے جو واقعی میری طرح دوسروں کی ہو بہو آواز کی نقل کر سکتا ہے۔ مطلب یہ کہ اسی نے ایکسٹو کی آواز میں جولیا کو کال کی تھی“...... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اسرائیل ڈاگ ایجنسی کے ذریعے پوری دنیا پر اپنے پنجے گاڑنے میں مصروف ہے تاکہ وہ پوری دنیا پر اپنا تسلط جما سکے“...... بلیک زیرو نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

”ہاں اور یہ ایجنسی اسی لئے انتہائی ٹاپ سیکرٹ رکھی گئی ہے تاکہ جب تک ڈاگ ایجنسی کے پنجے پوری دنیا میں نہ گڑ جائیں اس وقت تک اس کے بارے میں کسی کو علم نہ ہو سکے“...... عمران نے کہا۔

”وہ تمام کالیں ڈاؤن لوڈ ہو جائیں تو پھر آپ تو آسانی سے بلیک ڈاگ کی جڑ تک پہنچ سکتے ہیں اور آپ کو یہ بھی پتہ چل سکتا ہے کہ بلیک ڈاگ کی اصل شناخت کیا ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ ایسا شاید نہ ہو کیونکہ عام طور پر ٹرانسمیٹر پر کی جانے والی کالیں کوڈڈ ہوتی ہیں۔ گو کہ جس ٹرانسمیٹر پر بلیک ڈاگ کال کرتا ہے وہ انتہائی جدید اور نئی ٹیکنالوجی کا حامل ہے۔ جس کی نہ تو کوئی

کال ٹریس کی جا سکتی ہے اور نہ ہی کوئی کال سنی جا سکتی ہے۔ اب یہ تو میرے جیسا ہی کوئی بھس بھرے دماغ کا مالک اگر اس سیٹلائٹ تک ہی رسائی حاصل کر لے جس سے کالیں رسیو اور ٹرانسفر ہوتی ہیں تو پھر کیا کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے مسکرا کر کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ جینئس ہیں عمران صاحب۔ واقعی کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کوئی اس براڈ سسٹم سیٹلائٹ تک بھی رسائی حاصل کر سکتا ہے جس سے کالیں رسیو اور ٹرانسفر کی جاتی ہیں۔ اس لئے میں بجا طور پر کہوں گا کہ آپ کے دماغ میں بھس نہیں انتہائی ذہانت بھری ہوئی ہے۔ ایسی ذہانت جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے''۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

''دماغ میں تو بھس ہی بھرا ہوا ہے۔ اب اماں بی کی جوتیاں سر پر کھاتا ہوں تو اس بھس میں آگ لگ جاتی ہے جس سے دھواں اٹھتا ہے اور وہ دھواں مجھے کسی نہ کسی ذہانت کے میدان میں لے جاتا ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''پھر تو آپ کو روز اماں بی کی خدمت میں جا کر حاضری دینی چاہئے اور ان سے سر پر جوتیاں کھانی چاہئیں تاکہ آپ کا دماغ سلگتا رہے اور آپ ذہانت کے میدانوں میں جانے کی بجائے ذہانت کی بلندیوں کو چھو سکیں''...... بلیک زیرو نے کہا تو اس بار اس کے خوبصورت انداز پر عمران بھی ہنس پڑا۔

''اماں بی کی جوتیاں کھا کر ابھی اپنا سر گنجا کرانے کا میرا کوئی پروگرام نہیں ہے۔ جب شادی ہو جائے گی اور دو چار بچے ہو جائیں گے تب اگر میں گنجا بھی ہو جاؤں گا تو کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ پھر میں نہ بیوی کے لئے بدلوں گا اور نہ بیوی میرے لئے بدلے گی۔ دونوں کو ہی ایک دوسرے کو دیکھ کر صبر اور شکر کرنا پڑے گا۔ اگر میں ابھی گنجا ہو گیا تو پھر نہ ہی میری شادی ہو گی اور نہ بچے''...... عمران نے مخصوص انداز میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''اچھا اب جبکہ اس ات کا پتہ چل گیا ہے کہ این ایکس ٹی لیبارٹری پر اسرائیلی ایجنٹ گارچ نے اٹیک کیا تھا۔ اس کام کے لئے گارچ نے ممبران کو بھی ایکسٹو کی مخصوص آواز میں گمراہ کیا تھا اور ان کے ذریعے وہ زیرو کیمپ اور پھر این ایکس ٹی لیبارٹری تک پہنچ گیا تھا۔ آپ کو یہ بھی پتہ چل گیا ہے کہ گارچ نے یہ مشن ڈاگ ایجنسی کے لئے مکمل کیا ہے جو اسرائیل کی ہی ایک ٹاپ سیکرٹ ایجنسی ہے۔ اب یہ بتائیں کہ اس سلسلے میں کرنا کیا ہے۔ ظاہر ہے آپ اس طرح خاموش تو بیٹھے نہیں رہیں گے کہ ایک اسرائیلی ایجنٹ آئے اور ہر طرف آگ و خون کا بازار گرم کر کے چلا جائے اور ساتھ ہی وہ پاکیشیا کا انتہائی اہم اور نہایت قیمتی فارمولا بھی لے جائے۔ کیا آپ ان کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیں گے''۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

''فارمولے کے حصول کے لئے مجھے اسرائیل تو جانا ہے لیکن میں سوچ رہا ہوں کہ اس مشن کے لئے میں اپنے ساتھ کسے لے جاؤں۔ سیکرٹ سروس کے تمام ممبران تو فاروقی ہسپتال میں پڑے ہوئے ہیں۔ کسی کی حالت بھی ایسی نہیں کہ میں ان میں سے کسی کو اپنے ساتھ لے جا سکوں''...... عمران نے کہا۔

''ٹائیگر تو ہے۔ اسے لے جائیں ساتھ اور اگر ممکن ہے تو پھر آپ اس بار مجھے بھی ساتھ لے چلیں۔ میں بھی دانش منزل میں پڑے پڑے بور ہو گیا ہوں۔ اس مشن میں ہو سکتا ہے مجھے بھی اپنے ہاتھ پیر کھولنے کا موقع مل جائے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''مطلب یہ کہ تم ہاتھ پیر چلا کر ڈاگ ایجنسی سے این ایکس ٹی کا فارمولا واپس لانا چاہتے ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''جی ہاں۔ انہوں نے ایک فارمولے کے حصول کے لئے یہاں لاشوں کے پشتے لگائے ہیں۔ ان کی دو چار لاشیں گرانے کا ہمیں بھی حق ہونا چاہئے''...... بلیک زیرو نے صاف گوئی سے کہا۔

''دو چار کیوں تم ایک کے بدلے میں ان کی چار لاشیں گراؤ۔ ڈاگ ایجنسی اسرائیلی ہے۔ اگر یہ ایجنسی ختم ہو جائے تو اس سے اسرائیل کو ایسا سبق ملے گا کہ پھر دوبارہ ایسی خفیہ ایجنسی بناتے ہوئے وہ ہزاروں بار سوچیں گے کہ کس طرح اس ایجنسی کو پاکیشیائی ایجنٹوں خاص طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کی

نظروں سے مخفی رکھ سکیں۔ اس حقیقت کا تدارک تب ہی ہو گا جب انہیں ایکسٹو کی اصل پاور کا پتہ چلے گا''...... عمران نے کہا۔

''ایسا تب ہی ہو سکتا ہے نا جب آپ مجھے مشن پر کام کرنے کے لئے ساتھ لے جانے پر آمادہ ہو جائیں''...... بلیک زیرو نے مسکی سی صورت بنا کر کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''ایسی صورت بناؤ گے تو اسرائیل تو کیا تم اپنے ممبران پر بھی پاور آف ایکسٹو کی دھاک نہیں بٹھا سکو گے''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بھی کھسیانی سی ہنسی ہنس دیا۔

''پاور آف ایکسٹو۔ مطلب آپ اسرائیل پر اب ایکسٹو کی پاور کی دھاک بٹھانے کا سوچ رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''سوچ نہیں رہا بلکہ سوچ لیا ہے۔ ڈاگ ایجنسی کے گولڈن ایجنٹ گارج نے ایکسٹو کے وقار پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی ہے اور اس کی ناک کے نیچے سے گزر کر اسی کے ممبران کے ذریعے اپنا مشن مکمل کیا ہے اس لئے یہ مشن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کا نہیں بلکہ ایکسٹو کا مشن بنتا ہے۔ اسرائیلی آج تک عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران سے نبرد آزما ہوتے آئے ہیں اب اگر ان کے سامنے ایکسٹو، ایکسٹو کی ہی حیثیت سے جائے گا تو ان کا دن کا چین اور راتوں کی نیند حرام ہو جائے گی۔ ایکسٹو اگر اسرائیل میں جا کر ان کی ٹاپ سیکرٹ ڈاگ ایجنسی کا نہ صرف پول کھولے گا

اور اس کے بخیئے ادھیڑے گا تو اسرائیل کو لینے کے دینے پڑ جائیں
گے اور انہیں حقیقت میں پاور آف ایکسٹو کا مطلب سمجھ آ جائے گا
بلکہ پوری دنیا پاور آف ایکسٹو کی بھی معترف ہو جائے گی"۔ عمران
نے کہا۔
"کیا آپ سنجیدہ ہیں"...... بلیک زیرو نے عمران کی جانب غور
سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی کیونکہ یہ اس کی
زندگی کا پہلا موقع تھا جب عمران خود اسے ایکسٹو کی اصلی حیثیت
سے اسرائیل جانے کا کہہ رہا تھا۔ بلیک زیرو نے اس سے پہلے بھی
اکیلے جا کر کئی مشن پورے کئے تھے لیکن وہ ایکسٹو کی حیثیت سے
نہیں بلکہ چیف ایجنٹ بن کر جاتا تھا۔
"کیوں۔ میرے سر پر تمہیں حماقتوں کے بھوت ناچتے ہوئے
دکھائی دے رہے ہیں کیا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے
اختیار ہنس دیا۔
"نہیں۔ آپ پہلی بار پاور آف ایکسٹو کی بات کر رہے ہیں اور
وہ بھی اصلی ایکسٹو کی حیثیت سے"...... بلیک زیرو نے کہا۔
"تو کیا ہوا۔ تم نے خود ہی تو کہا ہے کہ تم دانش منزل میں بیٹھ
کر بور ہو گئے ہو اور تمہارا بھی ہاتھ پاؤں چلانے کو دل کر رہا
ہے"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار اچھل پڑا۔ اس
کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ یکلخت انتہائی جوش کے
تاثرات ابھر آئے تھے۔

"آپ بطور ایکسٹو مجھے اس مشن پر جانے کی اجازت دے
رہے ہیں۔ کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے عمران
کی جانب یقین نہ آنے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔
"یس چیف۔ میں بھلا آپ جیسی معزز اور پردہ نشین ہستی کے
سامنے جھوٹ بولنے کی جرأت کیسے کر سکتا ہوں۔ میری طرف سے
بلکہ میری گزری ہوئی سات پشتوں اور آنے والی سات نسلوں کی
طرف سے آپ کو اجازت ہے کہ آپ اسرائیل جائیں اور جا کر
اسرائیل کو ایسا سبق سکھائیں کہ اسرائیل کی آنے والی سات نسلیں تو
کیا اس کی سینکڑوں نسلوں تک ایکسٹو کی دہشت طاری رہے اور
جب بھی ان کے منہ سے ایکسٹو کا نام نکلے تو ان پر لرزش طاری ہو
جائے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کا چہرہ فرطِ
مسرت سے اور زیادہ کھل اٹھا۔
"تو کیا اس مشن پر مجھے اکیلے جانا ہو گا"...... بلیک زیرو نے
پوچھا۔
"ایکسٹو ایک مکمل ہستی کا نام ہے جس کا نہ کوئی چچا ہے نہ کوئی
دادا۔ وہ دنیا میں کیسے آیا ہے اس کے بارے میں خود ایکسٹو کو بھی
معلوم نہیں ہے۔ اس لئے اس مشن کے لئے ایکسٹو کو اکیلے ہی جانا
ہو گا ورنہ اسرائیلوں کو ایکسٹو کی طاقت کا کیسے پتہ چلے گا کہ ایکسٹو
کس عفریت کا نام ہے۔ ویسے بھی ممبران تو اس پوزیشن میں ہیں
نہیں کہ ان میں سے کوئی تمہارے ساتھ جا سکے۔ اس لئے یہ کڑوی

Downloaded from https://paksociety.com

دوا تمہیں خود ہی نگلنی پڑے گی اور وہ بھی پانی کے بغیر''...... عمران نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اور آپ۔ کیا آپ بھی میرے ساتھ نہیں جائیں گے''۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

''نہیں۔ جب اس مشن پر ایکسٹو جا رہا ہے تو پھر اس کے سامنے میری کیا حیثیت رہ جاتی ہے اور ویسے بھی میں تو نہ تین میں ہوں اور نہ تیرہ میں۔ میں تمہاری غیر موجودگی میں یہاں کا انتظام سنبھالوں گا اور ممبران جب تک ٹھیک نہیں ہو جاتے اس لئے بھی میرا یہاں رکنا ضروری ہے۔ ایکسٹو کی سیٹ سنبھال کر میں بھی چند دن آرام اور سکون کی زندگی گزارنا چاہتا ہوں۔ یہاں تمہاری غیر موجودگی میں اگر کوئی اور کیس آ گیا تو اسے میں ٹائیگر، جوزف اور جوانا کی مدد سے ہینڈل کر لوں گا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''مطلب یہ کہ آپ ان میں سے بھی کسی کو میرے ساتھ نہیں بھیجنا چاہتے''...... بلیک زیرو نے عمران کی باتوں کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا۔

''عقلمندوں کے لئے اشارے ہی کافی ہوتے ہیں اور ایکسٹو تو آنکھ کے ایک اشارے کو بھی......'' عمران نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے اگر آپ سنجیدہ ہیں تو میں اس مشن پر اکیلا کام

کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اسرائیل جا کر ڈاگ ایجنسی کو ٹریس کرنے اور بلیک ڈاگ سے فارمولا واپس لانے کے لئے مجھے آگ کے سمندروں سے بھی گزرنا پڑے گا تو میں گزروں گا۔ میں اسرائیل میں جا کر ایکسٹو کی طاقت کی ایسی دھاک بٹھا کر آؤں گا کہ واقعی اس بار اسرائیل ایکسٹو کے نام سے صدیوں تک دہلتا رہے گا اور پاکیشیا میں دوبارہ ایسی کارروائی کرنے سے پہلے اسے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بار بھی سوچنا پڑے گا تب بھی اس میں اتنی ہمت نہیں ہو گی کہ کوئی اسرائیلی ایجنٹ اس طرح سے آ کر پاکیشیا میں کوئی کارروائی کر سکے''...... بلیک زیرو نے عزم بھرے اور انتہائی ٹھوس لہجے میں کہا۔

''تو پھر اٹھو اور یہ سیٹ خالی کرو۔ ہو سکتا ہے تمہارے جانے کے بعد میں ایکسٹو بن کر تنویر پر رعب ڈال سکوں اور اسے جولیا کے حق سے دستبردار ہونے پر مجبور کر سکوں اور میرا اسکوپ بن ہی جائے''...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو کھلکھلا کر ہنس پڑا اور فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''یہ لیں حضور۔ یہ سیٹ تو آپ ہی کی ہے میں نے تو اس پر ناحق قبضہ کر رکھا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ارے ارے۔ یہ بات کسی کو بتا نہ دینا ورنہ جولیا نے میرا ناطقہ بند کر دینا ہے۔ پھر مجھے اپنے ساتھ ڈپٹی چیف کی کرسی بھی رکھنی پڑ جائے گی''...... عمران نے بوکھلا کر کہا اور بلیک زیرو کی ہنسی

تیز ہو گئی۔

”بیٹھو مجھے ایک کال کر لینے دو۔ میں سوچ رہا ہوں کہ ایک سے بھلے دو ہو جائیں تو اچھا ہوتا ہے“...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نہ سمجھنے والے انداز میں سر ہلا کر دوبارہ بیٹھ گیا۔ عمران نے ایف ڈبل ہنڈرڈ ٹرانسمیٹر آن کیا جو بدستور اس کے پاس ہی تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور ایک بٹن پریس کر کے دوسری طرف کال دینا شروع ہو گیا۔

”ہیلو ہیلو۔ پرنس آف ڈھمپ کالنگ۔ ہیلو۔ اوور“...... عمران نے مسلسل کال دیتے ہوئے کہا۔ چند لمحوں کے بعد اچانک ٹرانسمیٹر پر ایک سبز رنگ کا بلب جل اٹھا اور ساتھ ہی ایک شوخ آواز سنائی دی۔

”لیں پرنس چلی اٹنڈنگ یو۔ اوور“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پرنس چلی کا سن کر بلیک زیرو کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے کیونکہ یہ نام اس نے پہلی بار سنا تھا۔

”کوڈ بولو۔ اوور“...... عمران نے مخصوص انداز میں کہا۔

”چڑیا انڈے دیتی ہے اور کوے کھا جاتے ہیں۔ اوور“۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور بلیک زیرو کے چہرے پر سچ مچ حیرت کے تاثرات گہرے ہو گئے کیونکہ دوسری طرف سے بولنے والے پرنس چلی نے بالکل عمران کے سے انداز میں جواب دیا تھا جیسے وہ کوئی اور نہ ہو بلکہ خود عمران ہی بول رہا ہو۔ پرنس چلی کی آواز عمران کی

آواز سے الگ ضرور تھی لیکن اس کے بات کرنے کا انداز اور اس کا شوخ پن اور لب و لہجہ عمران جیسا ہی تھا۔

”کیوں کوے کیوں کھا جاتے ہیں انڈے۔ تم ان چڑیوں کی حفاظت نہیں کرتے کیا۔ اوور“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں ان کی کیا حفاظت کروں گا پرنس۔ میں جب بھی کسی چڑیا کے گھونسلے کی تلاش میں نکلتا ہوں مجھ سے پہلے ہی اس گھونسلے میں کوئی نہ کوئی کوا پہنچ جاتا ہے پھر وہاں نہ کوئی انڈا بچتا ہے اور نہ انڈے دینے والی چڑیا۔ اوور“...... پرنس چلی نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”تو تم کسی چڑیا کے گھونسلے کو تلاش کرنے کی بجائے کسی کوے کی مادہ کا ہی گھونسلا تلاش کر لو۔ وہاں تمہیں مادہ بھی مل جائے گی اور اس کے انڈے بھی۔ اوور“...... عمران نے کہا۔

”ایک بار میں نے ایسا ہی کیا تھا پرنس لیکن وہ کہتے ہیں نا کہ سر منڈواتے ہی اولے پڑتے ہیں میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ میں نے گرمی کی وجہ سے اپنا سر گنجا کروا لیا تھا اور اسی حالت میں مادہ کوے کی تلاش میں ایک درخت پر چڑھ گیا تھا بس پھر کیا تھا وہاں کوؤں کا ایک ہجوم سا جمع ہو گیا اور ان کوؤں نے میرے گنجے سر پر چونچیں مار مار کر میرا حشر نشر کر دیا تھا اور میں اب تک اپنا زخمی اور گنجا سر سب سے چھپاتا پھر رہا ہوں میرے سر کی حالت دیکھ کر چاند پریاں تو کیا اب میری طرف کالی کلوٹی بھی دیکھنا پسند

نہیں کرتیں۔ اوور''...... پرنس چلی نے جیسے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

''مطلب آج تک تم بھی میری طرح سے کنوارے کے کنوارے ہو۔ نہ اب تک میرا جنازہ جائز ہوا ہے اور نہ تمہارا۔ اوور''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''یس پرنس۔ ہم دونوں ایک ہی کشتی کے سوار ہیں۔ مگر اب میں تھک گیا ہوں اور اس کشتی سے چھلانگ لگا کر خودکشی کرنا چاہتا ہوں۔ اوور''...... پرنس چلی نے کہا۔

''ارے ارے۔ اتنی جلدی ہمت ہار گئے۔ ابھی تو کنارہ کافی دور ہے۔ کنارے تک پہنچتے پہنچتے ہوسکتا ہے تمہیں کوئی جل پری ہی مل جائے اور ویسے بھی تم اور میں جس کشتی میں سوار ہیں یہ زیادہ گہرائی والی جگہ پر نہیں ہے اگر تم اور میں چھلانگیں لگا بھی دیں تو مشکل سے ہمارے گھٹنے ہی ڈوبیں گے۔ اوور''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''پھر تو کوئی فائدہ نہیں۔ اس سے تو بہتر ہے کہ ایک ہی کشتی میں سوار رہ کر ہم ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہیں اور ٹھنڈی آہیں بھرتے رہیں اور اپنی اپنی چاند پریوں کا انتظار کرتے رہیں۔ اوور''...... پرنس چلی نے کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''اچھا تم سے ایک کام ہے۔ اوور''...... عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''ظاہر ہے کام کے بغیر تم مجھے کال کیسے کر سکتے ہو۔ پیاسے کو جب پیاس لگتی ہے وہ تب ہی کنویں کے پاس جاتا ہے۔ کام بھی تمہارا اپنا ہی ہو گا تم نے کون سا میرے کام آنا ہے آج تک تم اپنے لئے کوئی چاند پری نہیں ڈھونڈ سکے تو میرے لئے کیا ڈھونڈو گے۔ بہرحال بولو کیا کام ہے۔ اوور''...... پرنس چلی نے جیسے منہ بنا کر کہا۔

''کیا تمہارا چینل کلیئر ہے۔ میرا مطلب ہے اس چینل پر ہم کھل کر بات کر سکتے ہیں۔ اوور''...... عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں تم بے فکر رہو۔ تمہاری کال میں ہمیشہ ایف ڈبل ہنڈرڈ ایکس پر وصول کرتا ہوں۔ یہ سو فیصد سیف ہے۔ اگر تم بھی ایسے ہی ٹرانسمیٹر پر بات کر رہے ہو تو پھر کوئی مسئلہ نہیں۔ یہ کال نہ تو کہیں سنی جا سکتی ہے اور نہ ہی ٹریس کی جا سکتی ہے۔ اس لئے تم کھل کر بلکہ کھل کھلا کر بات کر سکتے ہو۔ اوور''...... پرنس چلی نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''ہاں۔ میرے پاس بھی ایف ڈبل ہنڈرڈ ایکس ہے۔ بہرحال میں تمہارے پاس کسی کو بھیج رہا ہوں۔ تم اس سے ملو اور کسی طریقے سے دوسری طرف پہنچا دو۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''کون ہے وہ کیا کوئی چاند پری ہے۔ اوور''...... دوسری طرف سے پرنس چلی نے جیسے للچائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں ایک پری زاد ہے۔ اوور"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"پری زادوں کی تو یہاں بھی کوئی کمی نہیں ہے۔ بہرحال کون ہے وہ۔ اوور"...... پرنس چلی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہارے پاس پہنچ کر وہ اپنا تعارف خود کرا دے گا۔ تمہیں بہرحال اسے دوسری طرف پہنچانا ہے اور ہو سکے تو اس کے ساتھ رہ کر اس کی معاونت بھی کرنی ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کب تک پہنچ جائے گا وہ اور میں اسے کیسے پہچانوں گا اوور"...... پرنس چلی نے پوچھا۔

"وہ تمہارے قہوہ خانے میں آئے گا اور تمہیں سپیشل کوڈ بتائے گا۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"چڑیوں والا کوڈ۔ اوور"...... پرنس چلی نے استفہامیہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ اس کا کوڈ ایکسٹو ہو گا۔ تمہیں ہر حال میں اس کا ساتھ دینا ہے اور اس کے لئے تمہیں کیا کرنا ہے یہ تم مجھ سے بہتر جانتے ہو۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"ارے باپ رے۔ ایکسٹو کا کوڈ۔ کس خوفناک دیو کا نام لے رہے ہو اس کا تو نام سن کر ہی میرے اوسان خطا ہو جاتے ہیں۔ اوور"...... پرنس چلی نے کہا۔

"گھبراؤ نہیں۔ وہ تمہیں کھا نہیں جائے گا۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"او کے۔ میں سمجھ گیا۔ اوور"...... پرنس چلی نے کہا۔

"کیا سمجھ گئے۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"یہی کہ وہ مجھے کھا نہیں جائے گا۔ اوور"...... پرنس چلی نے مخصوص انداز میں جواب دیا۔

"شکر ہے کہ جلد سمجھ گئے ہو ورنہ میں تو سوچ رہا تھا کہ تمہیں سمجھانے کے لئے مجھے وہاں کی کسی چاند پری سے رابطہ کرنا پڑے گا جو تمہارے سر پر چپتیں مارے گی تب ہی تمہاری سمجھ میں کچھ آئے گا۔ اوور"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم جانتے ہو کہ میں چاند پریوں کے ہاتھوں چپتیں کھا کر ہی خوش ہوتا ہوں بلکہ یہ کہو کہ چاند پریوں کی چپتیں کھانے کے بعد ہی میرے مائنڈ کی بیٹریاں ری چارج ہوتی ہیں اور جب میرے مائنڈ کی بیٹریاں ری چارج ہو جائیں تو میں ایسے ایسے کام کر گزرتا ہوں جس کا خود مجھے بھی تصور نہیں ہوتا۔ اوور"...... پرنس چلی نے منمناتی ہوئی آواز میں کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اگر مائنڈ زیادہ ری چارج کرانا ہے تو یہاں آ جاؤ۔ یہاں چاند پریوں کی چپتیں کھانے کی بجائے جب تم میری اماں بی کی اپنے سر پر جوتیاں کھاؤ گے تو تمہارا مائنڈ فل چارج ہو جائے گا اور اگر میرے ڈیڈی کے ہارڈ جوتے کھا لو تو تمہارے مائنڈ کی ہی نہیں بلکہ تمہارے جسم کی بھی تمام بیٹریاں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چارج ہو جائیں گی۔ اوور"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو دوسری طرف

پرنس چلی بھی ہنس پڑا۔

''سوری۔ میں چاند پریوں کی چپتوں پر ہی راضی خوشی ہوں، اماں بی کی جوتیاں اور تمہارے ڈیڈی کے جوتے تمہیں ہی مبارک ہوں۔ تم ہی ان سے اپنی ساری بیٹریاں ری چارج کراؤ۔ اوور''۔ پرنس چلی نے کہا تو عمران نے ہنستے ہوئے اسے اوور اینڈ آل کہا اور اس سے رابطہ ختم کر دیا۔

''کون تھا یہ حضرت پرنس چلی، جہاں تک میں جانتا ہوں اس نام کا ہمارا کوئی فارن ایجنٹ نہیں ہے اور یہ آپ کے انداز میں کیوں بات کر رہا تھا''...... عمران کو پرنس چلی سے رابطہ ختم کرتے دیکھ کر بلیک زیرو نے پوچھا۔

''تم نے ٹھیک کہا ہے پرنس چلی واقعی ایک منفرد قسم کے انسان کا نام ہے۔ وہ میری طرح نہیں بلکہ میں اس کی طرح بات کر رہا تھا۔ پرنس چلی ایک شوخ و شنگ قسم کے نوجوان کا نام ہے۔ اس کا اصل نام شیخ السلام ہے۔ اس کا تعلق عرب سے ہے۔ اس کے خاندان نے فلسطین کی تحریک آزادی میں شمولیت اختیار کی تھی اور ایک معرکے میں اسرائیلیوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔ شیخ السلام ان دنوں آکسفورڈ میں اپنی تعلیم مکمل کرنے گیا ہوا تھا۔ جب وہ واپس آیا اور اسے پتہ چلا کہ اس کا سارا خاندان اسرائیلی فورس کے ہاتھوں ختم ہو گیا ہے تو اس نے بھی فلسطین میں سکونت اختیار کر لی اور اس کے باپ نے جس تحریک آزادی کی بنیاد رکھی تھی وہ اس کا

چیئر پرسن بن گیا اور پھر اس نے فلسطینیوں کے شانہ بشانہ کام کر کے اپنی تحریک کو اس قدر مضبوط اور فعال بنا لیا کہ فلسطین میں اس کے نام کا ڈنکا بجنے لگا اور فلسطین کی تحریک آزادی کے کئی لیڈروں نے اس سے ہاتھ ملا لیا اور اس کی آزادی کی تحریک میں شمولیت اختیار کر لی۔ اس نے میرے ساتھ مل کر اسرائیل کے خلاف ایک دو بار کام بھی کیا تھا۔ شیخ السلام کے باپ نے فلسطین کی آزادی کے لئے جس تحریک کا آغاز کیا تھا اس کا نام بھی السلام ہی تھا اس لئے شیخ السلام نے خود کو مختلف ناموں کے ساتھ ساتھ پرنس چلی کے نام سے متعارف کرانا شروع کر دیا تھا اب وہ فلسطین میں پرنس چلی کے نام سے ہی معروف ہے۔ وہ انتہائی ذہین، تیز طرار اور انتہائی باکردار انسان ہے۔ اس نے السلام تحریک کے ساتھ اپنا ایک سپیشل گروپ بھی بنا رکھا ہے جن کی مدد سے وہ اسرائیل میں داخل ہو کر اسرائیلیوں کو سبق سکھانے کے لئے کارروائیاں کرتا ہے۔ ایک دو مرتبہ اسرائیلی فورسز نے فلسطین کی اہم ہستیوں کو اٹھا لیا تھا اور انہیں کسی نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا تھا لیکن شیخ السلام اور اس کے ساتھیوں نے نہ صرف اسرائیل میں داخل ہو کر اس نامعلوم مقام کا پتہ لگا لیا تھا بلکہ ایک زبردست معرکے کے بعد وہ اسرائیلی فورس سے ان ہستیوں کو بھی چھڑا لانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ شیخ السلام نے چونکہ آکسفورڈ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رکھی ہے اور پھر اس کا باپ جو السلام تحریک کا سربراہ تھا وہ اس سے پہلے ایک عرب

ملک کا سیکرٹ ایجنٹ بھی رہ چکا تھا اس لئے اس سے شیخ السلام نے بہت کچھ سیکھ رکھا تھا جو اپنی تحریک آزادی کو چلانے میں اس کے لئے انتہائی معاون ثابت ہو رہا تھا۔ ان سب کے باوجود وہ دیکھنے میں ایک انتہائی سیدھا سادا، شریف اور نہایت معصوم دکھائی دیتا ہے۔ مگر حقیقت میں وہ اسرائیلیوں کے لئے ایک ایسا عفریت ہے جس کی دہشت سے اسرائیل کی کئی ایجنسیاں لرزہ براندام ہیں اور شیخ السلام کا اسرائیل میں دہشت کا سکہ جما ہوا ہے۔ کئی اسرائیلی ایجنسیوں نے خفیہ طور پر فلسطین میں کام کیا تھا اور شیخ السلام کی تلاش میں زمین آسمان ایک کر دیا تھا لیکن شیخ السلام بھی تمہاری طرح سات پردوں میں چھپی ہوئی شخصیت ہے جس کے ایک نہیں کئی نام ہیں اور اسے اس کے ناموں سے پہچاننا مشکل ہی ناممکن بھی ہے۔ اس کا فیورٹ نام پرنس چلی ہی ہے جو ایک انتہائی معصوم، شریف النفس اور سیدھا سادا سا انسان ہے''...... عمران نے بلیک زیرو کو پرنس چلی کے بارے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''آپ کی طرح''...... بلیک زیرو نے مسکرا کر کہا۔

''ہاں ایسا ہی سمجھ لو''...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''اور آپ شاید وہ انسان ہیں جو پرنس چلی کی اصلیت جانتے ہیں''...... بلیک زیرو نے مسکرا کر کہا۔

''ہاں۔ جس طرح سے مجھے معلوم ہے کہ پرنس چلی ہی السلام ہے اسی طرح وہ کمبخت بھی جانتا ہے کہ میں کون ہوں''...... عمران

نے کراہ کر کہا تو بلیک زیرو بے اختیار اچھل پڑا۔

''کیا مطلب۔ کیا وہ آپ کو ایکسٹو کی حیثیت سے جانتا ہے''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اسرائیل کے خلاف کام کرتے ہوئے جب مجھ پر اس کی اصلی حیثیت ظاہر ہوئی تھی تو اتفاق سے اسی مشن کے دوران میں تم سے ایک غار میں چھپ کر لانگ ٹرانسمیٹر پر بات کر رہا تھا۔ ٹرانسمیٹر جدید تھا جس کی کال نہ کہیں کیچ ہو سکتی تھی اور نہ ہی کہیں سنی جا سکتی تھی لیکن اس ٹرانسمیٹر سے زیادہ السلام کے کان جدید اور تیز تھے وہ اسی غار کی ایک دراڑ میں چھپا ہوا تھا جس کے بارے میں مجھے علم نہیں ہو سکا تھا۔ میں چونکہ تم سے بے فکری سے باتیں کر رہا تھا اس لئے اس نے ہماری باتیں سن لیں۔ اس طرح اسے بھی علم ہو گیا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو میں ہی ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ کیا وہ قابل بھروسہ انسان ہے جسے آپ کے راز کا علم ہے''...... بلیک زیرو نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

''بے فکر رہو۔ مجھے شاید خود پر اور تمہیں اپنے آپ پر اتنا یقین نہیں ہو گا جتنا مجھے اس کی ذات پر ہے۔ یہ راز اس کے سینے میں دفن ہے جو کبھی باہر نہیں آ سکتا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

''اور یہ چڑیاں، جل پریاں اور چاند پریاں۔ یہ سب کیا ہے''۔

بلیک زیرو نے پوچھا۔

''وہ ہر خوبصورت لڑکی کو چاند پری سے تشبیہ دیتا ہے۔ جس طرح میرا کھالا جاد سیٹھ قاسم موٹی اور بھاری بھرکم لڑکیوں کو پسند کرتا ہے اور انہیں فل فلوٹیاں کہتا ہے اسی طرح سے پرنس چلی دبلی پتلی مگر خوبصورت لڑکیوں کا دیوانہ ہے۔ جہاں اسے کوئی دبلی پتلی اور خوبصورت لڑکی نظر آ جائے وہ اس پر ریشہ خطمی ہونا شروع ہو جاتا ہے لیکن اس کے باوجود پرنس چلی یہ معاملہ ہنسی مذاق تک محدود رکھتا ہے اگر اس کے کردار کے حوالے سے بات کی جائے تو وہ واقعی انتہائی شریف اور باکردار انسان ہے۔ وہ ایکسٹو کا بے حد قدر دان ہے۔ تم جب اسے بتاؤ گے کہ تم ہی ایکسٹو ہو تو وہ تمہارے سامنے چوں بھی نہیں کرے گا''...... عمران نے کہا۔

''کیا اسے معلوم ہے کہ سیکنڈ ایکسٹو کون ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں نے تمہیں بتایا تو ہے کہ اس نے ٹرانسمیٹر پر ہونے والی میری اور تمہاری باتیں سن لی تھیں''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا وہ میرے ساتھ کام کرے گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ اس کے کئی فائدے ہیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''کون سے فائدے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ایک تو وہ تمہارے ساتھ ہو گا تو تمہیں اس کی موجودگی میں میری کمی محسوس نہیں ہو گی۔ چاند پریوں کا معاملہ چھوڑ کر وہ تمہیں

شاید ہر موڑ پر ایسا ہی دکھائی دے جیسے اس کے روپ میں تمہارے ساتھ میں ہی ہوں۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ پرنس چلی کا فلسطین سمیت اسرائیل میں بے حد رسوخ ہے وہ انتہائی باخبر آدمی ہے۔ اسرائیل کا شاید ہی کوئی حصہ ایسا ہو جس کے بارے میں وہ نہ جانتا ہو اور پھر وہ ذہانت کے ساتھ ساتھ تنویر ایکشن کا بھی قائل ہے۔ ضرورت کے وقت وہ زبردست قسم کا ڈیشنگ ایجنٹ بن جاتا ہے اور موت کے منہ میں بھی چھلانگ لگانے سے نہیں چوکتا۔ اس کا تیسرا بڑا فائدہ تمہارے لئے یہ ہو گا کہ تم اس کی مدد سے اسرائیل میں موجود اس کے کئی گروپس کی بھی مدد لے سکتے ہو اور پرنس چلی تمہارے ساتھ مل کر ڈاگ ایجنسی اور بلیک ڈاگ کو تلاش کرنے میں زمین آسمان ایک کر سکتا ہے۔ فلسطین جانے کے بعد پرنس چلی تمہیں ہر ممکن طریقے سے اسرائیل میں داخل بھی کر سکتا ہے اور تمہیں ہر وہ چیز بہم پہنچا سکتا ہے جو اسرائیل میں تمہارے کام آ سکتی ہے جس میں ہر قسم کا اسلحہ، رہائش گاہ اور سفری سہولیات وغیرہ شامل ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تو پھر میں آج ہی روانہ ہو جاتا ہوں۔ اس سے پہلے کہ این ایکس ٹی کا فارمولا بلیک ڈاگ کے ہاتھوں سے نکل کر کہیں اور پہنچ جائے اور وہ اس فارمولے پر کام کرنا شروع کر دیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''نہیں اس فارمولے پر وہ اتنی جلدی کام نہیں کریں گے۔ اس

کے لئے پہلے انہیں کئی سائنس دانوں سے مشاورت کرنی پڑے گی
پھر وزیر اعظم اور پریذیڈنٹ سے اجازت بھی حاصل کرنی ہو گی اور
اس فارمولے کے تحت مشین بنانے کے لئے انہیں میگا بجٹ کی بھی
ضرورت پڑے گی اس لئے فوری طور پر اس بات کا خطرہ نہیں ہے
کہ وہ اس فارمولے پر کام کرنا شروع کر دیں۔ اگر واقعی ڈاگ
ایجنسی اسرائیلی ہی ہے تو پھر بھی جب تک تمام معاملات فائنل نہیں
ہو جاتے اس وقت تک بلیک ڈاگ فارمولے کی فائل اعلیٰ حکام
کے حوالے نہیں کرے گا“...... عمران نے کہا۔

”اب بھی کوئی شک ہے کہ ڈاگ ایجنسی اسرائیل کی نہیں
ہے“...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”شک تو شک ہی ہوتا ہے پیارے۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ
ڈاگ ایجنسی کا تعلق کسی اور ملک سے ہو اور بلیک ڈاگ نے اپنی
حفاظت کے لئے خفیہ طور پر اسرائیل میں سکونت اختیار کر رکھی ہو
اور اس کا کوئی چھوٹا موٹا ہیڈ کوارٹر اسرائیل میں بھی موجود ہو“۔
عمران نے کہا۔

”ہاں واقعی ایسا ہو سکتا ہے“...... بلیک زیرو نے عمران کی بات
کی تائید میں سر ہلا کر کہا۔

”تمہارا زیادہ فوکس گولڈن ایجنٹ گارج پر ہونا چاہئے۔ پاکیشیا
میں اسی نے کارروائی کی تھی اور اس کے بارے میں میرے پاس
جو معلومات موجود ہیں ان کے مطابق وہ اسرائیل سے ہی تعلق رکھتا

ہے اور اسرائیل کا ہی باشندہ ہے۔ وہ ہاتھ آ جائے تو تمہارے
دماغ کی تمام گتھیاں سلجھ جائیں گی“...... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے میں وہاں جا کر گارچ کی شہ رگ تک پہنچنے کی
کوشش کروں گا۔ وہ ہاتھ آ گیا تو میں خود ہی اس سے سب کچھ
اگلوا لوں گا“...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا
دیا۔ پھر وہ دونوں کافی دیر تک اسی موضوع پر ڈسکس کرتے رہے۔
عمران نے اس بار واقعی جیسے بلیک زیرو کو حتمی طور پر اکیلے اسرائیل
بھیجنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

کرنل سٹارم کا تعلق اسرائیل کی سُپر سیکرٹ سروس جی پی الیون سے تھا۔ جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ کی طرح اس کی سروس بھی انتہائی بادسائل اور فعال تھی۔ کرنل سٹارم اور اس کی سروس نے بھی اسرائیل کے مفادات کے لئے کافی کام کیا تھا جس کی وجہ سے اس کی سروس کو اعلیٰ حکام میں بے پناہ سراہا جاتا تھا اور اسے بھی کرنل ڈیوڈ کی طرح بے پناہ مراعات حاصل تھیں۔

کرنل سٹارم بے حد سخت گو، غصیلا اور نہایت چڑچڑا انسان تھ جو کسی سے سیدھے منہ بات کرنا جانتا ہی نہیں تھا۔ اس کی ناک پر ہر وقت غصہ دھرا رہتا تھا جس کی وجہ سے اس کے سامنے آ کر بات کرنے والا فوراً نروس ہو جاتا تھا اور جب کرنل سٹارم کا غصہ بڑھتا تھا تو پھر اس کے سامنے آنے والے کا دل ہی دھڑکنا بھول جاتا تھا۔

کرنل سٹارم کا اپنی سروس کے تمام ممبران پر بے حد رعب تھا اور وہ سب ہر وقت اس سے خائف رہتے تھے اور اس سے جب بھی بات کرتے تھے تو ڈر ڈر کر اور سہم سہم کر بات کرتے تھے۔

کرنل سٹارم اس وقت اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی تو کرنل سٹارم جو گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا جیسے یہ دیکھنا چاہتا ہو کہ سیٹی کی آواز کہاں سے آ رہی ہے۔ پھر اچانک اسے خیال آیا کہ یہ ٹرانسمیٹر کی سیٹی کی آواز ہے تو اس نے فوراً میز کی دراز کی جانب ہاتھ بڑھایا اور دراز کھول کر اس میں سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ سیٹی کی آواز ٹرانسمیٹر سے ہی نکل رہی تھی اور اس پر لگا ہوا ایک بلب بھی سپارک کر رہا تھا۔ کرنل سٹارم نے ایک بٹن پریس کیا تو نہ صرف ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز نکلنی بند ہو گئی بلکہ سپارک کرتا ہوا سرخ بلب بھی بجھ گیا اور اس کی جگہ ایک سبز بلب جل اٹھا۔

''یس۔ کرنل سٹارم چیف آف جی پی الیون ہیئر۔ کون ہو تم اور تم میرے ٹرانسمیٹر پر کیسے کال کر رہے ہو اوور''...... اَن نون فریکوئنسی دیکھ کر کرنل سٹارم نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں سکھ ریڈ لائن کا انچارج میجر فورسن بول رہا ہوں جناب۔ ہمارے پاس وائٹ لائن سے دو افراد آئے ہیں جو شدید زخمی ہیں۔ ان کے پاس کوئی شناخت نامہ نہیں ہے اور ان کا کہنا

ہے کہ وہ جی پی الیون سے متعلق ہیں۔ اوور''...... دوسری طرف
سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کون ہیں وہ دونوں اور اپنی شناخت بتائے بغیر وہ کیسے کہہ
رہے ہیں کہ ان کا تعلق جی پی الیون سے ہے۔ اوور''...... کرنل
شارم نے بری طرح سے غراتے ہوئے کہا۔

''ان کا کہنا ہے کہ ان کا وائٹ لائن کی دوسری طرف السلام
گروپ سے سامنا ہو گیا تھا جن سے انہوں نے فائٹ کی تھی جس
کے نتیجے میں یہ دونوں شدید زخمی ہو گئے تھے اور یہ بہت مشکل سے
ان سے جان بچا کر ریڈ لائن کی طرف آئے تھے۔ اوور''...... میجر
فورسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''نام بتاؤ ان دونوں کے اور کیا کنڈیشن ہے ان کی۔
اوور''...... کرنل شارم نے اسی انداز میں کہا۔

''ان میں سے ایک کا نام کیمران ہے اور دوسرے کا بروس۔ ہم
نے آپ کا نام استعمال کرنے پر اور ریڈ کراس سفید جھنڈے ساتھ
لانے کی وجہ سے انہیں وقتی اور فوری طبی امداد دے دی ہے۔ چار
گھنٹوں تک ان کی جان کو کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن اس سے زیادہ
کی میں کوئی گارنٹی نہیں دے سکتا ہوں۔ اوور''۔ میجر فورسن نے کہا۔

''کیا وہ دونوں ہوش میں ہیں۔ اوور''۔ کرنل شارم نے پوچھا۔

''بروس بے ہوش ہے جناب۔ البتہ کیمران ہوش میں ہے۔
اوور''...... میجر فورسن نے جواب دیا۔

''میری بات کراؤ اس سے۔ اوور''...... کرنل شارم نے کہا۔

''یس سر۔ ہولڈ آن پلیز۔ اوور''...... میجر فورسن نے کہا۔ ایک
لمحے کے بعد دوسرے طرف سے ایک اور آواز سنائی دی۔

''میں کیمران بول رہا ہوں چیف۔ اوور''...... دوسری طرف
سے ایک لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

''کوڈ بتاؤ۔ اوور''...... دوسری طرف سے کرنل شارم نے
غراہٹ بھرے انداز میں کہا۔

''جی پی ہنڈرڈ سکس تھری نائن۔ اوور''...... آواز آئی۔

''اوکے۔ کیا کنڈیشن ہے تمہاری اور اس حالت میں تم یہاں
کیوں آئے ہو۔ اوور''...... کرنل شارم نے سخت لہجے میں پوچھا۔

''میری اور بروس کی حالت کافی خراب ہے چیف۔ میں آپ
سے زیادہ بات نہیں کر سکتا ہوں۔ آپ فوراً ہمیں یہاں سے لے
جائیں۔ میرے پاس آپ کے لئے انتہائی اہم ترین اطلاع ہے۔
اوور''...... کیمران نے اہم ترین پر زور دیتے ہوئے کہا۔

''کیسی اطلاع۔ اوور''...... کرنل شارم نے پوچھا۔

''السلام کا پتہ چل گیا ہے۔ اوور''...... کیمران نے کہا اور اس
کی بات سن کر کرنل شارم بری طرح سے چونک پڑا۔

''کیا کہا۔ السلام کا پتہ چل گیا ہے۔ کون ہے وہ۔ کہاں ہے
وہ۔ اوور''...... کرنل شارم کی بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''یہ میں آپ مل کر بتاؤں گا چیف۔ بس میں آپ کو یہ بتانا

چاہتا تھا کہ میرے پاس السلام کے خلاف اہم اور ٹھوس ثبوت موجود ہیں جس سے اس کی شخصیت کا آسانی سے پتہ چلایا جا سکتا ہے۔ اوور''...... کیمران نے جواب دیا اس کے لہجے میں انتہائی نقاہت تھی جیسے وہ بے سوچے سمجھے بول رہا ہو۔

''اوہ اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میری میجر فورسن سے بات کراؤ۔ جلدی۔ فوراً۔ اوور''...... کرنل سٹارم نے جیسے اس بار انتہائی جوش بھرے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ میں میجر فورسن ہوں۔ اوور''...... چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے میجر فورسن کی آواز سنائی دی۔

''ان دونوں کے پاس اہم اطلاع ہے میجر۔ تم ان دونوں کا خصوصی طور پر خیال رکھو اور میرے آنے تک انہیں ہر حال میں زندہ رکھو۔ میں اپنے سپیشل ہیلی کاپٹر میں ایک گھنٹے تک تمہارے پاس پہنچ رہا ہوں۔ میں وہاں آ کر خود انہیں لے جاؤں گا۔ اوور''...... کرنل سٹارم نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ ٹھیک ہے سر۔ میں آپ کا انتظار کروں گا اور میں آپ کو بتا چکا ہوں میں نے انہیں فوری طبی امداد دے دی ہے۔ یہ دو سے چار گھنٹے سیف ہیں۔ اوور''...... میجر فورسن نے جواب دیا۔

''گڈ شو۔ گڈ شو۔ میں بس پہنچ رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل''۔ کرنل سٹارم نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔

کیمران وہ فارن ایجنٹ تھا جو فلسطین میں جی پی الیون کے

لئے فارن ایجنٹ کا کام کرتا تھا۔ کرنل سٹارم نے جی پی الیون سے چیدہ چیدہ ایجنٹوں کو فلسطین بھیج رکھا تھا جو وہاں خفیہ طور پر رہتے تھے اور فلسطینی جنگ آزادی کی تحریکوں کے بارے میں اسے آگاہ کرتے تھے اور پھر موقع ملنے پر وہ جنگ آزادی کے لیڈروں کو نہایت خاموشی سے ختم بھی کر دیتے تھے۔ کرنل سٹارم نے ان دنوں فارن ایجنٹوں کو فلسطینی جنگ آزادی کی سب سے بڑی تحریک السلام کے پیچھے لگا رکھا تھا تاکہ وہ کسی طرح سے اس تحریک کے سربراہ کو تلاش کر سکیں جس کا اصل نام بھی السلام ہی تھا۔

تحریکِ السلام دن بدن فلسطین میں ایک بڑی طاقت بن کر ابھر رہی تھی۔ اس کے سربراہ کے بارے میں جاننے کے لئے کئی اسرائیلی ایجنسیاں کام کر رہی تھیں لیکن ان میں سے کوئی بھی آج تک یہ نہیں جان سکا تھا کہ السلام کا سربراہ کون ہے اور وہ کہاں سے السلام نامی تحریک کو کنٹرول کرتا ہے۔ اس کے علاوہ السلام نامی تحریک کا ایک گروپ ایسا بھی تھا جو دھڑلے کے ساتھ اسرائیل میں داخل ہو جاتا تھا اور اسرائیل میں اس قدر تیز اور خوفناک کارروائیاں کرتا تھا کہ اسرائیلی ایجنسیاں اس کے پیچھے بھاگتی ہی رہ جاتی تھیں اور وہ اپنے کام پورے کر کے وہاں سے نکل جاتا تھا۔ اسرائیلی ایجنسیوں کو آج تک اس بات کا بھی علم نہیں ہو سکا تھا کہ السلام کا گروپ کن راستوں سے اسرائیل میں داخل ہوتا ہے اور کامیابیاں حاصل کرنے کے بعد کن ذرائع سے واپس چلا جاتا

ہے۔ السلام تحریک کے شدت پسند گروپ نے زیادہ تر کرنل سٹارم کی سروس جی پی الیون کو ہی نقصان پہنچایا تھا اور ان کے ہاتھوں کرنل سٹارم کے کئی نامور ایجنٹ ہلاک ہو گئے تھے جس کی وجہ سے کرنل سٹارم تحریک السلام اور اس کے سربراہ سے انتہائی نفرت کرتا تھا۔ اس کا بس نہیں چلتا تھا کہ وہ السلام تحریک کو اس کے سربراہ سمیت زندہ دفن کر دے۔

جی پی الیون کے چند ٹاپ ایجنٹوں نے السلام تحریک کے کئی نامور افراد کو ٹریس کر کے انہیں ان کے انجام تک بھی پہنچایا تھا لیکن لاکھ کوششوں کے باوجود انہیں اس بات کا علم نہیں ہوا تھا کہ السلام اصل میں ہے کون۔ کرنل سٹارم کو بتایا گیا تھا کہ السلام نامی شخص السلام تحریک کے ہر ایک شخص کے اندر چھپا ہوا ہے جسے تلاش کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن تھا۔ لیکن اس کے باوجود کرنل سٹارم ہار ماننے والوں میں سے نہیں تھا وہ پوری شد و مد سے اس جستجو میں لگا رہتا تھا کہ ایک نہ ایک روز وہ ضرور السلام تک پہنچ جائے گا اور جس دن السلام اس کے ہاتھ لگ گیا اس روز اس کے ختم ہوتے ہی السلام تحریک کا بھی نام و نشان مٹ جائے گا۔ اسی مقصد کے لئے اس نے کیمران اور اس جیسے کئی ٹاپ ایجنٹوں کو خفیہ طور پر فلسطین بھیج رکھا تھا جو مسلسل اور ہر وقت السلام کی تلاش میں لگے رہتے تھے اور اپنی کوششوں سے السلام تحریک کے دوسرے نمائندوں کو بھی نقصان پہنچاتے رہتے تھے۔ ٹرانسمیٹر آف کر کے

اس نے میز پر رکھا اور گہرے خیالوں میں کھو گیا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر انٹرکام کا بٹن پریس کر دیا۔

”یس سر“...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے اس کی پرسنل لیڈی سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”گریک سے کہو کہ وہ فوری طور پر ہیلی کاپٹر تیار کرے۔ مجھے اس کے ساتھ سرحدی پٹی کی طرف جانا ہے“...... کرنل سٹارم نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ میں کہہ دیتی ہوں“...... لیڈی سیکرٹری نے سہمے ہوئے انداز میں کہا اور کرنل سٹارم نے انٹرکام کا بٹن آف کر دیا۔

”سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ کیمران اور بروس اس طرح اچانک فلسطین سے کیوں بھاگ آئے ہیں۔ ان کے پاس تحریک السلام کا ایسا کون سا ثبوت ہے جس کی وجہ سے السلام کے جلاد ان کے پیچھے لگ رہے تھے۔ میجر فورسن کہہ رہا ہے کہ ان کے پاس کوئی سامان بھی نہیں ہے“...... کرنل سٹارم نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ کافی دیر سوچتا رہا پھر لیڈی سیکرٹری نے جب اسے اطلاع دی کہ ہیلی کاپٹر تیار ہے تو کرنل سٹارم فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور وہ اپنے آفس سے نکلتا چلا گیا۔

کچھ ہی دیر میں وہ ایک تیز رفتار اور جدید ہیلی کاپٹر میں سرحدی پٹی کی طرف اُڑا چلا جا رہا تھا۔ آدھے گھنٹے کے بعد اس کا ہیلی کاپٹر سرحدی پٹی سے ایک کلومیٹر پہلے ایک بیس کیمپ میں ایک ہیلی

بیڈ پر اترا تو ایک ادھیڑ عمر میجر نے اس کا پرتپاک انداز میں استقبال کیا جو بیس کیمپ اور سرحدی پٹی پر تعینات رینجرز کا انچارج فورسن تھا۔

میجر فورسن، کرنل سٹارم کے سامنے بچھا جا رہا تھا وہ انتہائی خوشامد پسند تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کرنل سٹارم کے راستے پر قالین بن کر بچھ جائے اور کرنل سٹارم اس پر قدم رکھتا ہوا بڑھتا جائے۔

''کہاں ہیں وہ دونوں''...... کرنل سٹارم نے اس سے مخاطب ہو کر پوچھا اس کے لہجے میں وہی غراہٹ اور کرختگی تھی جو اس کے بولنے کا مخصوص انداز تھا۔

''میں نے ان دونوں کو ایک خصوصی بیرک میں رکھا ہوا ہے سر۔ دونوں نہتے اور زخمی ہیں لیکن اس کے باوجود میں ان کی سخت نگرانی کرا رہا ہوں''۔میجر فورسن نے اسی طرح خوشامدانہ انداز میں کہا۔

''ان کی حالت زیادہ خراب تو نہیں ہے''...... کرنل سٹارم نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے پوچھا۔

''حالت تو ان کی کافی خراب ہے سر۔ ان میں سے ایک بے ہوش ہو چکا ہے۔ دوسرا قدرے ہوش میں ہے۔ طاقت کے انجکشن لگانے اور مرہم پٹیاں کرنے کے باوجود ان کی حالت تشویشناک ہوتی جا رہی ہے۔ انہیں جلد سے جلد کسی ہسپتال میں لے جانا ہو گا اور جب تک انہیں خون کی بوتلیں نہیں لگیں گی ان کی حالت ٹھیک

ل ہو گی''...... میجر فورسن نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا ان میں سے کوئی مجھ سے بات نہیں کر سکے گا''...... کرنل سٹارم نے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔

''کیمران ہوش میں تھا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ابھی ہوش میں ہو اور آپ کے سوالوں کے جواب دے دے''...... میجر فورسن نے کہا تو کرنل سٹارم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ میجر فورسن اسے لے کر ایک بیرک کی طرف آ گیا جس کے چاروں طرف مسلح افراد تعینات تھے۔ بیرک کے دروازے پر تالا لگا ہوا تھا۔ میجر فورسن جب کرنل سٹارم کو لے کر بیرک کے پاس آیا تو ان تمام مسلح افراد کی ایڑیاں بج اٹھیں۔ میجر فورسن کے اشارے پر ایک رینجر آگے بڑھا اور اس نے بیرک کے دروازے کا تالا کھول کر دروازہ اندر کی طرف دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔

''آئیں سر''...... میجر فورسن نے کہا تو کرنل سٹارم نے اثبات میں سر ہلایا اور وہ بیرک میں داخل ہو گئے۔ بیرک میں دو پلنگ پڑے تھے جن پر دو افراد سفید پٹیوں میں لپٹے پڑے تھے۔ ان کی پٹیاں جگہ جگہ سے سرخ ہو رہی تھیں اور وہ دونوں ہی بے سدھ پڑے تھے۔ بیرک کے اندر بھی ان دونوں کے سروں پر دو مسلح افراد بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ انہیں اندر آتے دیکھ کر ان کی بھی ایڑیاں بج اٹھیں۔

بلیک زیرو نے عمران کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے فلسطین
جانے کی تیاری کرنی شروع کر دی۔ اپنے تمام سفری کاغذات تیا
کر وہ فلسطین جانے کے لئے تیار ہو گیا۔ عمران نے اسے دانش
منزل سے ہی الوداع کیا اور بلیک زیرو مخصوص میک اپ کر کے
دانش منزل سے نکل کر ایئر پورٹ کی جانب روانہ ہو گیا۔

ایئر پورٹ سے وہ ایک خصوصی پرواز کے ذریعے کموڈیا۔ کموڈ
سے کرونا اور پھر وہاں سے ہوتا ہوا وہ بحرالکاہل کے شمالی کنارے
موجود ایک یالٹو نامی جزیرے میں پہنچ گیا۔ یالٹو جزیرے پر دنیا بھ
سے فلسطین کے لئے سامان پہنچایا جاتا تھا جہاں اسرائیلی اس سا
کی باقاعدہ چیکنگ کرتے تھے اور پھر وہ مخصوص سامان اپنی نگر
میں فلسطین کے ساحل تک پہنچاتے تھے۔ فلسطینی ساحل پر بھی زیا
تر اسرائیل کا ہی ہولڈ تھا۔ فلسطینیوں کو ساحل سے دور رکھا جاتا

اور ان کا سامان کاٹھ کباڑ کی طرح پھینک دیا جاتا تھا اور اس طرح
ان میں سے بہت سی اشیاء ضائع ہو جاتی تھیں لیکن بھلا اس سے
اسرائیلیوں کی صحت پر کیا اثر پڑتا تھا۔ وہ سامان ساحل پر پھینکتے اور
پھر وہ ایک مخصوص حد تک پیچھے ہٹ جاتے تاکہ فلسطینی وہاں آ کر
سامان اٹھا کر لے جا سکیں۔

بلیک زیرو یالٹو جزیرے پر ایک اسمگلر کے ذریعے پہنچا تھا اور پھر
وہ اپنی کوششوں سے ان لانچوں تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا جن
میں فلسطینیوں کے لئے سامان لے جایا جاتا تھا۔ وہاں ایک لانچ
سے سامان اَن لوڈ کیا جا رہا تھا تو بلیک زیرو اس لانچ میں آ گیا اور
پھر وہ سامان اٹھانے والے مزدوروں میں شامل ہو گیا اور لانچ سے
سامان نکال نکال کر ساحل کے کنارے تک پہنچانا شروع ہو گیا۔
وہاں چونکہ ایک ساتھ کئی لانچیں اور موٹر بوٹس آتی تھیں اس لئے
وہاں مزدوروں کی کثیر تعداد ہوتی تھی۔ بلیک زیرو سامان ڈھوتے
ڈھوتے ایک جگہ بوریوں کے ڈھیر میں چھپ گیا اور جب اسرائیلی
ساحلی کنارے سے دور ہٹ گئے اور فلسطینیوں کو اپنا سامان اٹھانے
کا موقع ملا تو وہ اپنے کنٹینر اور دوسری لوڈر گاڑیاں لے کر اس
طرف آ گئے۔ سامان کے پاس فلسطینیوں کا مجمع سا لگ گیا تھا۔
بلیک زیرو کے لئے اس مجمعے میں شامل ہونا آسان تھا۔ وہ بوریوں
کے پیچھے سے نکلا اور اس مجمعے میں شامل ہو گیا اور پھر وہ ایک لوڈر
میں سوار ہو گیا جو فلسطین کی طرف واپس جا رہا تھا۔

بلیک زیرو کے لئے یہ سفر کٹھن اور صبر آزما ضرور تھا لیکن وہ ہمت ہارنے والوں میں سے نہیں تھا۔ لوڈر جب شہر میں داخل ہوا تو بلیک زیرو ایک چوراہے پر لوڈر سے نکل کر باہر آ گیا۔ اس کا لباس ایسا تھا کہ اسے کوئی بھی نہیں پہچان سکتا تھا کہ وہ باہر کی کسی دنیا سے آیا ہے۔ وہاں مزدور پیشہ افراد تقریباً ایسے ہی لباس پہنتے تھے جیسا بلیک زیرو نے پہن رکھا تھا۔

بلیک زیرو نے سڑک پر دوڑتی ہوئی ایک ٹیکسی رکوائی۔ ڈرائیور نے ٹیکسی روک کر اسے سر سے پاؤں تک دیکھا۔

''کہاں جانا ہے''...... ڈرائیور نے پوچھا۔

''ناٹر کلب''...... بلیک زیرو نے کہا۔ اسے عمران نے بتایا تھا کہ پرنس چلی سے ملاقات کے لئے اسے ناٹر کلب میں جانا ہو گا۔ پرنس چلی اسے وہیں ملے گا۔

''ناٹر کلب۔ وہ جو ابو جعفر روڈ پر ہے''...... ٹیکسی ڈرائیور نے چونک کر کہا۔

''ہاں''...... بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''تین سو درہم دے سکتے ہو''...... ٹیکسی ڈرائیور نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں دے دوں گا۔ تم چلو''...... بلیک زیرو نے کہا اور ٹیکسی کا پچھلا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔ بلیک زیرو کو تین سو درہم پر مانتے دیکھ کر ٹیکسی ڈرائیور کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی۔ وہ اسے ایک

عام سا مزدور سمجھ رہا تھا اس لئے اس نے اس کا حلیہ دیکھ کر یہ سمجھا تھا کہ وہ اسے تین سو درہم ادا نہیں کر سکے گا۔ بلیک زیرو کے بیٹھتے ہی اس نے ٹیکسی آگے بڑھا دی تھی۔ وہ بیک ویو مرر سے مسلسل اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

''شکل صورت اور لباس سے تو کوئی مزدور دکھائی دیتے ہو''...... ٹیکسی ڈرائیور نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں میں مزدور ہی ہوں۔ کیوں کوئی اعتراض ہے تمہیں''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''نہیں۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ لیکن تم مزدور ہو اور ناٹر جیسے مہنگے ترین کلب جا رہے ہو اس پر مجھے حیرانی ضرور ہے۔ کیا وہاں گیم کھیلنے جا رہے ہو''...... ڈرائیور نے پوچھا۔

''ضروری تو نہیں ہے کہ ہر کوئی وہاں گیم ہی کھیلنے جائے۔ کوئی اور بھی تو کام ہو سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے منہ بنا کر کہا۔

''کون سا کام۔ وہاں تو شراب نوشی، جوا اور منشیات کے سوا کچھ ہوتا ہی نہیں ہے۔ وہاں ناٹر نامی یہودی کی اجارہ داری ہے جو انتہائی بے رحم، سفاک اور شیطان صفت انسان ہے۔ جس سے ہم جیسے لوگ تو دور ہی رہتے ہیں''...... ٹیکسی ڈرائیور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں وہاں ایسا کوئی کام نہیں کرنے جا رہا سمجھے تم۔ وہاں میرا ایک بھائی ویٹر ہے۔ مجھے اس سے کام ہے''...... بلیک زیرو نے

اس سے جان چھڑانے والے انداز میں کہا۔

"اوہ اچھا۔ میں کچھ اور سمجھا تھا۔ پھر بھی تمہارے بھائی کو اس جیسے گھٹیا اور برے آدمی کے پاس کام نہیں کرنا چاہئے۔ اس سے اچھا ہے کہ وہ تمہاری طرح کہیں محنت مزدوری کر لے یا میری طرح ٹیکسی چلا کر گزارا کر لے۔ اس بدمعاش کے پاس نوکری کرنا بھی میرے نزدیک سب سے بڑی برائی ہے"...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔ وہ شاید ناٹر نامی شخص سے ضرورت سے زیادہ ناراض تھا شاید وہ یہودی تھا اس لئے۔ فلسطین میں یہودیوں کی بھی کوئی کمی نہیں تھی جن کے بڑے بڑے کاروبار تھے۔ فلسطین میں چونکہ کام کی کمی تھی اس لئے اپنا اور اپنے خاندان کا پیٹ پالنے کے لئے مجبوراً فلسطینیوں کو ان کے پاس بھی کام کرنا پڑتا تھا۔

"مجھے تم پر اس لئے شک ہوا تھا کہ یہاں سے ناٹر کلب کا فاصلہ تین کلو میٹر ہے جہاں تک کا کرایہ صرف بیس درہم ہوتا ہے اور تم تین سو درہم پر مان گئے"...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

"مجھے اپنے بھائی سے فوراً ملنا تھا۔ سڑک پر کوئی اور ٹیکسی نہیں تھی تمہاری بات نہ مانتا تو کیا کرتا"...... بلیک زیرو نے کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں اس نے ٹیکسی ایک کمرشل پلازہ کے سامنے روک دی۔ یہ عمارت کافی بلند و بالا تھی۔ سامنے گراؤنڈ فلور پر ایک بڑا نیون سائن لگا ہوا تھا جس پر جلی حروف میں ناٹر کلب لکھا ہوا تھا۔

بلیک زیرو نے سائن بورڈ دیکھ کر جیب سے تین سو درہم نکال کر اس کی طرف بڑھا دیئے۔ وہ اپنے ساتھ یہاں کی کرنسی لانا نہیں بھولا تھا۔

"ارے ارے۔ تم تو سچ مچ مجھے تین سو درہم دے رہے ہو۔ میں نے تو مذاق کیا تھا۔ یہ لو۔ میں حرام کھانے کا عادی نہیں ہوں۔ یہاں تک کے میں جائز بیس درہم ہی لوں گا۔ نہ اس سے زیادہ اور نہ اس سے کم"...... ڈرائیور نے کہا اور اس نے دو سو درہم بلیک زیرو کو واپس لوٹا دیئے اور ساتھ ہی جیب سے اسی درہم نکال کر اور اسے دے دیئے۔ بلیک زیرو جانتا تھا کہ فلسطینی اپنی خود اعتمادی اور خود انحصاری پر یقین رکھتے ہیں اور وہ جائز منافع کمانے کے سوا ایک پیسہ بھی نہیں لیتے اس لئے اس نے خاموشی سے اس سے باقی رقم لی اور اپنی جیب میں ڈال کر اس کا شکریہ ادا کرتا ہوا ٹیکسی سے اتر گیا۔

ٹیکسی سے اتر کر وہ سامنے موجود کلب کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ کلب کے مین دروازے سے داخل ہو کر وہ جب ہال میں داخل ہوا تو ہال میں شراب اور منشیات کی بو سے اس کا دماغ گھوم گیا۔ وہاں تقریباً ہر طبقے کے افراد موجود تھے۔ اس کلب میں فلسطینیوں کی تعداد کم اور فلسطین میں رہنے والے یہودیوں کی تعداد زیادہ تھی۔ اس کلب میں کام کرنے والے افراد بھی زیادہ تر یہودی ہی تھے۔ عمران نے اسے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ پرنس چلی نے جان بوجھ کر

فلسطین میں موجود یہودیوں پر اپنا رعب جمانے کے لئے یہ کلب کھول رکھا ہے اور وہ چونکہ ان یہودیوں سے معلومات حاصل کرتا ہے۔ اور یہ کام اس کلب میں آسانی سے ہو جاتا تھا۔ یہودی شراب، منشیات اور لڑکیوں کے نشے میں بہت کچھ بک جاتے تھے۔ اس کام کے لئے پرنس چلی نے کلب میں زیادہ اسٹاف خوبصورت لڑکیوں کا ہی رکھا ہوا تھا جو کلب میں آنے والے ہر شخص کے گرد رنگین تتلیوں کی طرح منڈلاتی رہتی تھیں۔

سامنے ایک بڑا سا کاؤنٹر تھا جہاں تین خوبصورت لڑکیاں موجود تھیں اور لیڈی ویٹرز کو کلب میں آنے والوں کو شراب اور دوسرے لوازمات سرو کر رہی تھیں۔ ان میں ایک بھی مرد نہیں تھا۔ بلیک زیرو کاؤنٹر کے اس کونے کی طرف بڑھا جہاں ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔

"فرمائیں۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... نوجوان نے بلیک زیرو کو ٹیکسی ڈرائیور کی طرح سر سے پاؤں تک دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے ناٹر سے ملنا ہے"...... بلیک زیرو نے قدرے آہستہ آواز میں کہا۔

"ناٹر سے۔ کیوں۔ کیا کام ہے اس سے"...... نوجوان نے چونک کر اور انتہائی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اس سے کہو کہ پرنس آف ڈھمپ کا مہمان آیا ہے"۔ بلیک

زیرو نے کہا تو پرنس آف ڈھمپ کا سن کر نوجوان بری طرح سے چونک پڑا۔ اس نے ایک بار پھر غور سے بلیک زیرو کی طرف دیکھا پھر جیسے اس نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔

"آپ کلب سے باہر جا کر دائیں طرف سے ہوتے ہوئے سیڑھیوں کے پاس چلے جائیں۔ میں وہاں ملتا ہوں آپ سے"۔ نوجوان نے آہستگی سے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور ادھر ادھر دیکھے بغیر تیز تیز چلتا ہوا ہال سے باہر نکل گیا۔ باہر جا کر وہ دائیں طرف مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا ایک طرف موجود سیڑھیوں کے پاس آ گیا۔ یہ سیڑھیاں اوپر کی بلڈنگ کی طرف جا رہی تھیں۔ بلیک زیرو سیڑھیوں کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد کاؤنٹر مین وہاں آ گیا۔

"کیا آپ پاکیشیا سے آئے ہیں"...... کاؤنٹر مین نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں"...... بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"اوکے۔ آئیں میرے ساتھ"...... نوجوان نے کہا اور وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ بلیک زیرو بھی اس کے ساتھ ہو لیا۔ وہ دونوں سیڑھیاں چڑھتے ہوئے فرسٹ فلور پر آ گئے۔ یہ عمارت کا ایک الگ حصہ تھا۔ اوپر ایک راہداری تھی جس کے آخر میں ایک کمرہ تھا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ وہ دونوں دروازے کے پاس آ کر رک گئے۔

''دروازہ کھول کر اندر چلے جاؤ''...... کاؤنٹر مین نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے ہینڈل پکڑ کر گھمایا اور دروازہ اندر کی طرف دھکیلا تو دروازہ کھل گیا اور بلیک زیرو اندر داخل ہو گیا۔

یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا جو خالی تھا۔ کمرے میں کوئی سامان موجود نہیں تھا۔ بلیک زیرو کمرے میں داخل ہو کر حیرت سے ادھر ادھر دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک اسے پیچھے دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی وہ تیزی سے مڑا لیکن اس وقت تک دروازہ بند ہو چکا تھا۔

کمرے کا فرش پختہ تھا اور کمرے کی دیواروں پر ربڑ کی موٹی چادریں چڑھی ہوئی تھیں۔ جس سے پتہ چلتا تھا کہ کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف ہے۔ کمرے میں اس دروازے کے سوا کوئی راستہ نہیں تھا جس سے بلیک زیرو اندر آیا تھا۔ اس کمرے میں کوئی کھڑکی بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

''یہ مجھے کہاں لایا گیا ہے''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے اچانک سامنے دیوار میں سرر کی آواز کے ساتھ دروازے نما ایک خلاء سا بنا اور وہاں سے ایک لمبا تڑنگا اور دیو قامت سیاہ فام اچھل کر باہر آ گیا۔ اس سیاہ فام کا ڈیل ڈول اور اس کا مضبوط جسم اس بات کا غماز تھا کہ وہ انتہائی طاقتور اور لڑاکا قسم کا انسان ہے۔ اسے دیکھ کر بلیک زیرو کو ایسا لگا جیسے اس

کے سامنے اچانک جوانا آ گیا ہو۔ سیاہ فام کا چہرہ البتہ جوانا سے مختلف تھا ورنہ ڈیل ڈول اور طاقت میں وہ جوزف اور جوانا جیسا ہی لگ رہا تھا۔ سیاہ فام دروازے سے نکل اس سے کچھ فاصلے پر ٹانگیں پھیلا کر کھڑا ہو گیا اور سرخ سرخ آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا۔

''کون ہو تم''...... بلیک زیرو نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ میرا غلام ہے۔ کروشو''...... اچانک اسی خلاء سے ایک نوجوان نے باہر آتے ہوئے کہا۔ نوجوان بے حد پرکشش شخصیت کا مالک تھا۔ اس نے ہلکے گرے کلر کا سوٹ پہن رکھا تھا جس میں وہ بے حد جاذب نظر دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ کے ساتھ بے پناہ شوخی دکھائی دے رہی تھی۔ پہلی نظر میں نوجوان بلیک زیرو کو بالکل عمران جیسا ہی دکھائی دیا تھا۔ اس کا قد کاٹھ اس کا شوخ چہرہ اور اس کے بولنے کا انداز بالکل عمران جیسا تھا۔ لیکن اس کی شکل اور اس کی آنکھوں میں بے حد فرق تھا۔ اس نوجوان کی آنکھیں نیلی اور ایکریمین نژاد افراد جیسی تھیں۔

''اور تم''...... بلیک زیرو نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میرے سینکڑوں نام ہیں۔ کون سا بتاؤں''...... نوجوان نے آگے بڑھتے ہوئے بڑے شوخ انداز میں کہا۔

"جو تمہارا اصل نام ہے وہ بتا دو"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہاں مجھے لوگ ناٹر دی گریٹ کے نام سے جانتے ہیں۔ کچھ لوگ مجھے بلیک کوبرا کہتے ہیں جو انڈر ورلڈ کا ایک بہت بڑا عفریت ہے۔ اسرائیل میں مجھے ڈینجر کنگ بھی کہا جاتا ہے اور راسکل کنگ بھی"......نوجوان نے اسی انداز میں کہا۔

"مجھے پی او ڈی نے بھیجا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں کیسے مان لوں کہ تمہیں پی او ڈی نے بھیجا ہے۔ پی او ڈی کس کا مخفف ہے۔ جانتے ہو"......نوجوان نے پوچھا۔

"پرنس آف ڈھمپ"...... بلیک زیرو نے کہا تو نوجوان کے چہرے پر قدرے اطمینان آ گیا۔

"پرنس نے ایک کوڈ کا بھی بتایا تھا"......اس نے کہا۔

"ایکسٹو"...... بلیک زیرو نے جواب دیا اور نوجوان بے اختیار اچھل پڑا۔

"ارے باپ رے۔ اتنا بڑا نام لے کر کیوں میرا خون خشک کر رہے ہو"......نوجوان نے اس طرح سے اچھل کر کہا جیسے بلیک زیرو نے اس کے سر پر ہتھوڑا مار دیا ہو۔

"یہ نام نہیں کوڈ ہے"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوڈ بھی بڑا ڈراؤنا ہے۔ بہرحال یہاں تک پہنچنے میں کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا"......نوجوان نے کہا۔

"نہیں۔ وقت ضرور لگا ہے مگر تم تک پہنچ ہی گیا ہوں"۔ بلیک

زیرو نے کہا۔

"پھر تو تم میرا اصلی نام بھی جانتے ہو گے"......نوجوان نے کہا۔

"کون سا نام السلام یا پرنس چلی"...... بلیک زیرو نے کہا وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ پرنس چلی ہی ہے وہ اس سے مطمئن ہونے کے لئے یہ سب پوچھ رہا تھا تاکہ وہ یہ جان سکے کہ اس کے پاس جو آیا ہے وہ اصلی ہی ہے یا کوئی اور۔

"بس بس۔ کافی ہے"...... پرنس چلی نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے بلیک زیرو کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

"میرا خیال ہے کہ باتیں بعد میں ہوں گی پہلے ہاتھ ملا لیتے ہیں اور بغلگیر ہو جاتے ہیں تاکہ میل ملاپ والی رسمیں پوری ہو جائیں"...... پرنس چلی نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا اور اس نے نہ صرف پرنس چلی سے ہاتھ ملایا بلکہ پرنس چلی اس سے زبردستی بغلگیر ہو گیا۔

"بڑی سخت جان بنا رکھی ہے تم نے"...... پرنس چلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم بھی کم نہیں ہو۔ تمہارا بھی اچھا اور مضبوط جسم ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے تمہاری ساری زندگی اسی طرح سے لڑائی بھڑائی میں ہی گزری ہو"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ تو ہے"...... پرنس چلی نے کہا پھر اچانک وہ ہو گیا جس کی

بلیک زیرو کو توقع بھی نہیں تھی۔ پرنس چلی نے اچانک بلیک زیرو کا ہاتھ پوری قوت سے اپنی طرف کھینچا اور ساتھ ہی ایڑیوں کے بل گھوم گیا۔ بلیک زیرو جھٹکا کھا کر اس کی طرف بڑھا تو پرنس چلی نے اچانک اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ وہ چونکہ ایڑیوں کے بل گھوم گیا تھا اس لئے بلیک زیرو جھٹکا کھا کر تیزی سے اس طرف بڑھتا چلا گیا جس طرف سیاہ فام کروشو کھڑا تھا۔ اس سے پہلے کہ بلیک زیرو سنبھلتا وہ جیسے ہی کروشو کے پاس پہنچا اسی لمحے کروشو بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور اس نے اچھلتے ہی کسی لٹو کی طرح گھومتے ہوئے اپنی ایک ٹانگ اٹھا کر بلیک زیرو کے سینے پر مار دی۔ بلیک زیرو اس کے لئے تیار نہیں تھا لیکن جیسے ہی کروشو نے اچھل کر اس کے سینے پر ٹانگ مارنی چاہی بلیک زیرو بجلی کی سی تیزی سے پلٹا کھا گیا اور وہ کروشو کے دائیں طرف سے نکلتا چلا گیا۔ کروشو سیدھا ہوا اور اس نے اچھل کر دونوں ہاتھوں سے بلیک زیرو کو جھپٹ کر پکڑنا چاہا لیکن بلیک زیرو فوراً مارشل آرٹ کا بہترین مظاہرہ کرتے ہوئے غچہ دے کر اس کے پہلو کے پاس سے گزر گیا۔

”گڈ شو۔ رئیلی گڈ شو۔ یہ ہوئی نا بات“...... بلیک زیرو کو اس طرح کروشو سے بچتے دیکھ کر سائیڈ میں کھڑے پرنس چلی نے تالی بجاتے ہوئے کہا۔ بلیک زیرو نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ اس کی نظریں سیاہ فام کروشو کی جانب جمی ہوئی تھیں جو اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں قدرے

حیرت کا بھی عنصر دکھائی دے رہا تھا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ اس کے اچانک حملے سے کوئی اس طرح بھی خود کو بچا سکتا ہے۔ اسی لمحے کروشو نے ایک زوردار چیخ ماری اور وہ اچانک اچھل کر بلیک زیرو کی طرف آیا۔ اس نے پوری قوت سے بلیک زیرو پر مارشل آرٹ کے انداز میں حملہ کرنے کے لئے ہوا میں گھوم کر ٹانگیں مارنے کی کوشش کی لیکن بلیک زیرو چند قدم پیچھے ہٹا اور اس نے دونوں ہاتھ کروشو کی جڑی ہوئی ٹانگوں پر مار دیئے۔ کروشو کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ الٹی قلابازی کھانے والے انداز میں گھوم گیا۔ اسی لمحے بلیک زیرو کی ٹانگ چلی اور کروشو چیختا ہوا چکنے فرش پر گرا اور فرش پر گھسٹتا ہوا پیچھے دیوار سے ٹکرایا۔

”یہ سب کیا ہے“...... بلیک زیرو نے پرنس چلی کی جانب دیکھتے ہوئے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

”تمہارا امتحان“...... پرنس چلی نے بغیر کسی تردد کے کہا۔

”میرا امتحان۔ کیا مطلب۔ کیسا امتحان“...... بلیک زیرو نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ پرنس آف ڈھمپ نے میرے پاس جس آدمی کو بھیجا ہے اس میں کتنا دم خم ہے اور کیا وہ واقعی اس قابل ہے کہ میں اس کے ساتھ کام کر سکوں“...... پرنس چلی نے کہا تو بلیک زیرو غرا کر رہ گیا۔ اسی لمحے کروشو اٹھا اور وہ بری طرح سے دھاڑتا ہوا ایک بار پھر بلیک زیرو پر جھپٹا۔ اس بار اس نے بھاگ

کر بلیک زیرو کی طرف آتے ہوئے اس کے سینے پر زور دار ٹکر مارنے کی کوشش کی تھی لیکن بلیک زیرو فوراً ایڑیوں کے بل گھوم کر ایک طرف ہوگیا اور کروشو اس کے نزدیک سے گزرتا ہوا جیسے ہی کچھ آگے گیا اسی لمحے بلیک زیرو نے ایک بار پھر اس کی پشت پر زور دار ٹانگ مار دی۔ انتہائی جسیم اور طاقتور کروشو اچھلا اور پھر قلابازی کھانے والے انداز میں فرش پر گرا اور فرش پر پھسلتا چلا گیا لیکن اس بار وہ دیوار سے نہیں ٹکرایا تھا۔ اس نے گھسٹتے گھسٹتے خود کو سنبھالا اور پھر اٹھتے ہی وہ اچانک ہاتھوں اور پیروں کے بل الٹی قلابازیاں کھاتا ہوا بلیک زیرو کی جانب آیا۔ بلیک زیرو نے اسے قلابازیاں کھا کر اپنی طرف آتے دیکھا تو وہ بھی اچھلا اور پھر وہ بھی قلابازی کھاتا ہوا کروشو کے عین اوپر سے گزرتا چلا گیا۔ کروشو کے اوپر سے گزرتے ہوئے اس نے دونوں ہاتھ کھول کر تالی بجانے والے انداز میں کروشو کے سر پر جوجستو کے انداز میں مارے۔ کروشو کے منہ سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ دھب سے وہیں گر گیا۔ بلیک زیرو گھومتا ہوا اس سے کچھ فاصلے پر پیروں کے بل آ کھڑا ہوا۔

جیسے ہی اس کے پیر زمین سے لگے وہ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کی گھومتی ہوئی ٹانگ پوری قوت سے کروشو کے عین سینے پر پڑی جو تیزی سے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ بلیک زیرو کی ٹانگ کھا کر کروشو کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ ہوا میں اڑ کر

پیچھے دیوار سے ٹکرایا اور ایک بار پھر دھب سے نیچے گر گیا۔

”ویل ڈن۔ ویل ڈن۔ تم واقعی زبردست فائٹر ہو۔ تم نے کروشو جیسے ہارڈ فائٹر کو اب تک اپنے جسم کو ہاتھ بھی نہیں لگانے دیا ہے اور اسے تم تین بار نیچے گرا چکے ہو۔ ویری ویل ڈن۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ واقعی پرنس آف ڈھمپ نے میرے پاس کسی عام آدمی کو نہیں بھیجا ہے“...... پرنس چلی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور بلیک زیرو ایک بار پھر غرا کر رہ گیا۔

کروشو تیزی سے اٹھا اور اس نے اچانک بلیک زیرو کی جانب چھلانگ لگا دی۔ اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر بلیک زیرو فوراً پلٹا اور اس کا جسم کسی کمان کی طرح مڑتا چلا گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ جیسے ہی زمین سے لگے اسی لمحے کروشو اڑتا ہوا اس کے اوپر آ گیا۔ اس سے پہلے کہ کروشو اس سے ٹکراتا بلیک زیرو کی ٹانگیں بجلی کی سی تیزی میں حرکت میں آئیں اور اس کی ٹانگیں کسی آکٹوپس کی طرح کروشو کے جسم سے لپٹ گئیں۔ کروشو تڑپا اس نے جھٹکا دے کر بلیک زیرو کی ٹانگوں سے خود کو آزاد کرنا چاہا لیکن اسی لمحے بلیک زیرو کا جسم تیزی سے گھوما اور کروشو اس کی ٹانگوں سے نکل کر اُڑتا ہوا پیچھے کھڑے پرنس چلی سے ٹکرایا اور وہ دونوں چیختے ہوئے دور جا گرے۔ پرنس چلی کے شاید گمان میں بھی نہیں تھا کہ نوجوان کروشو کو اس طرح اپنی ٹانگوں میں لپیٹ کر اس کی طرف پھینک سکتا ہے۔ اس سے پہلے کہ پرنس چلی اٹھتا بلیک زیرو الٹی قلابازیاں کھاتا

ہوا ان کے نزدیک آ گیا اور وہ جیسے ہی اپنی پیروں پر آیا اس کی دونوں ٹانگیں ایک ساتھ چلیں اور کروشو اور پرنس چلی بری طرح سے چیختے ہوئے چکنے فرش پر گھسٹتے ہوئے پیچھے دیوار سے جا ٹکرائے۔ بلیک زیرو اچھل کر ایک بار پھر ان کی طرف بڑھا۔

''ارے ارے۔ بس کرو۔ رک جاؤ۔ تم نے تو کروشو کے ساتھ ساتھ مجھے بھی دھونا شروع کر دیا ہے۔ رک جاؤ پلیز''...... بلیک زیرو کو جارحانہ انداز میں اپنی جانب بڑھتے دیکھ کر پرنس چلی نے بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا تو بلیک زیرو وہیں رک گیا۔

کروشو نے اٹھ کر ایک بار پھر بلیک زیرو کی جانب بڑھنا چاہا لیکن پرنس چلی نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔

''بس بس۔ کافی ہے۔ تم جاؤ''...... پرنس چلی نے کہا اور کروشو کے اٹھتے ہوئے قدم وہیں رک گئے۔ اس نے تیز نظروں سے بلیک زیرو کی جانب دیکھا اور پھر وہ مڑا اور بری طرح سے سر جھٹکتا ہوا واپس اسی خلاء میں چلا گیا جہاں سے وہ نکل کر باہر آیا تھا۔ پرنس چلی بھی کمر پر ہاتھ رکھ کر کراہتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر تکلیف کے تاثرات نمایاں تھے۔

''اچھا کیا ہے جو تم نے اسے واپس بھیج دیا ہے ورنہ میرے ہاتھوں خواہ مخواہ تمہارا یہ باڈی گارڈ ضائع ہو جاتا''...... بلیک زیرو نے اس کی جانب خشمگیں نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ایک آدھ ضائع ہو جاتا تو اس سے میری صحت پر کوئی اثر نہ

پڑتا۔ اس جیسے میں نے کئی پال رکھے ہیں لیکن تم نے اس کے ساتھ میرا بھی بھرکس نکال دیا ہے۔ توبہ توبہ تم میں تو بہت جان ہے۔ تمہارے ہاتھ پاؤں جیسے فولاد کے بنے ہوئے ہیں اگر میں تمہیں نہ روکتا تو تمہارے ہاتھوں میری ہڈی پسلی ایک ہو جاتی۔ چلو آؤ۔ اب مجھے اطمینان ہو گیا ہے کہ پرنس آف ڈھمپ نے مجھے جس کے ساتھ کام کرنے کے لئے بھیجا ہے وہ واقعی اپنی مثال آپ ہے۔ مجھے تم سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ہے''...... پرنس چلی نے کہا تو بلیک زیرو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

پرنس چلی مڑا اور دائیں دیوار کی طرف بڑھ گیا اس نے دیوار کے پاس جا کر دیوار کی جڑ میں زور سے ٹھوکر ماری تو اچانک دیوار کے درمیانی حصے میں ایک دروازہ سا بن گیا۔ نیچے سیڑھیاں جا رہی تھیں۔

''آؤ۔ نیچے چل کر اطمینان سے باتیں کرتے ہیں''...... پرنس چلی نے کہا تو بلیک زیرو اس کی طرف بڑھ گیا۔ دونوں سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے گئے تو دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔

پرنس چلی نیچے موجود ایک نہایت آرام دہ اور پرسکون کمرے میں اسے لے آیا۔

''بیٹھو''...... پرنس چلی نے کہا اور ایک صوفے پر بیٹھ گیا اور بلیک زیرو بھی اس کے سامنے ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔

''کیا یہ تمہارا اصلی روپ ہے''...... بلیک زیرو نے اس کی

طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ بلیک زیرو کو یقین تھا کہ اس نے میک اپ کر رکھا ہے لیکن پرنس چلی کا میک ایسا تھا جسے دیکھ کر بلیک زیرو کو یقین ہو گیا تھا کہ واقعی پرنس چلی اپنے فن میں طاق تھا۔ اس کے میک میں ہونے کا پتہ ہی نہیں چل رہا تھا۔

''اگر تم یہاں اپنے اصلی روپ میں ہو تو میں بھی اصلی روپ میں ہی ہوں''...... پرنس چلی نے مسکرا کر کہا تو بلیک زیرو بھی مسکرا دیا۔

''بہرحال تم نے اچھا میک اپ کر رکھا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تم نے بھی باکمال روپ دھار رکھا ہے۔ پتہ ہی نہیں چلتا کہ تم ایکسٹو کے نمائندہ خاص ہو۔ بالکل ایک مزدور معلوم ہو رہے ہو''...... پرنس چلی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''تمہیں کس نے کہا کہ میں ایکسٹو کا نمائندہ ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''پرنس آف ڈھمپ نے ہی کہا تھا کہ ایکسٹو کا ایک خصوصی نمائندہ آ رہا ہے''...... پرنس چلی نے کہا۔

''اگر میں کہوں کہ میں ہی ایکسٹو ہوں تو''...... بلیک زیرو نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اسے عمران نے اجازت دے دی تھی کہ وہ خود کو ایکسٹو کی حیثیت سے متعارف کرا سکتا ہے۔ یہ مشن چونکہ ایکسٹو کا مشن تھا اس لئے اس مشن میں اسے خود

ایکسٹو کی حیثیت سے ہی اپنی طاقت دکھانی تھی تاکہ اسرائیل اور ان کی ایجنسی کو پتہ چل سکے کہ اس بار اس کے مقابلے پر کوئی اور نہیں بلکہ پاکیشیا کی وہ ہستی ہے جس کے بارے میں پاکیشیا کا صدر بھی نہیں جانتا ہے۔ ایکسٹو کی ٹیم اسرائیل میں آ کر جب اسرائیل پر قیامت برپا کر سکتی ہے تو جب ایکسٹو خود وہاں پہنچ جائے تو اسرائیل کا کیا حشر ہو گا اس لئے بلیک زیرو کو وہاں پاور آف ایکسٹو شو کرنی تھی اور چونکہ پرنس چلی نے بھی اس کے ساتھ کام کرنا تھا اس لئے بلیک زیرو نے اسے اپنے بارے میں بتانے میں کوئی عار نہیں سمجھا تھا۔

''تو میں یہ سمجھوں گا کہ تم مذاق کر رہے ہو''...... پرنس چلی نے دانت نکال کر کہا۔

''کیوں۔ مذاق کیوں''...... بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

''جس ایکسٹو کو پاکیشیا کے ممبران اور پاکیشیا کا صدر تک نہیں جانتا وہ بھلا کسی مشن پر آ کر اس طرح اپنا تعارف کیسے کرا سکتا ہے''...... پرنس چلی نے کہا۔

''جس طرح پرنس چلی کے سینکڑوں روپ ہیں اسی طرح ایکسٹو کے بھی ہزاروں روپ ہیں اور یہ بھی ایکسٹو کا ہی ایک روپ ہے جو تمہارے سامنے موجود ہے''...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص انداز میں کہا اور پرنس چلی بے اختیار اچھل پڑا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"کک۔ کک۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو"...... پرنس چلی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ایکسٹو کو جھوٹ بولنے کی عادت نہیں ہے"...... بلیک زیرو نے کہا اور پرنس چلی بوکھلا کر صوفے سے پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے چہرے پر حقیقتاً سنسنی سی پھیل گئی تھی۔ وہ مسلسل آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر بلیک زیرو کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"مم۔ مم۔ مجھے یقین نہیں آ رہا ہے کہ ایکسٹو میرے سامنے موجود ہے۔ تم۔ تم"...... پرنس چلی نے اسی طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔ یہ واقعی اس کے لئے بھی انہونی سی بات تھی کہ جس ایکسٹو کو دیکھنے کے لئے ساری دنیا ترس رہی تھی وہ اس طرح اس کے سامنے ہوگا اور خود اسے بتائے گا کہ وہ ایکسٹو ہے۔

"مت کرو یقین۔ لیکن یہی سچ ہے۔ میں ہی ایکسٹو ہوں"۔ بلیک زیرو نے اس بار ایکسٹو کے مخصوص انداز میں کہا اور پرنس چلی بری طرح سے لہرا گیا جیسے اسے زور کا چکر آ گیا ہو لیکن اس نے کمال مہارت سے خود کو گرنے سے بچا لیا۔

"مم مم۔ میرا سچ مچ ہارٹ فیل ہو جائے گا"...... پرنس چلی نے اپنے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ بلیک زیرو نے صاف محسوس کیا کہ وہ اداکاری کر رہا ہے۔ ایکسٹو کا سن کر اس کے چہرے پر سنسنی ضرور پھیلی تھی لیکن اتنی بھی نہیں کہ وہ واقعی بے ہوش ہو جاتا یا اس کا ہارٹ فیل ہو جاتا۔

"اداکاری مت کرو میرے سامنے۔ میں تمہارا چہرہ صاف پڑھ سکتا ہوں۔ مجھے یہاں دیکھ کر تمہیں حیرانی ضرور ہوئی ہے لیکن اتنی بھی نہیں کہ تم گر جاؤ۔ میں ایکسٹو کی حیثیت سے ہی یہاں آیا ہوں اس لئے مجھے ایکسٹو ہی رہنا ہے"...... بلیک زیرو نے منہ بنا کر کہا۔

"اگر واقعی آپ ایکسٹو ہیں تو پھر یہ میری زندگی کا سب سے حیران کن اور انتہائی خوش قسمت دن ہے۔ حیران کن اس لئے کہ میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کسی دن پاکیشیا کا پراسرار اور سات پردوں میں چھپا ہوا چیف اس طرح سے میرے سامنے آ جائے گا اور یہ میری خوش قسمتی ہی ہے کہ دنیا کا وہ انسان میرے سامنے موجود ہے جسے دیکھنے کے لئے پوری دنیا ترس رہی ہے"۔ پرنس چلی نے کہا۔ اس نے خود کو سنبھال لیا تھا۔

"چھوڑو ان سب باتوں کو۔ بیٹھو۔ مجھے تم سے ضروری باتیں کرنی ہیں"...... ایکسٹو نے کہا۔ بلیک زیرو نے خود کو پرنس چلی کے سامنے ظاہر کر کے ایکسٹو کا مخصوص انداز اپنا لیا تھا۔

"میں آپ کے سامنے بیٹھنے کی جرأت نہیں کر سکتا جناب۔ آپ حکم کریں۔ آپ جیسی عظیم ہستی کے لئے میں کچھ بھی کر سکتا ہوں"...... پرنس چلی نے اس بار انتہائی سنجیدگی اور عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

"بیٹھو"...... ایکسٹو نے غرا کر کہا تو پرنس چلی کے چہرے پر زمانے بھر کا خوف ابھر آیا۔

''یس سر۔ ضرور سر۔ آپ کا حکم ہے تو میں بیٹھ جاتا ہوں سر''...... پرنس چلی نے بے حد سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا۔ وہ صوفے پر اس طرح سمٹ کر بیٹھا تھا جیسے ابھی ایکسٹو نے اس سے کوئی بات کی تو وہ فوراً اٹھ کر وہاں سے بھاگ جائے گا۔

''سیدھی طرح بیٹھو۔ میرے سامنے تم عمران بننے کی کوشش مت کرو''...... ایکسٹو نے منہ بنا کر کہا۔

''نو سر۔ میری ایسی اوقات کہاں جو میں عمران صاحب جیسا بن سکوں۔ وہ تو لاکھوں کروڑوں میں ایک ہیں''...... پرنس چلی نے کہا۔

''میں ایکسٹو کی حیثیت سے تمہارے پاس آیا ہوں پرنس۔ میں چاہتا تو میں تم سے یہ بات چھپا سکتا تھا لیکن تم عمران کے دوست ہو اور عمران نے مجھے تمہارے بارے میں بہت کچھ بتایا ہے اس لئے میں خاص طور پر تمہارے پاس آیا ہوں۔ تمہیں میرے ساتھ کام کرنا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے عزت دو مگر اتنی بھی نہیں کہ میرے سامنے کورنش بجا لاؤ اور خواہ مخواہ میرا وقت ضائع کرنا شروع کر دو۔ میں یہاں ایک ایجنٹ کی حیثیت سے آیا ہوں۔ اس لئے تم مجھے اپنا دوست سمجھو اور میرے ساتھ ویسے ہی چلو جیسے تم عمران کے ساتھ چلتے ہو''...... ایکسٹو نے کہا۔

''یس سر۔ ٹھیک ہے سر''...... پرنس چلی نے بڑی سعادت

مندی سے کہا۔

''پھر یہ یس سر اور نو سر کہنا چھوڑ دو''...... ایکسٹو نے کہا۔

''یس سر۔ اوہ۔ مم مم۔ میرا مطلب ہے۔ ٹھیک ہے جناب''۔ پرنس چلی نے اسی انداز میں کہا تو ایکسٹو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''عمران نے مجھے بتایا تھا کہ تمہارے پاس اسرائیل پہنچنے کے کئی ذرائع ہیں''...... ایکسٹو نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''جی جناب۔ اسرائیل میرا سسرال۔ ارے ہپ۔ مم مم میرا مطلب ہے کہ اسرائیل میرا دیکھا بھالا ہے میں کبھی بھی اور کہیں سے بھی اسرائیل میں داخل ہو جاتا ہوں''...... پرنس چلی نے پہلے اپنے مخصوص انداز میں کہنا چاہا مگر اس نے خود کو فوراً کنٹرول کر لیا۔

''تم میرے ساتھ پرنس چلی کی حیثیت سے چلو گے یا اس طرح سعادت مند بچہ بن کر''...... ایکسٹو نے کہا۔

''بچہ۔ نہیں جناب۔ میں بچہ نہیں ہوں۔ میں نے بچپن میں ہی فیڈر پینا بند کر دیا تھا اور میرا بچپن گزرے کئی سال ہو چکے ہیں''...... پرنس چلی نے فوراً کہا۔

''گڈ۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ میرے ساتھ وہ پرنس چلی کام کرے جس کے بارے میں مجھے عمران نے بتایا ہے۔ ہنستا مسکراتا ہوا پرنس چلی جو اس کا خاصہ ہے''...... ایکسٹو نے کہا۔

"آپ میری باتوں کا پھر برا تو نہیں منائیں گے نا"...... پرنس چلی نے اس کی جانب ایک بار پھر سہمی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ میں یہاں تمہارا چیف بن کر نہیں آیا ہوں۔ چیف میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے ہوں اور سیکرٹ ایکسٹو پوری دنیا کے لئے۔ تمہارے سامنے اس وقت صرف ایک ایجنٹ ہے جو اسرائیل پر پاور آف ایکسٹو شو کرانے لئے آیا ہے"...... ایکسٹو نے کہا۔

"پاور آف ایکسٹو"...... پرنس چلی نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ اسرائیل کی ایک ٹاپ سیکرٹ ایجنسی جو ڈاگ ایجنسی کہلاتی ہے اس نے ایکسٹو کی ذات پر حملہ کرنے کی کوشش کی تھی اور نقلی ایکسٹو بن کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو ایک بڑے جرم میں ملوث کر لیا تھا اور پھر جب ڈاگ ایجنسی کا کام پورا ہو گیا تو اس نے تمام ممبران کو گولیاں مار کر انہیں ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔ عمران کے سوا سب ڈاگ ایجنسی کے ایک گولڈن ایجنٹ گارچ کی سازش کا شکار ہو گئے تھے اور اب وہ سب ہسپتال میں پڑے ہوئے ہیں۔ چونکہ گارچ نے ایکسٹو کے روپ میں ممبران کو دھوکا دیا تھا اور انہیں ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی اس لئے ایکسٹو خود اس گارچ اور اس کی ایجنسی کے بخیئے ادھیڑنے کے لئے آیا ہے"...... ایکسٹو نے کہا اور پھر اس نے پرنس چلی کو تمام حالات

سے آگاہ کر دیا۔ عمران نے بلیک زیرو کو پرنس چلی پر مکمل اعتماد کرنے کا کہا تھا۔ ویسے بھی پرنس چلی فلسطین کی تحریک آزادی کا وہ لیڈر تھا جس پر سارا فلسطین فخر کرتا تھا اس لئے بلیک زیرو نے اس سے کچھ نہیں چھپایا تھا۔ بلیک زیرو چاہتا تھا کہ پرنس چلی کو تمام پس منظر سے آگاہ کر دیا جائے تو پھر ہی وہ اس کے ساتھ دوستانہ انداز میں اور کھل کر کام کر سکتا ہے ورنہ ایکسٹو کی حیثیت میں وہ اس سے دبا دبا سا رہتا اور خود سے زیادہ اسی پر انحصار کرنا شروع کر دیتا۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر ہم دونوں اسرائیل میں جا کر ڈاگ ایجنسی اور گارچ کا ایسا حشر کریں گے کہ اسرائیل صدیوں تک اپنے زخم چاٹتا رہے گا۔ اس پر واقعی پاور آف ایکسٹو کی دھاک بیٹھ جائے گی۔ اسرائیل جو پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران جیسے انسان سے ہی لرزہ براندام رہتا ہے اسے جب پتہ چلے گا کہ اس بار خود ایکسٹو انہیں سبق سکھانے کے لئے آیا ہے تو وہ اپنی جانیں بچانے کے لئے چوہوں کی طرح بلوں میں گھس جائیں گے اور اس وقت تک اپنے بلوں سے باہر نہیں آئیں گے جب تک انہیں یہ یقین نہیں آ جاتا کہ ایکسٹو کی دہشت ان کے سروں سے ٹل گئی ہے"۔ پرنس چلی نے کہا۔

"اسی لئے میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ میرے ساتھ دوستانہ رویہ اختیار کرو اور بھول جاؤ کہ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو ہوں۔ ایکسٹو میں صرف ڈاگ ایجنسی کے لئے ہوں"...... ایکسٹو

نے کہا۔

''اوکے چیف۔ اس طرح میں بھی آپ کے ساتھ مل کر بلا خوف و خطر کام کر سکوں گا''...... پرنس چلی نے مسکراتے ہوئے کہا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''کیا تمہیں ڈاگ ایجنسی کے بارے میں کچھ معلوم ہے''۔ ایکسٹو نے پوچھا۔

''ڈاگ ایجنسی کا نام تو بہت سنا ہے لیکن اس کا تعلق اسرائیل سے ہے یہ میں آپ سے ہی سن رہا ہوں لیکن گارچ کو میں اچھی طرح سے جانتا ہوں وہ واقعی انتہائی ذہین، خطرناک اور انتہائی تیز ایجنٹ ہے۔ اس کے بارے میں مجھے جو معلومات حاصل ہیں ان کے تحت وہ اسرائیل کی ایک ریڈ ایجنسی کا چیف ہے۔ اب یہ ریڈ ایجنسی ڈاگ ایجنسی کا حصہ ہے یا نہیں اس کے بارے میں میرے پاس کوئی انفارمیشن نہیں ہے لیکن بہرحال اس بات کا اسرائیل میں ہی جا کر پتہ چل سکتا ہے کہ گارچ کا تعلق ڈاگ ایجنسی سے ہے یا نہیں اور بلیک ڈاگ کہاں ہے''...... پرنس چلی نے کہا۔

''تو پھر اسرائیل جانے کی تیاری کرو۔ میں جلد سے جلد اپنا کام پورا کرنا چاہتا ہوں وہ بھی انتہائی تیز رفتاری سے''...... ایکسٹو نے کہا۔

''اوکے۔ آپ یہاں آرام کریں۔ میں اسرائیل میں موجود اپنے مخصوص آدمیوں کو اپنے اور آپ کے آنے کی اطلاع کر دیتا

ہوں تا کہ وہ ہمیں آگے لے جانے کا بندوبست کر سکیں اور ہم رات کے وقت سرحدی پٹی کی طرف نکل جائیں گے''...... پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پرنس چلی اور ایکسٹو کافی دیر تک ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہے پھر پرنس چلی ایکسٹو سے اجازت لے کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

گارچ اپنے آفس میں مخصوص کرسی پر بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک اس کے سامنے پڑے ہوئے فون سیٹوں میں سے سفید رنگ کے ایک فون سیٹ کی گھنٹی بج اٹھی اور ساتھ ہی اس کا بلب سپارک کرنا شروع ہو گیا۔ یہ جنرل فون تھا جس پر ڈی فورس کا کوئی بھی انفارمر اسے براہ راست کال کر سکتا تھا اور یہ انفارمر ایسے تھے جو اسرائیل کی مختلف ایجنسیوں میں کام کرتے تھے۔ جن میں جی پی فائیو بھی شامل تھی۔

''یس''...... گارچ نے انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''میں ایس آئی زیرو فائیو بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ ایس آئی سے مراد سپیشل انفارمر تھا جو اسرائیل کی مختلف ایجنسیوں میں موجود تھے اور ڈاگ ایجنسی کے لئے مخبری کا کام کرتے تھے۔

''کس ایجنسی سے تعلق ہے تمہارا اور نام کیا ہے تمہارا''۔ گارچ نے اسی انداز میں پوچھا۔

''میں جی پی الیون میں موجود ہوں باس اور میرا نام ریمنڈ ہے''...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

''اوکے۔ بولو کس لئے فون کیا ہے''...... گارچ نے کہا۔

''میرے پاس ایک اطلاع ہے باس''...... ریمنڈ نے جواب دیا۔

''کیسی اطلاع''...... گارچ نے چونک کر کہا۔

''اطلاع جی پی الیون کے فارن ایجنٹس کے بارے میں ہے باس جو فلسطین میں موجود ہیں''...... ریمنڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تم مجھے جی پی الیون کے ایجنٹوں کے بارے میں رپورٹ کیوں دینا چاہتے ہو۔ کیا کوئی خاص وجہ ہے''...... گارچ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ بہت اہم وجہ ہے۔ مجھے ان ایجنٹوں پر شک ہے کہ وہ جی پی الیون کے ایجنٹ نہیں تھے''...... ریمنڈ نے کہا تو گارچ بے اختیار چونک پڑا۔

''نہیں تھے۔ کیا مطلب''...... گارچ نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''میں آپ کو ان کی تفصیل بتا دیتا ہوں باس پھر آپ خود فیصلہ

کر لینا کہ میرا آپ کو اطلاع دینا غلط ہے یا صحیح"...... ریمنڈ نے کہا۔

"اوکے۔ بولو"...... گارج نے کہا تو دوسری طرف سے ریمنڈ اسے اسرائیل کی ٹاپ جی پی الیون کے ان ایجنٹوں کے بارے میں بتانا شروع ہو گیا جو خفیہ طور پر فلسطین میں کام کرتے تھے۔ ریمنڈ کی باتیں سنتے ہوئے گارج کا چہرہ حیرت سے بدلتا جا رہا تھا۔

"ہونہہ۔ اب وہ دونوں ایجنٹ کہاں ہیں"...... ساری تفصیل سن کر گارج نے غصے اور پریشانی سے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

"وہ دونوں چونکہ شدید زخمی حالت میں ملے تھے اس لئے انہیں فوری طور پر ٹاپ ون ہسپتال میں پہنچا دیا گیا تھا لیکن اب مجھے جو معلومات ملی ہیں اس کے تحت میرے شک کو اور زیادہ تقویت ملتی ہے کہ وہ جی پی الیون کے ایجنٹ نہیں"...... ریمنڈ نے کہا تو گارج ایک بار پھر اچھل پڑا۔

"کیا اطلاع ملی ہے تمہیں اور تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ جی پی الیون کے نہیں تھے اگر وہ جی پی الیون کے ایجنٹ نہیں تھے تو پھر وہ کون تھے اور انہیں جی پی الیون کے کرنل سٹارم نے سرحدی پٹی سے کیوں اٹھایا تھا"...... گارج نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"وہ دونوں ہسپتال سے غائب ہو گئے ہیں باس۔ انہیں ہسپتال

سے غائب کرنے والا ہسپتال کا ہی ایک سینئر ڈاکٹر ہے جس کا نام ڈاکٹر ہیوگن ہے۔ دونوں ایجنٹوں اور ڈاکٹر ہیوگن کے غائب ہونے سے ہسپتال میں کھلبلی مچ گئی ہے اور جی پی الیون کا چیف کرنل سٹارم بھی انتہائی پریشان ہے۔ اس نے فوری طور پر اس خبر کو چھپا لیا ہے کہ اس نے رات کے وقت سرحدی پٹی سے دو سیکرٹ ایجنٹوں کو اٹھایا تھا اور انہیں زخمی حالت میں ٹاپ ون ہسپتال میں پہنچایا تھا اور یہ کہ وہ ہسپتال سے ایک سینئر ڈاکٹر کی مدد سے غائب ہو گئے ہیں۔ کرنل سٹارم اپنے دونوں ایجنٹوں کی نہایت خاموشی سے اور بڑے پیمانے پر تلاش کر رہا ہے لیکن ابھی تک ان دونوں کا کہیں پتہ نہیں چل سکا ہے البتہ ڈاکٹر ہیوگن کے بارے میں پتہ چلا ہے کہ اس کی لاش اس کی رہائش گاہ کے ایک گٹر سے ملی ہے۔ لاش کی پوسٹ مارٹم کیا گیا ہے اور اس کے ڈی این اے سے پتہ چلا ہے کہ وہ لاش ڈاکٹر ہیوگن کی ہی ہے۔ رپورٹ کے مطابق ڈاکٹر ہیوگن کو ہلاک ہوئے چوبیس گھنٹوں سے زیادہ وقت گزر چکا ہے۔ جبکہ جو ڈاکٹر ہیوگن جی پی الیون کے دونوں ایجنٹوں کو ہسپتال سے نکال کر لے گیا تھا اسے ہسپتال سے نکلے ہوئے ابھی چند گھنٹے ہی ہوئے ہیں۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ٹاپ ون ہسپتال کا سینئر ڈاکٹر کل ہی ہلاک کر دیا گیا تھا اور اس کی جگہ کسی اور نے سنبھال لی تھی اور وہ ڈاکٹر ہیوگن کے روپ میں ٹاپ ون ہسپتال پہنچ گیا تھا تاکہ وہ دونوں ایجنٹوں کو وہاں سے نکال سکے"۔ ریمنڈ

نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"بڑی عجیب وغریب خبر دے رہے ہو تم۔ جی پی الیون کے دو سپیشل ایجنٹ جو خصوصی طور پر فلسطین سے نکل کر اسرائیلی سرحدی پٹی پر آئے تھے اور وہ شدید زخمی تھے اور جی پی الیون کا چیف کرنل سٹارم انہیں لینے کے لئے خود سرحدی پٹی پر گیا تھا اور پھر انہیں زخمی حالت میں اپنے ہی ہیلی کاپٹر میں ڈال کر ٹاپ ون ہسپتال لے گیا تھا۔ ٹاپ ون ہسپتال میں ان کا علاج ہو رہا تھا کہ وہاں کے ایک سینئر ڈاکٹر نے دونوں ایجنٹوں کو لیا اور وہاں سے نکل گیا۔ اگر وہ دونوں جی پی الیون کے ایجنٹ نہیں تھے تو کون تھے اور جی پی الیون کے چیف کرنل سٹارم نے انہیں سرحدی پٹی سے کیوں اٹھایا تھا اور وہ کون تھا جس نے ڈاکٹر ہیوگن کو ہلاک کر کے اس کی جگہ سنبھال لی تھی اور جی پی الیون کے دونوں ایجنٹوں کو ہسپتال سے نکال کر لے گیا تھا"...... گارچ نے ریمنڈ کی بتائی ہوئی ساری تفصیل دہراتے ہوئے کہا۔

"یہی سمجھ میں نہیں آ رہا ہے باس۔ چونکہ یہ ٹاپ سیکرٹ معاملہ ہے اس لئے کرنل سٹارم خود اسے ہینڈل کر رہا ہے اور اس نے دونوں ایجنٹوں اور نقلی ڈاکٹر ہیوگن کی تلاش میں ہر طرف اپنی فورس پھیلا دی ہے وہ بھی یہ جاننے کے لئے بے تاب ہے کہ نقلی ڈاکٹر کون تھا اور وہ اس کے دونوں ایجنٹوں کو ہسپتال سے اغوا کر کے کہاں اور کیوں لے گیا ہے۔ میں ابھی تفصیلات اکٹھی کر رہا ہوں۔

کرنل سٹارم ہسپتال جا کر خود تحقیقات کر رہا ہے۔ اس نے مجھے چونکہ ہسپتال کے کیمروں سے حاصل کی ہوئی فوٹیج ہیڈ کوارٹر پہنچانے کا حکم دیا تھا اس لئے میں اس کے ساتھ نہیں رہ سکا تھا۔ لیکن بہرحال جو کچھ بھی ہو گا اس کا مجھے پتہ چل جائے گا۔ مجھ تک جو اطلاعات پہنچی تھیں وہ میں نے آپ کو بتا دی ہیں۔ اس کے بعد جیسے ہی مجھے مزید کچھ اور پتہ چلے گا میں اس سے بھی آپ کو انفارم کر دوں گا"...... ریمنڈ نے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے میں دیکھتا ہوں کہ یہ کیا معاملہ ہو سکتا ہے۔ تم ایک کام کرو"...... گارچ نے کہا۔

"یس باس حکم"...... ریمنڈ نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم ہسپتال سے حاصل کی گئی تمام فوٹیج کی کاپیاں مجھے بھی پہنچا دو تاکہ میں انہیں خود چیک کر سکوں کہ اصل معاملہ کیا ہے"۔ گارچ نے کہا۔

"یس باس۔ میں نے احتیاط کے طور پر ان فوٹیج کی ڈوپلیکیٹس بنا لی ہیں۔ میں جلد ہی وہ فوٹیج آپ کو پہنچا دوں گا"...... ریمنڈ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اس معاملے پر گہری نظر رکھو اور مجھے پل پل کی رپورٹ دو کہ دونوں ایجنٹوں اور ڈاکٹر ہیوگن کی تلاش میں کیا پیش رفت ہوئی ہے اور کرنل سٹارم ان کی تلاش میں کون کون سے ذرائع استعمال کر رہا ہے"...... گارچ نے کہا۔

Downloaded from https://paksociety.com

"یس باس۔ میں آپ کو تمام رپورٹ دیتا رہوں گا"...... ریمنڈ
نے جواب دیا اور پھر گارج نے اسے مزید ہدایات دیتے ہوئے
رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ ریمنڈ کی باتیں سن کر اس کے چہرے پر
انتہائی سوچ و بچار کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے اور وہ مسلسل ان
دونوں ایجنٹوں کے بارے میں سوچ رہا تھا جو فلسطینی پٹی سے زخمی
حالت میں آئے تھے اور جی پی الیون کا چیف کرنل سٹارم خود انہیں
وہاں سے نکال کر لایا تھا۔ اس کے بعد دونوں ایجنٹ زخمی حالت
میں ہی ٹاپ ون ہسپتال سے ایک سینئیر ڈاکٹر کی مدد سے غائب ہو
گئے تھے۔ وہ دونوں ہسپتال سے غائب ہوئے تھے یا ڈاکٹر ہیوگن
کے ساتھ فرار ہوئے تھے اس کا پتہ تو سی سی کیمروں کی فوٹیج دیکھ کر
ہی لگایا جا سکتا تھا۔

خاکی رنگ کی ایک جیپ نہایت تیز رفتاری سے مشرقی پٹی کی
جانب بڑھی چلی جا رہی تھی۔
اس جیپ میں بلیک زیرو بطور ایکسٹو اور پرنس چلی موجود تھے۔
پرنس چلی نے ایکسٹو کو مخصوص میک اپ کرنے کا کہا تھا اور اس نے
خود بھی میک اپ کر لیا تھا۔ اس نے ایکسٹو کو بتایا تھا کہ وہ اسے
خفیہ راستوں سے بھی گزار کر اسرائیل لے جا سکتا ہے لیکن ان خفیہ
راستوں کی بجائے وہ اسے ڈنکے کی چوٹ پر اور دھڑلے سے
اسرائیل لے جانا چاہتا تھا تاکہ اسرائیل کو بھی پتہ چل جائے کہ
عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو ان کی ٹائٹ سیکورٹی
کی ناک کے نیچے سے گزر کر اسرائیل داخل ہو گئے ہیں۔
جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر پرنس چلی موجود تھا جبکہ سائیڈ والی
سیٹ پر ایکسٹو بیٹھا ہوا تھا۔ پرنس چلی نے اپنے ساتھ ساتھ ایکسٹو

کے جسم پر ایک مخصوص کھال سی منڈھ دی تھی جس پر بڑے بڑے اور گہرے زخم لگے ہوئے تھے اور ان زخموں سے باقاعدہ خون بہتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ ایکسٹو اور پرنس چلی کے منہ بھی سوجے ہوئے تھے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ دونوں آپس میں بھڑ گئے ہوں اور انہوں نے ایک دوسرے پر انتہائی جان لیوا انداز میں حملے کئے ہوں اور تیز دھار آلات سے ایک دوسرے پر وار کئے ہوں۔

ایکسٹو پہلے تو یہ نہیں سمجھ سکا تھا کہ پرنس چلی کی پلاننگ کیا ہے اور وہ یہ سب کیوں کر رہا ہے لیکن جب پرنس چلی نے اسے اپنی پلاننگ بتائی تو ایکسٹو اس کی ذہانت کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ پرنس چلی نے اسرائیل کی ایک ایجنسی کے ذریعے اسرائیل میں داخل ہونے کا پروگرام بنایا تھا۔

جیپ ریتیلے میدان میں اچھلتی ہوئی تیزی سے آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ میدان کے آخر میں پہاڑی ٹیلے تھے جن کی دوسری طرف بارڈر لائن تھی جہاں باڑ لگی ہوئی تھی اور باڑ کے آگے ہر طرف اسرائیلی رینجرز موجود تھے جو بارڈر کی طرف کڑی نظر رکھتے تھے اور غلطی سے بھی کوئی اس طرف آ جاتا تو وہ اس پر شدید فائرنگ کرنا شروع کر دیتے تھے۔ البتہ ان دنوں چونکہ اسرائیل کی کئی خفیہ ایجنسیوں کے فارن ایجنٹس فلسطین میں کام کر رہے تھے اور وہ انہی راستوں سے واپس آتے تھے اس لئے رینجرز انہیں فائرنگ کر کے مخصوص مقام پر روک لیتے تھے اور پھر انہیں خالی ہاتھ

آگے آنے کے لئے کہا جاتا تھا۔ آنے والوں کی وہ باقاعدہ ریز لائٹ سے چیکنگ کرتے تھے جس سے انہیں اس بات کا علم ہو جاتا تھا کہ اس طرف آنے والا مسلح ہے یا غیر مسلح۔ انہیں کسی کے پاس ایک معمولی خنجر کے ہونے کا بھی علم ہوتا تو وہ اس پر فوراً گولیوں کی بوچھاڑ کر کے اسے وہیں ہلاک کر دیتے تھے۔ اسی طرح ریڈ ریز کی مدد سے انہیں آنے والوں کے لباسوں میں چھپے ہوئے بارودی مواد کا بھی آسانی سے پتہ چل جاتا تھا اور اگر کوئی شخص میک اپ میں ہوتا تو ریڈ ریز سے اس کے میک اپ میں ہونے کی بھی نشاندہی ہو جاتی تھی۔ اس لئے وہ انہیں آگے آنے کا کوئی موقع نہیں دیتے تھے۔

پرنس چلی اور ایکسٹو کے پاس کوئی اسلحہ نہیں تھا۔ البتہ پرنس چلی نے سرحدی پٹی پر دکھانے کے لئے اپنی سفید قمیض کے دو بازو پھاڑ کر اور دو شاخیں لے کر ان پر خون سے کراس لگا کر انہیں جھنڈوں جیسا بنا لیا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ سرخ رنگ یا خون سے سفید جھنڈوں پر کراس بنا کر بارڈر کی جانب لے جایا جائے تو ان پر فائرنگ نہیں کی جائے گی۔ یہ مخصوص انداز ان ایجنٹوں کے لئے ہوتا تھا جو فلسطین سے اس راستے سے واپس آتے تھے۔ البتہ انہیں بارڈر سے دور رکھنے کے لئے ان کے ارد گرد فائرنگ ضرور کی جاتی تھی تاکہ اگر ایجنٹوں کے روپ میں کوئی فلسطینی ہو تو اس کا پتہ لگایا جا سکے۔

"تمہارا کیا خیال ہے کیا تمہاری یہ ترکیب کام کر جائے گی اور جی پی الیون کا کرنل سٹارم تمہارے داؤ میں آ جائے گا کہ وہ خود ہمیں یہاں سے لینے کے لئے پہنچ جائے گا"...... ایکسٹو نے پرنس چلی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"آپ بس میرا کمال دیکھنا جناب۔ میں ایسی چال چلوں گا کہ کرنل سٹارم کو ہمیں لینے کے لئے خود یہاں آنا پڑے گا اور وہ ہمیں لینے کے لئے باقاعدہ ہیلی کاپٹر میں آئے گا"...... پرنس چلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم جی پی الیون کے فارن ایجنٹ بن رہے ہو۔ اس سلسلے میں اگر کرنل سٹارم نے سوال کئے تو اسے تم کیسے مطمئن کرو گے"۔ ایکسٹو نے پوچھا۔

"فلسطین میں اس کے دو ایجنٹ میرے ہاتھ لگ گئے تھے۔ میں نے ان سے تمام معلومات اگلوا لی تھیں۔ ایک ایجنٹ کا نام کیمران ہے اور دوسرے کا بروس۔ اس وقت میں کیمران کے ہی روپ میں ہوں اور آپ بروس کے میک اپ میں ہیں۔ میں نے ان سے کرنل سٹارم ٹرانسمیٹر فریکوئنسی بھی معلوم کر لی تھی۔ اس کے علاوہ بھی میں نے ان سے بہت کچھ معلوم کر لیا تھا۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں سب سنبھال لوں گا"...... پرنس چلی نے کہا۔

"تم تو سنبھال لو گے لیکن اگر ہم دونوں کو الگ الگ کر دیا گیا اور کرنل سٹارم نے مجھ سے الگ بات کرنے کی کوشش کی تو میں

اسے کیا جواب دوں گا"...... ایکسٹو نے کہا۔

"کرنل سٹارم ہوشمند انسانوں سے بات کرنا پسند کرتا ہے۔ بے ہوش انسان سے بھلا وہ کیا بات کرے گا"...... پرنس چلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو تم یہ چاہتے ہو کہ میں کرنل سٹارم کے سامنے بے ہوش ہو جاؤں تاکہ اسے مجھ سے بات کرنے کا موقع نہ مل سکے"...... ایکسٹو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"آپ کے زخم زیادہ اور گہرے ہیں۔ اس حالت میں آپ کا زیادہ دیر تک ہوش میں رہنا مشکل ہی ہو گا"...... پرنس چلی نے ہنستے ہوئے کہا تو ایکسٹو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"ٹھیک ہے۔ یہاں تک تو میری سمجھ میں ساری بات آ گئی ہے لیکن یہ بھی تو سوچو کہ کرنل سٹارم ہمیں کہاں لے جائے گا اگر وہ ہمیں اپنے ہیڈ کوارٹر میں لے گیا تو"...... ایکسٹو نے کہا۔

"ہمارے زخم دیکھ کر وہ ہمیں ہیڈ کوارٹر میں لے جانے کی کوشش نہیں کرے گا وہ ہمیں سیدھا کسی ہسپتال میں پہنچانے کی کوشش کرے گا تاکہ ہمارا علاج کیا جا سکے۔ آخر ہم اس کے ٹاپ ایجنٹ ہیں اور ہم فلسطین سے السلام کے لیڈر کے بارے میں اس کے لئے خاص انفارمیشن لا رہے ہیں اس لئے وہ ہمیں آسانی سے مرنے بھی نہیں دے گا"...... پرنس چلی نے کہا۔

"میک اپ سے بنے ہوئے ہمارے زخم کرنل سٹارم اور

دوسرے افراد کی نظروں سے تو چھپ جائیں گے لیکن ہسپتال میں جاتے ہی ہمارا بھانڈا پھوٹ جائے گا''...... ایکسٹو نے کہا۔

''بھانڈا پھوٹنے سے پہلے ہی ہم وہاں سے رفو چکر ہو جائیں گے جناب۔ میں کرنل سٹارم کی رگ رگ سے واقف ہوں وہ ہمیں فوری طور پر ٹاپ ون نامی ہسپتال میں پہنچانے کی کوشش کرے گا جہاں سیکرٹ ایجنٹوں یا پھر فوجی جرنیلوں کا ہی علاج کیا جاتا ہے''...... پرنس چلی نے جواب دیا۔

''تو کیا وہاں سے ہمارا نکلنا آسان ہو گا۔ جہاں ایجنٹوں اور فوجی جرنیلوں کا علاج کیا جاتا ہے وہاں تو لازماً سخت سیکورٹی کے انتظام ہوں گے''...... ایکسٹو نے کہا۔

''بالکل ہوں گے۔ میرا ایک آدمی وہاں پہنچ چکا ہے جس نے اب تک ہمیں ٹاپ ون ہسپتال سے نکالنے کی بھی پوری تیاری کر لی ہو گی۔ اب بس ہمارے وہاں پہنچنے کی دیر ہے اس کے بعد ہم اسرائیل میں ہوں گے اور وہ بھی اسرائیل کی آزاد سڑکوں پر''۔ پرنس چلی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ایکسٹو ایک طویل سانس لے کر خاموش ہو گیا۔

پرنس چلی نے جیپ ایک ٹیلے کے پاس لے جا کر روک دی اور اس نے جیپ کا انجن بند کر دیا۔ اس وقت شام کے سائے پھیل رہے تھے۔

''آ گئیں۔ اب ہمیں سرحدی پٹی کی طرف جانا ہے۔ میں چاہتا

ہوں کہ سرحدی پٹی کے محافظ ہمیں اس روشنی میں اس طرح زخمی حالت میں دیکھ لیں''...... پرنس چلی نے کہا اور وہ چھلانگ لگا کر جیپ سے اتر گیا۔ اس نے پچھلی سیٹوں پر پڑے ہوئے دونوں سفید جھنڈے اٹھائے اور ان میں سے ایک ایکسٹو کو دے دیا۔ ایکسٹو بھی سفید جھنڈا پکڑے جیپ سے اتر آیا۔

''سرحدی پٹی ان ٹیلوں سے چند فرلانگ دور ہے۔ ہمیں ٹیلوں کے پیچھے سے نکلتے ہی اس انداز میں دوڑنا ہے جیسے ہمارے پیچھے دشمن لگے ہوئے ہوں''...... پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''چلیں''...... ایکسٹو نے پوچھا۔

''جی ہاں چلیں''...... پرنس چلی نے کہا اور پھر وہ دونوں ایک ساتھ ٹیلے کی طرف بڑھے اور انہوں نے تیزی سے بھاگنا شروع کر دیا۔ بھاگتے بھاگتے وہ ٹیلے کے پیچھے سے نکلے اور انہوں نے سامنے موجود باڑ کی طرف اس انداز میں بھاگنا شروع کر دیا جیسے وہ بڑی مشکلوں سے گرتے پڑتے دشمنوں سے جان بچاتے ہوئے بھاگے چلے آ رہے ہوں۔ جیسے ہی وہ دونوں ٹیلوں کے پیچھے سے نکلے دوسری طرف موجود سرحدی رینجرز کی ان پر نظر پڑ گئی۔ اسی لمحے وہاں تیز سائرن سا بج اٹھا۔

سائرن بجتے ہی باڑ کی دوسری طرف موجود گشت کرنے والے رینجرز میں جیسے ہڑبونگ سی مچ گئی۔ کئی رینجرز مشین گنیں لئے باڑ

کے قریب آ کر زمین پر لیٹ گئے اور کئی رینجرز نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر مشین گنوں کا رخ ان کی طرف کر دیا۔ پھر اچانک کئی مشین گنیں گرجیں اور ان کے اردگرد تڑاتڑ گولیاں برسنے لگیں۔

''ہیلپ۔ ہیلپ''...... پرنس چلی اور ایکسٹو نے گولیوں کی پرواہ کئے بغیر سفید جھنڈے لہراتے ہوئے ان کی طرف دوڑتے ہوئے اور بری طرح سے چیختے ہوئے کہنا شروع کر دیا۔ باڑ سے چند میٹر کے فاصلے پر سفید رنگ کی ایک پٹی سی بنی ہوئی تھی جو دونوں اطراف دور تک جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ پرنس چلی اور ایکسٹو اس پٹی کے قریب آ کر رک گئے اور فوراً گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔

اس سے آگے وہ نہیں جا سکتے تھے کیونکہ یہ لمٹ لائن تھی اگر وہ اس سے آگے جاتے تو رینجرز جو ان کے اردگرد گولیاں برسا رہے تھے وہ ان پر ڈائریکٹ فائرنگ کرنا شروع کر دیتے۔ جیسے ہی وہ دونوں سفید پٹی کے پاس رکے اسی لمحے بارڈر لائن کی طرف سے ہونے والی فائرنگ بھی رک گئی۔

''کون ہو تم دونوں اور کہاں سے آ رہے ہو''...... اسی لمحے انہیں ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ سامنے ایک رینجر موجود تھا جس کے ہاتھ میں ایک میگا فون تھا۔ یہ میگا فون کافی بڑا تھا جس کی آواز دور دور تک گونج اٹھی تھی۔

''ہیلپ۔ ہیلپ۔ ہماری مدد کرو۔ ہمارا جی پی الیون سے تعلق

ہے۔ ہم شدید زخمی ہیں''...... پرنس چلی نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''وہیں رکے رہو۔ اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر اپنی گردنوں کے پیچھے رکھ لو''...... میگا فون والے نے اسی طرح سے چیختے ہوئے کہا تو پرنس چلی نے فوراً دونوں ہاتھ اپنی گردن کے پیچھے رکھ لئے۔ اس نے ایکسٹو کو اشارہ کیا تو ایکسٹو نے بھی ایسا ہی کیا۔ اسی لمحے اچانک ایک طرف سے ان کے جسموں پر سرخ رنگ کی تیز روشنی کی شعاعیں سی آ کر پڑنے لگیں۔

''تمہیں اسکین کیا جا رہا ہے۔ خبردار چند لمحوں کے لئے اسی طرح رہو۔ اگر تم میں سے کسی نے حرکت کی تو اسے گولیوں سے بھون دیا جائے گا''...... میگا فون والے نے کہا۔

''کیا اس ریڈ ریز سے یہ ہمارے میک اپ چیک کر سکتے ہیں''...... ایکسٹو نے انتہائی آہستگی سے پوچھا۔

''ہم نے وائٹ کروموئین کے میک اپ کئے ہیں۔ یہ تو کیا ان کا دادا جان بھی آ جائے اور وہ بھی جدید سے جدید ٹیکنالوجی لے کر تب بھی یہ ہمارے میک اپ چیک نہیں کر سکتے''...... پرنس چلی نے مخصوص لہجے میں کہا تو ایکسٹو خاموش ہو گیا۔

چند لمحوں تک ان دونوں کو ریڈ ریز سے چیک کیا جاتا رہا پھر ان پر شعاعیں برسنا بند ہو گئیں۔ شعاعیں بند ہوتے ہی باڑ سے ایک راستہ کھولا گیا اور راستہ کھلتے ہی وہاں سے دس رینجرز مشین گنیں

لئے تیزی سے ان کی طرف دوڑ کر آتے دکھائی دیئے۔ نزدیک
آتے ہی انہوں نے ان دونوں کو گھیر لیا۔

''اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ''...... ان میں سے ایک رینجر نے چیختے
ہوئے کہا تو وہ دونوں بمشکل اٹھ کر کھڑے ہو گئے لیکن وہ دونوں
یوں لہرا رہے تھے جیسے زخموں سے چور ہونے کی وجہ سے ان سے
کھڑا رہنا مشکل ہو رہا ہو۔

''کس ایجنسی سے تعلق ہے تمہارا''...... اسی رینجر نے پوچھا۔

''جی پی الیون''...... پرنس چلی نے لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں
کہا۔

''کون ہے جی پی الیون کا چیف''...... رینجر نے کرخت لہجے
میں پوچھا۔

''کرنل سٹارم''...... پرنس چلی نے جواب دیا۔

''اپنی شناخت دکھاؤ''...... رینجر نے سخت انداز میں کہا۔

''ہم السلام کے ایجنٹوں سے بڑی مشکلوں سے جان بچا کر
آئے ہیں۔ تم ہماری حالت دیکھ لو۔ اس وقت ان زخموں کے
نشانوں کے سوا تمہیں دکھانے کے لئے ہمارے پاس اور کوئی شناختی
نشان نہیں ہیں۔ اگر ہم وہاں سے نہ بھاگتے تو زندہ نہیں بچ سکتے
تھے اس لئے ہم اپنا سامان لائے بغیر یہاں آ گئے ہیں۔ وہ مخصوص
نشان ہمارے سامان میں تھے''...... پرنس چلی نے کہا۔

''تو پھر ہم کیسے یقین کریں کہ تمہارا تعلق جی پی الیون سے

ہے''...... رینجر نے اسی انداز میں کہا۔ وہ شاید ان کا انچارج تھا۔

''کیا تم انچارج ہو''...... پرنس چلی نے پوچھا۔

''ہاں۔ میرا نام میجر فورسن ہے''...... انچارج نے جواب دیا۔

''میرے پاس کرنل سٹارم کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی ہے۔ تم
میری اس سے بات کرا دو۔ وہ تمہیں خود تصدیق کرا دیں گے کہ
ہمارا تعلق اس سے ہے یا نہیں''...... اس پرنس چلی نے کہا۔

''ہونہہ۔ تم دونوں یہاں تک کیسے آئے ہو اور تمہاری یہ حالت
کیسے ہوئی ہے''...... میجر فورسن نے غراہٹ بھرے لہجے میں پوچھا۔

''یہاں ہم ایک جیپ سے آئے ہیں اور ہمارا السلام کے
ایجنٹوں سے سامنا ہو گیا تھا۔ وہ موت بن کر ہم پر جھپٹ پڑے
تھے۔ ہم نے ان کا مقابلہ کیا اور ان کے ہاتھوں زخمی ہو گئے۔ پلیز
وقت ضائع نہ کرو۔ ہمارا بہت سا خون ضائع ہو گیا ہے۔ ہم پر
نقاہت سی طاری ہو رہی ہے۔ ہم زیادہ دیر کھڑے نہیں رہ سکتے
ہیں۔ ہمیں طبی امداد دو ورنہ ہمارا بچنا مشکل ہو جائے گا۔ ہمارے
پاس السلام کے بارے میں ایک اہم انفارمیشن ہے جو ہمیں ہر حال
میں کرنل سٹارم کو پہنچانی ہے''...... پرنس چلی نے مسلسل بولتے
ہوئے کہا ساتھ ہی اس نے ایکسٹو کو اشارہ کیا تو ایکسٹو فوراً لہرایا اور
وہیں گرتا چلا گیا۔

''اوہ اوہ۔ بروس کو کیا ہوا۔ بروس بروس''...... پرنس چلی نے
گھبرا کر کہا اور فوراً ایکسٹو کی طرف لپکا۔

"اس پر شدید نقاہت طاری ہے۔ فار گاڈ سیک ہماری مدد کرو ورنہ ہم دونوں ہلاک ہو جائیں گے"...... پرنس چلی نے منت بھرے انداز میں کہا۔ میجر فورسن چند لمحے ان کی جانب غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے اپنے ایک ساتھی کو اشارہ کیا تو وہ سر ہلا کر تیزی سے آگے بڑھا اور ایکسٹو کی نبض چیک کرنے لگا۔

"یہ بے ہوش ہے سر"...... رینجر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اٹھا کر لے چلو انہیں۔ اور تم۔ یہ بتاؤ جس جیپ میں آئے ہو۔ کہاں ہے وہ جیپ"...... میجر فورسن نے پہلے اپنے ساتھی سے اور پھر پرنس چلی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ اس ٹیلے کے پیچھے ہے"...... پرنس چلی نے ایک ٹیلے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس کے پیچھے سے نکل کر وہ دونوں اس طرف آئے تھے۔

"ٹھیک ہے۔ تم چاروں جاؤ اور جیپ چیک کرو"...... میجر فورسن نے چار افراد سے کہا تو وہ چار افراد فوراً اس ٹیلے کی جانب بھاگتے چلے گئے جس کے پیچھے جیپ موجود تھی۔ میجر فورسن کے حکم پر دو افراد نے بے ہوش ایکسٹو کو اٹھایا اور وہ باڑ کی جانب بڑھ گئے۔ باڑ کی دوسری طرف چند بیرکیں بنی ہوئی تھیں۔ ان دونوں کو ایک بیرک میں لایا گیا۔ بیرک میں ان دونوں کے لئے عارضی بیڈ لگا دیئے گئے۔ جن میں سے ایک پر ایکسٹو کو لٹا دیا گیا اور دوسرے پر پرنس چلی کو لیٹنے کے لئے کہا گیا۔ پرنس چلی فوراً لیٹ گیا۔ اس

کے چہرے پر ایسے تاثرات دکھائی دے رہے تھے جیسے وہ شدید تکلیف میں ہو اور اس کا رنگ تیزی سے بدلتا جا رہا تھا۔

"تم کیپٹن ڈاکٹر جیرٹ کو بلا لاؤ۔ جلدی"...... میجر فورسن نے پرنس چلی کی بگڑتی ہوئی حالت دیکھ کر اپنے ایک ساتھی سے کہا تو وہ سر ہلا کر بیرک سے نکل گیا۔

"تم نے چونکہ کرنل سٹارم کا حوالہ دیا ہے اس لئے میں پہلے تم دونوں کا ڈاکٹر سے چیک اپ کراؤں گا اور تمہیں ابتدائی طبی امداد دی جائے گی اس کے بعد میں تمہاری کرنل سٹارم سے بات کراؤں گا۔ اگر کرنل سٹارم نے تصدیق کر دی تو ٹھیک ہے ورنہ تم دونوں کو فائرنگ اسکواڈ کے سامنے کھڑا کر کے یہیں ہلاک کر دیا جائے گا"...... میجر فورسن نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"جو کرنا ہے جلدی کرو۔ ہمارے پاس وقت نہیں ہے"۔ پرنس چلی نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔ کچھ ہی دیر میں وہاں ایک کیپٹن آ گیا جو ڈاکٹر تھا۔ میجر فورسن کے کہنے پر وہ ان دنوں کے زخم چیک کرنے لگا۔ زخم کافی گہرے اور خطرناک تھے جنہیں میک اپ کے ذریعے اس خوبصورتی سے بنایا گیا تھا کہ کیپٹن رینک کا ڈاکٹر بھی ان زخموں کو دیکھ کر ایک بار گھبرا گیا۔

"اوہ۔ ان کے زخم تو بے حد خطرناک ہیں۔ ان سے مسلسل خون آ رہا ہے۔ انہیں جلد سے جلد کسی ہسپتال میں منتقل کرنا ہو گا ورنہ شاید ہی ان دونوں میں سے کوئی بچ سکے"...... کیپٹن ڈاکٹر

جیرٹ نے پریشان انداز میں کہا۔

"وقتی طور پر ان کے زخم بند کر کے خون کا اخراج روک دو
انہیں کچھ طاقت کے ایسے انجکشن لگا دو کہ یہ ہسپتال پہنچنے سے پہلے
دو تین گھنٹے گزار سکیں"...... میجر فورسن نے کہا۔

"ہاں۔ میں اس حد تک ان کا علاج کر سکتا ہوں کہ یہ ہسپتال
پہنچنے سے پہلے دو چار گھنٹے گزار سکیں"...... کیپٹن ڈاکٹر جیرٹ نے
کہا اور پھر وہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ زخموں کو بند کرنے کے
لئے اس نے گم پیسٹ کا استعمال کیا تھا جس سے زخموں کو وقتی طور
پر جوڑا جا سکتا تھا تا کہ خون کا اخراج رک سکے۔ پھر کیپٹن ڈاکٹر
جیرٹ نے ان کی بینڈ تج کی اور پھر انہیں طاقت کے انجکشن لگنے
شروع ہو گیا۔ ایکسٹو بے ہوش ہونے کی مسلسل اداکاری کر رہا تھا
جبکہ پرنس چلی ہوش میں تھا۔

"اب یہ دو چار گھنٹوں کے لئے سیف ہیں لیکن اس سے زیادہ
وقت ان کے لئے حقیقتاً خطرناک ہو سکتا ہے"...... کیپٹن ڈاکٹر
جیرٹ نے اپنا کام ختم کرنے کے بعد میجر فورسن سے مخاطب ہو کر
کہا۔

"تھینک یو کیپٹن۔ میرے لئے اتنا ہی کافی ہے"...... میجر فورسن
نے کہا تو کیپٹن ڈاکٹر جیرٹ اسے سیلوٹ کر کے وہاں سے نکل گیا۔

"کیا تم کچھ دیر اور خود کو سنبھال سکتے ہو۔ میں ٹرانسمیٹر لاتا ہوں
تا کہ تمہاری کرنل سٹارم سے بات کرائی جا سکے"...... میجر فورسن نے

چلی کے نزدیک آ کر کہا۔

"ہاں ہاں۔ اب میں قدرے بہتر ہوں۔ تم جاؤ۔ میں بھی جلد
سے جلد کرنل سٹارم سے بات کرنا چاہتا ہوں"...... پرنس چلی نے
کہا تو میجر فورسن اثبات میں سر ہلاتا ہوا مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا
ہوا بیرک سے نکلتا چلا گیا۔ بیرک میں اب بھی دو مشین گن بردار
موجود تھے جو ان کے شدید زخمی ہونے کے باوجود مستعد تھے جیسے
اگر ان میں سے کسی نے بھی کوئی حرکت کی تو وہ ان پر فوراً گولیاں
برسا سکتے تھے۔

کچھ ہی دیر میں میجر فورسن واپس آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک
جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور پرنس چلی
کے پاس آ گیا۔

"کرنل سٹارم کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی بتاؤ"...... میجر فورسن نے
پوچھا تو پرنس چلی اسے کرنل سٹارم کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی بتانے
لگا۔ میجر فورسن نے اس کی بتائی ہوئی فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر
وہ کرنل سٹارم کو مسلسل کال دینا شروع ہو گیا۔

"یس۔ کرنل سٹارم چیف آف جی پی الیون ہیئر۔ کون ہو تم اور
تم میرے ٹرانسمیٹر پر کیسے کال کر رہے ہو اوور"...... رابطہ ملتے ہی
ایک انتہائی کرخت اور گونجدار آواز سنائی دی جس میں قدرے
حیرت کا بھی عنصر شامل تھا۔

"میں سکتھ ریڈ لائن کا انچارج میجر فورسن بول رہا ہوں

جناب۔ ہمارے پاس وائٹ لائن سے دو افراد آئے ہیں جو شدید زخمی ہیں۔ ان کے پاس کوئی شناخت نامہ نہیں ہے اور ان کا کہنا ہے کہ وہ جی پی الیون سے متعلق ہیں۔ اوور''...... میجر فورسن نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کون ہیں وہ دونوں اور اپنی شناخت بتائے بغیر وہ کیسے کہہ رہے ہیں کہ ان کا تعلق جی پی الیون سے ہے۔ اوور''...... دوسری طرف سے کرنل سٹارم نے بری طرح سے غراتے ہوئے کہا۔

''ان کا کہنا ہے کہ ان کا وائٹ لائن کی دوسری طرف السلام گروپ سے سامنا ہو گیا تھا جن سے انہوں نے فائٹ کی تھی جس کے نتیجے میں یہ دونوں شدید زخمی ہو گئے تھے اور یہ بہت مشکل سے ان سے جان بچا کر ریڈ لائن کی طرف آئے تھے۔ اوور''...... میجر فورسن نے کہا۔

''نام بتاؤ ان دونوں کے اور کیا کنڈیشن ہے ان کی۔ اوور''...... کرنل سٹارم نے اسی انداز میں کہا۔

''ان میں سے ایک کا نام کیمران ہے اور دوسرے کا بروس۔ ہم نے آپ کا نام استعمال کرنے پر اور سفید جھنڈے ساتھ لانے کی وجہ سے انہیں وقتی مگر فوری طبی امداد دے دی ہے۔ دو سے چار گھنٹوں تک ان کی جان کو کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن اس سے زیادہ کی میں کوئی گارنٹی نہیں دے سکتا ہوں۔ اوور''۔ میجر فورسن نے کہا۔

''کیا وہ دونوں ہوش میں ہیں۔ اوور''...... کرنل سٹارم نے

پوچھا۔

''بروس بے ہوش ہے البتہ کیمران ہوش میں ہے۔ اوور''۔ میجر فورسن نے جواب دیا۔

''میری بات کراؤ اس سے۔ اوور''...... کرنل سٹارم نے کہا۔

''یس سر۔ ہولڈ آن پلیز۔ اوور''...... میجر فورسن نے کہا۔

''بات کرو کرنل سٹارم سے''...... میجر فورسن نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کر کے ٹرانسمیٹر پرنس چلی کے منہ کے پاس کرتے ہوئے کہا۔

''میں کیمران بول رہا ہوں چیف۔ اوور''...... پرنس چلی نے آنکھیں کھول کر لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

''کوڈ بتاؤ۔ اوور''...... دوسری طرف سے کرنل سٹارم نے غراہٹ بھرے انداز میں کہا۔

''جی پی ہنڈرڈ سکس تھری نائن۔ اوور''...... پرنس چلی نے رک رک کر کہا۔

''اوکے۔ کیا کنڈیشن ہے تمہاری اور اس حالت میں تم یہاں کیوں آئے ہو۔ اوور''...... کرنل سٹارم نے سخت لہجے میں پوچھا۔ کوڈ سن کر اس کے لہجے سے غراہٹ قدرے کم ہو گئی تھی۔

''میری اور بروس کی حالت کافی خراب ہے چیف۔ میں آپ سے زیادہ بات نہیں کر سکتا ہوں۔ آپ فوراً ہمیں یہاں سے لے جائیں۔ میرے پاس آپ کے لئے اہم اطلاع ہے۔ اوور''۔ پرنس

چلی نے اسی انداز میں کہا۔

''کیسی اطلاع۔ اوور''...... کرنل سٹارم نے پوچھا۔

''السلام کا پتہ چل گیا ہے۔ اوور''...... پرنس چلی نے کہا اور اس کی بات سن کر میجر فورسن بھی بری طرح سے چونک پڑا۔

''کیا کہا۔ السلام کا پتہ چل گیا ہے۔ کون ہے وہ۔ کہاں ہے وہ۔ اوور''...... کرنل سٹارم کی بری طرح سے چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''یہ میں آپ مل کر بتاؤں گا چیف۔ بس میں آپ کو یہ بتانا چاہتا تھا کہ میرے پاس السلام کے خلاف اہم اور ٹھوس ثبوت موجود ہیں جس سے اس کی شخصیت کا آسانی سے پتہ چلایا جا سکتا ہے۔ اوور''...... پرنس چلی نے کہا اس کے لہجے میں انتہائی نقاہت تھی جیسے وہ بے سوچے سمجھے بول رہا ہو۔

''اوہ اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میری میجر فورسن سے بات کراؤ۔ جلدی۔ فوراً۔ اوور''...... دوسری طرف سے کرنل سٹارم نے جیسے اس بار انتہائی جوش بھرے لہجے میں کہا۔

''لیس سر۔ میں میجر فورسن ہوں۔ اوور''...... میجر فورسن نے پرنس چلی کے پاس سے ٹرانسمیٹر ہٹا کر اپنے منہ کے پاس کرتے ہوئے کہا۔

''ان دونوں کے پاس اہم اطلاع ہے میجر۔ تم ان دونوں کا خصوصی طور پر خیال رکھو اور میرے آنے تک انہیں ہر حال میں

زندہ رکھو۔ میں اپنے سپیشل ہیلی کاپٹر میں ایک گھنٹے تک تمہارے پاس پہنچ رہا ہوں۔ میں وہاں آ کر خود انہیں لے جاؤں گا۔ اوور''...... کرنل سٹارم نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''لیس سر۔ ٹھیک ہے سر۔ میں آپ کا انتظار کروں گا اور میں آپ کو بتا چکا ہوں میں نے انہیں فوری طبی امداد دے دی ہے۔ یہ اگلے چار گھنٹے سیف ہیں۔ اوور''...... میجر فورسن نے جواب دیا۔

''گڈ شو۔ گڈ شو۔ میں بس پہنچ رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل''۔ کرنل سٹارم نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔ میجر فورسن نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پرنس چلی کی طرف دیکھنے لگا جس نے ایک بار پھر آنکھیں بند کر لی تھیں۔

''کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ کیا واقعی تمہیں السلام کے بارے میں کچھ معلوم ہوا ہے''...... میجر فورسن نے پوچھا لیکن پرنس چلی نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور اسی طرح سے آنکھیں بند کئے پڑا رہا۔

''میں تم سے پوچھ رہا ہوں۔ جواب دو''...... میجر فورسن نے تیز لہجے میں کہا لیکن پرنس چلی اسی طرح سے پڑا رہا۔ میجر فورسن چند لمحے اسے تیز اور غصیلی نظروں سے دیکھتا رہا پھر وہ آگے بڑھا اور اس نے پرنس چلی کی گردن کے پاس مخصوص رگ پر انگلیاں رکھیں تو وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ پرنس چلی بھی بے ہوش ہو گیا تھا۔

"ہونہہ۔ یہ بھی بے ہوش ہو گیا ہے"...... میجر فورسن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ دونوں بے ہوش ہیں لیکن اس کے باوجود تم دونوں ان کی کڑی نگرانی کرو گے جیسے ہی ان میں سے کسی کو ہوش آئے تم فوراً مجھے انفارم کرو گے"...... میجر فورسن نے وہاں موجود دونوں مسلح افراد کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تو ان دونوں نے لیس سر کہا اور میجر فورسن جی پی الیون کے دونوں بے ہوش ایجنٹوں کو دیکھتا ہوا مڑ کر بیرک سے باہر نکلتا چلا گیا۔

دو مسلح افراد اب بھی ان کے سروں پر مسلط تھے اس لئے پرنس چلی اور ایکسٹو ان کی موجودگی میں بات نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے وہ خاموشی سے پڑے رہے۔ ایک گھنٹے کے بعد جی پی الیون کا کرنل سٹارم وہاں پہنچ گیا۔ پرنس چلی اور ایکسٹو اسی حالت میں پڑے رہے۔ ان کے زخم دیکھ کر کرنل سٹارم نے انہیں ہوش میں لانا مناسب نہ سمجھا۔ اس نے سوچا کہ پہلے انہیں ہسپتال لے جا کر مناسب طبی امداد بہم پہنچانی ہو گی۔ اس کے بعد ہی وہ ان سے السلام کے بارے میں پوچھ سکتا ہے۔ چنانچہ اس کے کہنے پر ان دونوں کو بے ہوشی کی ہی حالت میں کرنل سٹارم کے خصوصی ہیلی کاپٹر میں پہنچایا گیا اور کرنل سٹارم انہیں لے کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ کرنل سٹارم انہیں پہلے اپنے ہیڈ کوارٹر لایا تھا جہاں کال کر کے اس نے پہلے ہی ایک ایمبولینس منگوا لی تھی۔ ان دونوں کو ہیلی کاپٹر

سے نکال کر ایمبولینس میں منتقل کیا گیا اور پھر ایمبولینس انہیں لے کر ہسپتال کی طرف روانہ ہو گئی۔

ان دونوں کو جس ہسپتال میں پہنچایا گیا تھا وہ ٹاپ ون ہسپتال تھا۔ جہاں ان کا چیک اپ کیا گیا۔ انہیں چونکہ مخصوص طاقتوں کے انجکشنز لگائے گئے تھے اس لئے ان کا فوری طور پر آپریشن ممکن نہیں تھا۔ ڈاکٹروں کا کہنا تھا کہ جب تک انہیں خود ہوش نہیں آ جاتا اس وقت تک ان کے آپریشن نہیں کئے جا سکتے اور نہ ہی انہیں خون دیا جا سکتا تھا۔ اس لئے انہیں ہوش آنے تک ایک پرائیویٹ روم میں پہنچا دیا گیا۔

کچھ دیر تک کرنل سٹارم ان کے روم میں رکا رہا اور ان کے ہوش میں آنے کا انتظار کرتا رہا پھر وہ سر جھٹکتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔ کرنل سٹارم کے باہر جاتے ہی پرنس چلی نے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے فوراً منہ میں ہاتھ ڈال کر تالو کے نیچے لگا ہوا پلاسٹک کا ایک ٹکڑا الگ کیا اور پھر اسے بیڈ کی چادر سے صاف کرنے لگا۔ اچھی طرح سے صاف کرنے کے بعد اس نے تالو کے ہم رنگ پلاسٹک کے ٹکڑے کو مخصوص انداز میں مروڑنا شروع کر دیا جیسے وہ پلاسٹک نہ ہو بلکہ چیونگم ہو۔ اس کے بعد پرنس چلی نے اپنے سر پر ہاتھ پھیر کر بالوں سے ایک باریک تار نکالا اور اسے اس چیونگم نما پلاسٹک کے سرے سے جوڑ دیا۔ پھر پرنس چلی نے اپنی دائیں ٹانگ اٹھا کر اس پر لگی ہوئی پٹی اتاری اور پھر پٹی کے

نیچے موجود نقلی زخم میں دو انگلیاں ڈال کر گھمانے لگا جب اس کی انگلیاں باہر آئیں تو اس کی انگلیوں میں ایک پن تھی جس کا ایک سرا نوکیلا اور دوسرا گول اور موٹا تھا۔ پرنس چلی نے پن کی نوک اس پلاسٹک کے ٹکڑے کے اس سرے پر لگا دی جس پر اس نے ایک تار لپیٹا تھا۔ پن کو ٹکڑے پر لگا کر وہ اسے انگلیوں سے آہستہ آہستہ گھمانے لگا۔ اسی لمحے پن کا پھولا ہوا سرا اچانک روشن ہو گیا۔

''یس ڈی ایس ہیئر''...... اسی لمحے کمرے میں ایک ہلکی سی آواز ابھری جو اسی پن کے سرے سے نکل رہی تھی۔ ایکسٹو نے بھی آنکھیں کھول دی تھیں اور وہ غور سے پرنس چلی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''پی سی سپیکنگ''...... پرنس چلی نے پرنس چلی کا مخفف بتاتے ہوئے کہا۔

''یس پرنس۔ حکم''...... پن سے آواز آئی۔

''کیا پوزیشن ہے''...... پرنس چلی نے پوچھا۔

''میں تیار ہو پرنس۔ بس آپ کے حکم کی دیر ہے''...... دوسری طرف سے ڈی ایس نے کہا۔

''ہمارے پاس صرف ایک گھنٹہ ہے۔ ایک گھنٹے کے بعد ہمیں یہاں سے او پی میں پہنچا دیا جائے گا اور میں چاہتا ہوں کہ او پی میں جانے سے پہلے تم ہمیں یہاں سے نکال دو''...... پرنس چلی نے کہا۔

''اوکے پرنس۔ آپ بے فکر رہیں۔ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ آپ کو کس فلور اور کس روم میں رکھا گیا ہے۔ میں زیادہ سے زیادہ دس منٹوں تک آپ تک پہنچ جاؤں گا اور اگلے آدھے گھنٹے کے بعد ہم یہاں سے نکل جائیں گے''...... ڈی ایس نے جواب دیا۔

''گڈ۔ ہر طرف خیال رکھنا۔ کوئی چوک نہیں ہونی چاہئے''۔ پرنس چلی نے کہا۔

''آپ فکر نہ کریں میرا تمام انتظام مکمل ہے یہاں سے نکلنے میں ہمیں کوئی مسئلہ نہیں ہوگا''...... ڈی ایس نے جواب دیا۔

''گڈ۔ ہم بس تمہارا انتظار کر رہے ہیں''...... پرنس چلی نے کہا اور پھر اس نے اسے مزید احتیاط کرنے کی ہدایات دیتے ہوئے رابطہ ختم کر دیا۔

''آپ تیار ہیں جناب''...... پرنس چلی نے سب چیزیں الگ الگ کر کے انہیں اسی زخم میں ڈالتے ہوئے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ہاں۔ مگر یہ سب کیا ہے۔ تم نے کس سے بات کی تھی اور یہ کون سا آلہ ہے۔ یہ ٹرانسمیٹر تو نہیں لگتا''...... ایکسٹو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''اسے آپ منی واکی ٹاکی کہہ سکتے ہیں جناب۔ ایسی واکی ٹاکی جس سے بچے عام طور پر کھیلتے ہیں اور میں نے جس سے بات کی ہے وہ میرے بھروسے کا آدمی ہے جو ہمیں یہاں سے نکال کر لے

جانے کے لئے آ رہا ہے“...... پرنس چلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا اس واکی ٹاکی کی کال کیچ نہیں کی جا سکتی۔ اس کمرے میں اگر کوئی مائیکرو فون لگا ہوا ہو تو“...... ایکسٹو نے پوچھا۔ اس نے عبرانی زبان میں بات کی تھی جبکہ پرنس چلی مقامی زبان میں بات کر رہا تھا جیسے اسے کوئی فکر ہی نہ ہو۔

”یہ خالصتاً میری ایجاد ہے جناب۔ اس کی ہاٹ فریکوئنسی کسی بھی طریقے سے چیک نہیں کی جا سکتی اور سب سے اہم ترین بات یہ ہے کہ اگر یہاں کوئی ڈیوائس یا مائیکرو فون لگا ہوا ہوتا تو پھر یہ ڈیوائس خود بخود آف ہو جاتی۔ میں نے اسے انتہائی تکنیکی انداز میں بنایا ہے تاکہ اگر کہیں کوئی خفیہ بگ یا سیکورٹی کیمرہ بھی لگا ہوا ہو تو اس کی موجودگی میں یہ آلہ کوئی کال ہی نہیں ملاتا“...... پرنس چلی نے کہا۔

”تو کیا تم سائنسدان بھی ہو“...... ایکسٹو نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا کیونکہ عمران نے اسے یہ بات نہیں بتائی تھی۔

”جی ہاں جناب۔ میں بھی پرنس آف ڈھمپ کا ہم نوالہ اور ہم پیالہ ہوں۔ جس طرح سے انہوں نے آکسفورڈ سے ایم ایس سی ڈی ایس سی کی ڈگری لی ہے میں بھی ایسی ہی ڈگری ہولڈر ہوں اور میں اپنی تنظیم اور فلسطین کی فلاح کے لئے بھی کچھ نہ کچھ کرتا رہتا ہوں۔ ہمارے پاس وسائل کی تو کمی نہیں ہے لیکن ہمیں وہ سامان دستیاب نہیں ہوتا جس کی مدد سے ہم فلسطین کے لئے کوئی یونیک

ایجادات کر سکیں۔ ہمارا مقصد چونکہ اسرائیل کے خلاف ہے اس لئے جب ہمارا گروپ اسرائیل جاتا ہے تو پھر وہ گروپ میرا ہی بنایا ہوا اسلحہ استعمال کرتا ہے“...... پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو اسے ستائشی نظروں سے دیکھنے لگا۔ عمران نے اس کے بارے میں غلط نہیں کہا تھا واقعی پرنس چلی کے ہزاروں روپ تھے اور ابھی تو ایکسٹو کے سامنے اس کے روپ ظاہر ہی نہیں ہوئے تھے۔ ایکسٹو کو یقین ہو گیا تھا کہ پرنس چلی کے روپ آہستہ آہستہ جب اس پر عیاں ہوں گے تب اسے خود ہی پتہ چل جائے گا کہ پرنس چلی کس حد تک جنگ آزادی کی جدو جہد کرنے والا اور کامیاب لیڈر ہے۔

تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد اچانک ان کے پیچھے کی دیوار سے ہلکی ہلکی آواز سنائی دینے لگی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی دیوار کے پیچھے ڈرل مشین سے سوراخ کر رہا ہو۔ ایکسٹو نے چونک کر دیکھا تو اسے سپاٹ دیوار میں ایک سیاہ لکیر سی بنتی ہوئی دکھائی دی جو نیچے سے اوپر کی طرف اور پھر دائیں سے بائیں طرف جا رہی تھی۔

”لگتا ہے تمہارا ساتھی یہ دیوار لیزر کٹر سے کاٹ رہا ہے“۔ ایکسٹو نے سیاہ لکیر دیکھتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں جناب۔ خاموشی سے کام کرنے کے لئے ہم زیادہ تر لیزر کٹر کا ہی استعمال کرتے ہیں“...... پرنس چلی نے جواب دیا۔

”کمرے کا دروازہ بند ہے لیکن اگر کوئی اچانک دروازہ کھول کر اندر آ گیا اور اس نے دیوار کا کٹاؤ دیکھ لیا تو“...... ایکسٹو نے کہا۔

''اس کے لئے بھی میں تیار ہوں جناب۔ یہ دیکھیں۔ میرے ہاتھ میں ایک کیپسول ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں میں ٹاپ لینز لگا رکھے ہیں جن کی مدد سے میں دیوار کے آر پار بھی دیکھ سکتا ہوں۔ میں اس وقت بھی بخوبی دیکھ سکتا ہوں کہ دروازے کے پاس کون موجود ہے۔ باہر دو مسلح افراد کے سوا کوئی نہیں ہے اور وہ دونوں ایک بنچ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر ان میں سے کسی نے اندر آنے کی کوشش کی تو میں یہ کیپسول توڑ دوں گا جس سے ارد گرد موجود تمام افراد بے ہوش ہو جائیں گے اور جو بھی دروازے کے باہر راہداری میں آئے گا وہ بھی اس کیپسول کی تیز گیس کی بو سے محفوظ نہیں رہ سکے گا۔ ہمیں بس ایک لمحے کے لئے سانس روکنا پڑے گا اور کیپسول توڑنے سے پہلے میں آپ کو بتا دوں گا تاکہ آپ بھی سانس روک سکیں اور شاید آپ نے کمرے کی ساخت نہیں دیکھی۔ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ یہاں سے کوئی آواز باہر نہیں جا سکتی ہے''...... پرنس چلی نے کہا اور ایکسٹو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ پرنس چلی اس کی توقع سے کہیں زیادہ تیز اور ذہین تھا۔ اس نے یہاں تک آنے اور یہاں سے نکلنے کی مکمل پلاننگ کر رکھی تھی جو اس کی ذہانت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

عقبی دیوار پر بننے والی لکیر دائیں طرف جا کر پھر نیچے کی طرف مڑ گئی تھی اور اب ایک سیدھ میں نیچے جا رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی سیاہ مارکر سے دیوار پر دروازے کا نشان بنا رہا ہو۔ جب

لکیر کا سرا نیچے زمین سے مل گیا تو اچانک بھک کی ہلکی سی آواز کے ساتھ وہاں دیوار میں ایک خلاء سا بن گیا۔ دیوار کا چوکھٹا راکھ بن کر گر گیا تھا اب وہاں باقاعدہ ایک دروازے جیسا خلاء دکھائی دے رہا تھا۔

جیسے ہی دروازہ بنا اچانک دوسری طرف سے ایک ادھیڑ عمر شخص اچھل کر اس طرف آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چپٹا پسٹل تھا۔ اس آدمی نے ڈاکٹروں جیسا مخصوص لباس پہن رکھا تھا اور اس کے منہ پر ماسک بھی دکھائی دے رہا تھا۔ اس شخص کو اندر آتے دیکھ کر پرنس چلی فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''آئیں جناب جلدی کریں۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہے''۔ پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو بھی فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ تینوں واپس اس خلاء کی طرف بڑھ گئے جس سے ادھیڑ عمر ڈاکٹر نکل کر باہر آیا تھا۔ ڈاکٹر نے ان سے کوئی بات نہیں کی تھی۔ خلاء سے گزر کر وہ دوسری طرف آئے تو وہاں ایک واش روم تھا۔ واش روم کافی بڑا تھا۔ جس کے باہر مزید واش رومز بنے ہوئے تھے۔ جو شاید ڈاکٹرز کے استعمال کے لئے بنائے گئے تھے۔ تینوں اسی واش روم میں رک گئے۔ واش روم کا دروازہ بند تھا۔ ڈاکٹر آگے بڑھا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ دوسری طرف کوئی نہیں تھا۔ اس نے ان دونوں کو بھی باہر بلا لیا۔ پورے واش روم میں اس وقت ان تینوں کے سوا کوئی نہیں تھا۔

"آپ اس واش روم میں چلے جائیں اور آپ اس میں۔ آپ دونوں کے لئے میں نے ان واش رومز میں لباس رکھے ہوئے ہیں۔ آپ وہ لباس پہن کر باہر آ جائیں۔ دونوں واش رومز میں میک اپ کٹس بھی موجود ہیں۔ آپ میک اپ کر کے اپنے حلیئے بھی تبدیل کر لیں تب تک میں باہر آپ دونوں کا ویٹ کرتا ہوں"...... ڈاکٹر نے انہیں دو واش رومز کی طرف اشارہ کر کے بتاتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز سن کر ایکسٹو پہچان گیا یہ ڈی ایس کی آواز تھی جس نے پرنس چلی سے واکی ٹاکی جیسے آلے پر بات کی تھی۔

"او کے۔ ہم آ رہے ہیں"...... پرنس چلی نے کہا اور اس واش روم کی جانب بڑھ گیا جس کی طرف ڈی ایس نے اشارہ کیا تھا اور ایکسٹو دوسرے واش روم میں چلا گیا۔

ایکسٹو جس واش روم میں داخل ہوا وہاں واقعی اس کے ماپ کا ایک لباس موجود تھا۔ واش روم کے ٹینک پر ایک میک اپ کٹ بھی موجود تھی۔ ایکسٹو نے لباس تبدیل کیا اور میک اپ کٹ کھول کر اس سے سامان نکال کر اپنا میک اپ بدلنے لگا۔ اس نے اپنا پرانا لباس وہیں چھوڑا اور پھر وہ واش روم سے باہر آ گیا۔ اس وقت تک پرنس چلی بھی دوسرے واش روم سے نکل آیا تھا۔ اس کا حلیہ بدلا ہوا تھا۔ ایکسٹو نے اس کی جانب ستائشی نظروں سے دیکھا۔ پرنس چلی نے واقعی شاندار روپ بدلا تھا وہ پہلے سے کہیں

زیادہ پرکشش نوجوان دکھائی دے رہا تھا۔ پرنس چلی بھی اس کی جانب ستائشی نظروں سے ہی دیکھ رہا تھا۔

"چلیں"...... پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں واش روم کے مین دروازے کی جانب بڑھ گئے۔ مین دروازہ کھول کر وہ باہر نکلے تو ڈی ایس ڈاکٹر کے روپ میں باہر ہی ان کا انتظار کر رہا تھا۔ باہر ایک طویل راہداری تھی۔ جہاں کئی افراد موجود تھے۔

"آپ میرے پیچھے آ جائیں"...... ڈی ایس نے انہیں واش روم سے نکلتے دیکھ کر کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ ایکسٹو اور پرنس چلی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے اور پھر مختلف راستوں سے گزرتے ہوئے وہ ہسپتال کے مین دروازے سے باہر نکل آئے۔ راستے میں کئی افراد، نرسوں اور ڈاکٹروں نے ڈی ایس کو ڈاکٹر ہیوگن کے نام سے پکارا تھا جس سے ایکسٹو کو اندازہ ہو رہا تھا کہ ڈی ایس نے اس ہسپتال کے ڈاکٹر ہیوگن کا میک اپ کر رکھا ہے۔

ڈی ایس کو کسی ایمرجنسی کیس کے لئے بھی بلایا جا رہا تھا لیکن ڈی ایس انہیں ابھی واپس آنے کا کہہ کر باہر جا رہا تھا۔ ہسپتال سے باہر آتے ہی اس نے انہیں گیٹ کے پاس رکنے کے لئے کہا اور خود دائیں طرف بڑھ گیا جہاں سیڑھیاں سی نیچے جا رہی تھیں اور سیڑھیوں کے اوپر دیوار پر پارکنگ کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ کچھ

"آپ اس واش روم میں چلے جائیں اور آپ اس میں۔ آپ دونوں کے لئے میں نے ان واش رومز میں لباس رکھے ہوئے ہیں۔ آپ وہ لباس پہن کر باہر آ جائیں۔ دونوں واش رومز میں میک اپ کٹس بھی موجود ہیں۔ آپ میک اپ کر کے اپنے حلیئے بھی تبدیل کر لیں تب تک میں باہر آپ دونوں کا ویٹ کرتا ہوں"...... ڈاکٹر نے انہیں دو واش رومز کی طرف اشارہ کر کے بتاتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز سن کر ایکسٹو پہچان گیا یہ ڈی ایس کی آواز تھی جس نے پرنس چلی سے واکی ٹاکی جیسے آلے پر بات کی تھی۔

"او کے۔ ہم آ رہے ہیں"...... پرنس چلی نے کہا اور اس واش روم کی جانب بڑھ گیا جس کی طرف ڈی ایس نے اشارہ کیا تھا اور ایکسٹو دوسرے واش روم میں چلا گیا۔

ایکسٹو جس واش روم میں داخل ہوا وہاں واقعی اس کے ماپ کا ایک لباس موجود تھا۔ واش روم کے ٹینک پر ایک میک اپ کٹ بھی موجود تھی۔ ایکسٹو نے لباس تبدیل کیا اور میک اپ کٹ کھول کر اس سے سامان نکال کر اپنا میک اپ بدلنے لگا۔ اس نے اپنا پرانا لباس وہیں چھوڑا اور پھر وہ واش روم سے باہر آ گیا۔ اس وقت تک پرنس چلی بھی دوسرے واش روم سے نکل آیا تھا۔ اس کا حلیہ بدلا ہوا تھا۔ ایکسٹو نے اس کی جانب ستائشی نظروں سے دیکھا۔ پرنس چلی نے واقعی شاندار روپ بدلا تھا وہ پہلے سے کہیں

زیادہ پرکشش نوجوان دکھائی دے رہا تھا۔ پرنس چلی بھی اس کی جانب ستائشی نظروں سے ہی دیکھ رہا تھا۔

"چلیں"...... پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں واش روم کے مین دروازے کی جانب بڑھ گئے۔ مین دروازہ کھول کر وہ باہر نکلے تو ڈی ایس ڈاکٹر کے روپ میں باہر ہی ان کا انتظار کر رہا تھا۔ باہر ایک طویل راہداری تھی۔ جہاں کئی افراد موجود تھے۔

"آپ میرے پیچھے آ جائیں"...... ڈی ایس نے انہیں واش روم سے نکلتے دیکھ کر کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ ایکسٹو اور پرنس چلی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے اور پھر مختلف راستوں سے گزرتے ہوئے وہ ہسپتال کے مین دروازے سے باہر نکل آئے۔ راستے میں کئی افراد، نرسوں اور ڈاکٹروں نے ڈی ایس کو ڈاکٹر ہیوگن کے نام سے پکارا تھا جس سے ایکسٹو کو اندازہ ہو رہا تھا کہ ڈی ایس نے اس ہسپتال کے ڈاکٹر ہیوگن کا میک اپ کر رکھا ہے۔

ڈی ایس کو کسی ایمرجنسی کیس کے لئے بھی بلایا جا رہا تھا لیکن ڈی ایس انہیں ابھی واپس آنے کا کہہ کر باہر جا رہا تھا۔ ہسپتال سے باہر آتے ہی اس نے انہیں گیٹ کے پاس رکنے کے لئے کہا اور خود دائیں طرف بڑھ گیا جہاں سیڑھیاں سی نیچے جا رہی تھیں اور سیڑھیوں کے اوپر دیوار پر پارکنگ کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ کچھ

ہی دیر میں ڈی ایس ایک سیاہ رنگ کی پراڈو گاڑی لے کر گیٹ کے پاس آ گیا۔ اس نے کار ان دونوں کے پاس روکی اور اسے دیکھ کر ایکسٹو اور پرنس چلی کار میں بیٹھ گئے۔ ان دونوں کے بیٹھتے ہی ڈی ایس نے کار آگے بڑھا دی۔

''کیا یہ اسی ڈاکٹر کی گاڑی ہے جس کا تم نے میک اپ کر رکھا ہے''...... پرنس چلی نے ڈی ایس سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ ڈی ایس کے سائیڈ والی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا جبکہ ایکسٹو پچھلی سیٹ پر بیٹھا تھا۔

''یس باس۔ میں نے ڈاکٹر ہیوگن کا میک اپ کر رکھا ہے۔ جہاں میری رہائش ہے ڈاکٹر ہیوگن کی بھی رہائش اسی علاقے میں ہے اس لئے میں نے اسی پر ہاتھ ڈالنا مناسب سمجھا تھا۔ چنانچہ میں اس کی رہائش گاہ پہنچا اور پھر میں نے اسے آف کر کے اس کا روپ بدلا اور ہسپتال پہنچ گیا''...... ڈی ایس نے جواب دیا۔

''اور ڈاکٹر ہیوگن۔ اس کی لاش کا کیا کیا تم نے''...... پرنس چلی نے پوچھا۔

''میں نے اس کی لاش کے ٹکڑے کر کے ایک گٹر میں بہا دیئے ہیں باس۔ اس کا اب کہیں کچھ پتہ نہیں چلے گا''...... ڈی ایس نے جواب دیا تو پرنس چلی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''کچھ بھی ہو جس طرح سے تمہارا ساتھی ہمیں ہسپتال سے لے کر باہر آیا ہے۔ اس سے کرنل سٹارم کو اس پر شک بھی ہو سکتا

ہے۔ تم نے دیکھا نہیں تھا کہ نرسیں اور ڈاکٹرز، ڈاکٹر ہیوگن کو ایمرجنسی کے لئے بلا رہے تھے لیکن یہ سب کو ٹال رہا تھا''۔ ایکسٹو نے کہا۔

''تو کیا فرق پڑتا ہے۔ انہیں شک ہوتا ہے تو ہوتا رہے۔ آئی ڈونٹ کیئر۔ ڈی ایس کا روپ بدل جائے گا تو ڈاکٹر ہیوگن کا نام و نشان تک مٹ جائے گا پھر وہ ڈھونڈتے رہیں ہمیں بھی اور ڈاکٹر ہیوگن کو بھی''...... پرنس چلی نے لاپرواہی سے کہا۔

''اور یہ کار۔ یہ بھی تو ڈاکٹر ہیوگن کی ہی ہے''...... ایکسٹو نے کہا۔

''ہسپتال سے نکلنے کے لئے اس گاڑی میں آنا ضروری تھا ورنہ راستے میں جگہ جگہ مجھے اور آپ کو رجسٹر میں اپنے نام درج کرانے کے ساتھ ساتھ دستخط کرنے پڑتے۔ آپ دونوں کے نام چونکہ وزیٹرز اور مریضوں کی لسٹ میں نہیں ہیں اس لئے اگر میں آپ کے ساتھ نہ ہوتا تو مشکل ہو جاتی۔ میں یہ گاڑی بھی عارضی طور پر اپنے ساتھ لایا ہوں جسے یہاں سے کچھ دور چھوڑ دوں گا''۔ پرنس چلی کی بجائے ڈی ایس نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ڈی ایس نے واقعی کار ایک کمرشل پلازہ کے پاس روکی اور وہ سب کار سے نکل آئے۔ ڈی ایس نے ڈاکٹروں والا کوٹ اتار کر پہلے ہی کار میں رکھ دیا تھا۔ اس طرف آتے ہوئے ڈی ایس نے اپنی وگ بھی اتار دی تھی اور کار میں

بیٹھے بیٹھے اپنے چہرے کو تھپتھپاتے ہوئے چہرے کے نقش و نگار بھی بدل لئے تھے۔

کار سے نکل کر وہ پلازہ کی پارکنگ کی طرف گئے اور پھر کچھ ہی دیر میں وہ ایک نئی سیڈان کار میں پارکنگ سے نکل رہے تھے۔ اگلے ایک گھنٹے میں پرنس چلی اور ایکسٹو ایک ایسی رہائش گاہ میں تھے جو شہر سے الگ تھلگ اور پرسکون ماحول میں تھی۔ کوٹھی نما اس رہائش گاہ میں داخل ہونے سے پہلے انہوں نے کار کافی فاصلے پر چھوڑ دی تھی اور پیدل چلتے ہوئے اس رہائش گاہ میں آئے تھے۔

ڈی ایس انہیں ایک شاندار روم میں لے آیا۔

"آپ یہاں آرام کریں۔ میں ڈی ایس کے ساتھ جا رہا ہوں۔ مجھے باہر کا ماحول چیک کرنا ہے اور پھر مجھے آپ کے لئے یہ پتہ لگانا ہے کہ گارج کہاں ملے گا اور اس تک پہنچنے کے لئے ہمیں کن مرحلوں سے گزرنا پڑے گا"...... پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر پرنس چلی اپنے ساتھی ڈی ایس کے ساتھ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

حصہ اول ختم شد

44 B

عمران سیریز نمبر

پاور آف ایکسٹو

حصہ دوم

ظہیر احمد

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

ناشران ------ محمد ارسلان قریشی
---------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ------ محمد اشرف قریشی
طابع ------- سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

کرنل سٹارم اپنے آفس میں موجود تھا۔ وہ میز پر کہنیاں ٹکا کر دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر بیٹھا ہوا تھا۔ اسے اطلاع مل چکی تھی کہ وہ ریڈ لائن سے اپنے جن دو ایجنٹوں کو لایا تھا وہ دونوں ہسپتال سے غائب ہو چکے تھے اور انہیں وہاں سے اسی ہسپتال کا ایک سینئر ڈاکٹر ہیوگن نکال کر لے گیا تھا۔

کرنل سٹارم نے خود ٹاپ ون ہسپتال میں جا کر وہ روم چیک کیا تھا جہاں اس کے دونوں ایجنٹوں کو رکھا گیا تھا۔ کمرے کی پچھلی دیوار کو کسی ریز کٹر سے کاٹا گیا تھا اور دیوار کے پیچھے واش روم سے گزر کر وہ دونوں اپنے پیروں پر چلتے ہوئے ڈاکٹر ہیوگن کے ساتھ گئے تھے۔ اس بات کا پتہ کرنل سٹارم کو واش روم کے باہر لگے ہوئے شارٹ سرکٹ کیمروں کی فوٹیج سے ملا تھا۔ واش روم سے ڈاکٹر ہیوگن کے ساتھ جو دو سوٹڈ بوٹڈ افراد نکلے تھے ان کی شکلیں

مختلف ضرور تھیں لیکن ان کے قد کاٹھ کرنل سٹارم کے ایجنٹوں جیسے ہی تھے۔ اسی طرح دوسرے کیمروں سے جب پورے ہسپتال اور پارکنگ کی فوٹیج چیک کی گئیں تو وہ دونوں ڈاکٹر ہیوگن کے ساتھ ہی اس کی کار میں گئے تھے۔

ڈاکٹر ہیوگن کو ہر طرف تلاش کیا گیا لیکن اس کا کہیں کچھ پتہ نہیں چلا تھا لیکن اس کی پراڈو کار ایک کمرشل پلازہ سے مل گئی تھی۔ پھر جب ڈاکٹر ہیوگن کی رہائش گاہ کو باریک بینی سے چیک کیا گیا تو رہائش گاہ کے ایک گٹر سے انہیں ایک لاش کے ٹکڑے ملے۔ لاش کے ٹکڑوں کو ایک جگہ جمع کر کے فرانسک لیبارٹری بھیج دیا گیا۔ جہاں لاش کے ٹکڑوں کے مختلف ٹیسٹوں کے ساتھ اس کا ڈی این اے چیک کیا گیا تو پتہ چلا کہ وہ لاش ڈاکٹر ہیوگن کی تھی۔ جسے نہایت بے دردی سے قتل کر کے اور اس کی لاش کے ٹکڑے کر کے گٹر میں پھینک دیئے گئے تھے۔ لاش کے تجزیئے سے اس بات کا بھی پتہ چل گیا تھا کہ ڈاکٹر ہیوگن چوبیس سے پچیس گھنٹے قبل ہلاک کیا گیا تھا۔ وہ لاش ڈاکٹر ہوگن کی تھی جس سے اس بات کی تصدیق ہوگئی تھی کہ ہسپتال میں جو ڈاکٹر ہیوگن موجود تھا وہ کوئی اور تھا۔ جس نے خاص طور پر ڈاکٹر ہیوگن کو قتل کر کے اس کی جگہ لی تھی اور ہسپتال پہنچ گیا تھا تاکہ وہ ان دونوں ایجنٹوں کو وہاں سے نکال سکے اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا تھا۔

نقلی ڈاکٹر ہیوگن کے ساتھ جس طرح سے دونوں ایجنٹ چلتے

ہوئے گئے تھے ان کی فوٹیج دیکھ کر کرنل سٹارم بھی حیران رہ گیا تھا۔ کہاں دونوں ایجنٹ زخموں سے چور تھے اور وہ نقاہت کی وجہ سے ٹھیک طرح سے بات بھی نہیں کر سکتے تھے اور کہاں وہ بالکل فریش اور نہایت اطمینان بھرے انداز میں چلتے ہوئے ڈاکٹر ہیوگن کے ساتھ باہر گئے تھے۔ ان کے جسم پر ایک معمولی خراش کا بھی نشان دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ہسپتال کے دو واش روموں سے انہیں ایجنٹوں کے اتارے ہوئے ہسپتال کے لباسوں کے ساتھ چند ایسی چیزیں بھی ملی تھیں جنہیں دیکھ کر کرنل سٹارم کا دماغ لٹو کی طرح گھوم گیا تھا۔

ان چیزوں میں پلاسٹک کے ایسے ٹکڑے بھی شامل تھے جو جلد کے رنگ کے تھے اور ان میں خون بھرا ہوا تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے سانپوں کی طرح ان دو افراد نے بھی وہاں اپنے جسم کی کھال اتار دی ہو۔ پلاسٹک کی ان دونوں کھالوں پر زخموں کے بالکل ایسے ہی نشان موجود تھے جنہیں کرنل سٹارم نے ظاہری حالت میں دونوں ایجنٹوں کے جسموں پر زخموں کی شکل میں دیکھے تھے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر کرنل سٹارم کا دماغ بھنا اٹھا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اسے ڈاج دیا گیا ہے اور وہ سرحدی پٹی سے جن دو افراد کو لایا ہے وہ اس کے خاص ایجنٹ نہیں بلکہ کوئی اور تھے۔ لیکن کرنل سٹارم کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ وہ دونوں کون تھے اور انہیں کیمران اور بروس کے نام کیسے معلوم ہوئے تھے۔ بروس تو بے ہوش تھا لیکن

کیمران نے اس سے باقاعدہ اس کے ٹرانسمیٹر پر بات کی تھی اگر وہ کیمران نہیں تھا تو پھر اسے کرنل سٹارم کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی کیسے معلوم ہوگئی تھی اور پھر کیمران نے کرنل سٹارم کو باقاعدہ کوڈز بھی بتائے تھے جو صرف فلسطین کے مخصوص فارن ایجنٹ ہی جانتے تھے۔

کرنل سٹارم کو جہاں تک سمجھ آیا تھا وہ یہ تھا کہ وہ دونوں ایجنٹ کوئی اور تھے جنہوں نے اس کے دونوں فارن ایجنٹوں کیمران اور بروس کو پکڑ لیا تھا اور پھر ان سے تمام معلومات اگلوا کر ان کی جگہ لے لی تھی اور پھر وہ ان دونوں ایجنٹوں کا روپ دھار کر سرحدی پٹی تک آگئے تھے تاکہ وہ کرنل سٹارم کو آلہ کار بنا کر اسرائیل میں داخل ہوسکیں۔ کرنل سٹارم کو یہ بات بھی کھائے جا رہی تھی کہ وہ خود فلسطین کے نجانے کن خطرناک ایجنٹوں کو اسرائیل لے آیا ہے جو اب نجانے کہاں غائب ہو گئے ہیں اور وہ اسرائیل میں کس مقصد کے لئے داخل ہوئے ہیں۔ اگر انہوں نے اسرائیل میں شدت پسندانہ کارروائیاں کرنے کا آغاز کر دیا اور اعلیٰ حکام کو اس بات کا علم ہوگیا کہ یہ کارروائیاں وہی دو افراد کر رہے ہیں جنہیں کرنل سٹارم اپنے فارن ایجنٹ سمجھ کر سرحدی پٹی سے لایا ہے تو اعلیٰ حکام اس کا کیا حشر کریں گے اس خیال سے ہی کرنل سٹارم کی روح کانپ رہی تھی۔ اس لئے اس نے فوری طور پر اس سارے معاملے کو سمیٹ لیا تھا اور ہسپتال کے ایم ایس سمیت ان تمام افراد کو سختی

سے منع کر دیا تھا کہ وہ کسی سے اس بات کا ذکر نہ کریں کہ وہاں کرنل سٹارم نے کسی کو ایڈمٹ کیا تھا اور وہ کس طرح سے ہسپتال سے نکل گئے تھے۔ یہاں تک کہ کرنل سٹارم نے ڈاکٹر ہیوگن کی ہلاکت کی خبر کو بھی چھپا لیا تھا۔ البتہ کرنل سٹارم نے دونوں ایجنٹوں اور ڈاکٹر ہیوگن کی خفیہ طور پر بڑے پیمانے پر تلاش کرنی شروع کر دی تھی۔ وہ ہر حال میں ان تینوں تک پہنچنا چاہتا تھا جن کی وجہ سے اس کی عزت خطرے میں تھی۔

کرنل سٹارم جانتا تھا کہ اگر اس نے جلد سے جلد ان دونوں ایجنٹوں کو تلاش نہ کیا اور ان کی حقیقت سامنے نہ آئی تو اسے نہ صرف اپنے عہدے سے ہاتھ دھونے پڑ سکتے ہیں بلکہ اس کا کورٹ مارشل بھی کیا جا سکتا ہے۔ کورٹ مارشل ہونے کی صورت میں فلسطینوں کو غیر قانونی طور پر اسرائیل لانے کے جرم میں اسے ڈائریکٹ موت کی سزا بھی دی جا سکتی ہے۔

کرنل سٹارم نے نہایت راز دارانہ انداز میں اپنی سروس کے ممبران کو اسرائیل میں پھیلا رکھا تھا تاکہ وہ ہر ممکن طریقے سے دونوں ایجنٹوں اور ان کے ساتھی کو تلاش کر سکیں جس نے ٹاپ ون ہسپتال سے نکلنے میں ان دونوں کی مدد کی تھی اور ٹاپ ون کے ایک سینئر ڈاکٹر کو بھی اپنے مقصد کے لئے ہلاک کر دیا تھا۔

کرنل سٹارم اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ اگر وہ دونوں ایجنٹ اس کے ہاتھ نہ آئے اور اس نقلی ڈاکٹر ہیوگن کا کچھ پتہ نہ چلا تو کیا ہو

گا۔ اسے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی وردی اترتی دکھائی دے رہی تھی اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ اسے موت کی سزا سنا کر فائرنگ اسکواڈ کے سامنے کھڑا کر دیا گیا ہو جو کسی بھی لمحے اس پر فائرنگ کر سکتا تھا۔ اسی لمحے اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کی تیز سیٹی کی آواز سن کر وہ یوں اچھلا جیسے اچانک فائرنگ اسکواڈ نے اس پر بے تحاشہ فائرنگ کرنی شروع کر دی ہو۔ پھر ٹرانسمیٹر کی سیٹی بجتے دیکھ کر اس کے چہرے پر سکون آ گیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر فوراً ٹرانسمیٹر اٹھا لیا۔ ٹرانسمیٹر پر سرخ بلب سپارک کر رہا تھا۔ کرنل سٹارم نے ایک بٹن پریس کیا تو سرخ بلب آف ہو گیا اور اس کی جگہ ایک سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔

”ہیلو ہیلو۔ الیون تھرٹی کالنگ۔ ہیلو۔ اوور“...... ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مودبانہ مردانہ آواز سنائی دی۔

”یس۔ چیف اٹنڈنگ یو۔ اوور“...... کرنل سٹارم نے ٹرانسمیٹر کا مخصوص بٹن پریس کر کے انتہائی سپاٹ لہجے میں کہا۔

”میں الیون تھرٹی بول رہا ہوں چیف۔ اوور“...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”بولو۔ کیوں کال کی ہے۔ اوور“...... کرنل سٹارم نے پوچھا۔

”چیف مجھے ان دونوں ایجنٹوں کا پتہ چل گیا ہے جو ٹاپ ون ہسپتال سے فرار ہوئے تھے۔ اوور“...... الیون تھرٹی نے کہا اور اس کی بات سن کر کرنل سٹارم بے اختیار اچھل پڑا۔

”پتہ چل گیا ہے۔ اوہ۔ گڈ شو۔ ویری گڈ شو۔ کیسے پتہ چلا ان کا اور کہاں ہیں وہ دونوں۔ اوور“...... کرنل سٹارم نے انتہائی مسرت بھرے انداز میں چلاتے ہوئے کہا۔ دونوں ایجنٹوں کے پتہ چلنے کا سن کر اس کا چہرہ پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا تھا۔

”وہ دونوں اس وقت تل ابیب کے نواحی علاقے خناس کی ایک کالونی میں موجود ہیں چیف۔ اوور“...... الیون تھرٹی نے کہا۔

”خناس۔ اوہ۔ وہ خناس کیسے پہنچ گئے اور وہ ان کا تیسرا ساتھی جس نے انہیں ہسپتال سے نکالنے میں ان کی مدد کی تھی۔ کیا وہ بھی ان کے ساتھ ہے۔ اوور“...... کرنل سٹارم نے پوچھا۔

”یس چیف۔ وہ بھی اس وقت اسی کوٹھی میں موجود ہے جس میں نقلی کیمران اور بروس موجود ہیں۔ اوور“...... الیون تھرٹی نے جواب دیا۔

”کوٹھی۔ ہونہہ۔ کیا تم اس کوٹھی کے پاس موجود ہو۔ اوور“۔ کرنل سٹارم نے پوچھا۔

”یس چیف۔ میں اپنے ساتھ فورس لایا ہوں۔ میں نے اس رہائش گاہ کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ ان کے پاس یہاں سے بچ نکلنے کا کوئی ایک بھی راستہ نہیں ہے۔ اوور“...... الیون تھرٹی نے کہا۔

”انہیں بچ کر نکلنا بھی نہیں چاہئے۔ میں ان تینوں کو نہیں چھوڑوں گا۔ انہوں نے میری راتوں کی نیندیں حرام کر رکھی تھیں۔

میں ہر حال میں انہیں زندہ پکڑنا چاہتا ہوں اور ان سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ آخر ہیں کون اور انہوں نے اصلی کیمران اور بروس کے ساتھ کیا کیا تھا۔ اوور“...... کرنل شارم نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”یس چیف۔ اوور“...... الیون تھرٹی نے کہا۔

”تم ان تک کیسے پہنچے اور تمہیں کیسے یقین ہے کہ یہ وہی تین ہیں جن کی ہمیں تلاش ہے۔ اوور“...... کرنل شارم نے پوچھا۔

”میں اپنی ٹیم کے ساتھ شہر بھر میں ان کو تلاش کر رہا تھا چیف۔ وہ چونکہ ڈاکٹر ہیوگن کی کار میں فرار ہوئے تھے اس لئے میرا فوکس اس کار پر ہی تھا۔ جن جن راستوں سے وہ کار گزرتی تھی میں نے ان تمام علاقوں کے شارٹ سرکٹ کیمروں کے فوٹیج حاصل کر لئے تھے۔ کار مختلف شاہراہوں سے ہوتی ہوئی ایک کمرشل پلازہ تک پہنچی تھی اور انہوں نے وہاں وہ کار چھوڑ دی تھی۔ جس کمرشل پلازہ کے باہر انہوں نے کار چھوڑی تھی وہاں بھی شارٹ سرکٹ کیمرے نصب تھے۔ میں نے ان کی فوٹیج حاصل کی تو ان تینوں کے نئے حلیے میرے سامنے آ گئے۔ ان میں سے ایک شخص کمرشل پلازہ کی پارکنگ میں گیا تھا اور اس نے وہاں سے ایک اور کار نکال لی تھی۔ جس پر میں نے دوسری کار کے بارے میں تفصیلات حاصل کرنی شروع کر دیں۔ اس کے لئے بھی میں نے سڑکوں پر لگے ہوئے شارٹ سرکٹ کیمروں کے فوٹیج کا ہی سہارا لیا تھا۔ نئی کار میں وہ

تینوں حتاس کی طرف گئے تھے اور پھر انہوں نے ایک علاقے میں وہ کار بھی چھوڑ دی تھی۔ جب میں اس علاقے میں پہنچا تو میں نے اس سارے علاقے کو غیر محسوس انداز میں گھیر لیا۔ میں نے سی سی کیمروں سے حاصل کی ہوئی فوٹیج سے ان تینوں کے نئے حلیوں والے پرنٹ بھی نکلوا لئے تھے۔ جنہیں دکھا کر ارد گرد کے مکینوں سے مجھے معلوم ہوا کہ وہ اس کالونی کی کس کوٹھی میں گئے ہیں۔ چنانچہ میں نے فورس خفیہ انداز میں کوٹھی کے گرد پھیلا دی۔ میں نے احتیاط کے طور پر اس کوٹھی میں سٹراک ریز پھیلا دی۔ سٹراک ریز سے میں اندر دیکھ تو نہیں سکتا تھا لیکن ایک رسیور سے میں ان کی باتیں ضرور سن سکتا تھا۔ میں نے رسیور آن کیا تو مجھے ان کی باتیں سننے کا موقع مل گیا۔ جس سے مجھے یقین ہو گیا کہ یہی وہ رہائش گاہ ہے جس میں میرے تینوں اہداف موجود ہیں۔ اوور“...... الیون تھرٹی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کیا باتیں ہوئی تھیں ان میں۔ کیا سنا چن تم نے۔ اوور“۔ کرنل شارم نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

”وہ تینوں کافی دیر پہلے ہی اس کوٹھی میں پہنچ گئے تھے۔ ان میں سے وہ شخص جو بروس بنا ہوا تھا وہ اسی کوٹھی میں آرام کرنے کے لئے رک گیا تھا لیکن دو افراد جن میں ایک کیمران تھا اور دوسرا نقلی ڈاکٹر ہیوگن وہ کہیں باہر چلے گئے تھے لیکن پھر وہ جلد ہی واپس آ گئے۔ وہ تینوں آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ ابھی ان کی تلاش

میں ہر طرف فورسز پھیلی ہوئی ہیں اگر وہ اسی حالت میں باہر گئے تو جی پی الیون یا پھر ڈاگ ایجنسی کو ان کے بارے میں کچھ نہ کچھ پتہ چل جائے گا۔ اس لئے انہیں کچھ روز یہیں رکنا پڑے گا یہی سوچ کر وہ دونوں واپس آئے تھے۔ اور چیف آپ کو یہ سن کر حیرانی ہو گی کہ جو شخص بروس بنا ہوا ہے وہ پاکیشیا سے آیا ہے۔ جبکہ کیمران کا جس شخص نے روپ دھارا ہے اس کا تعلق السلام گروپ سے ہے۔ جو خود کو کوڈ میں پرنس چلی کہتا ہے۔ پرنس چلی کے ساتھی کا نام ڈی ایس ہے جس کا اصل نام مجھے معلوم نہیں ہو سکا ہے کیونکہ وہ دونوں اسے ڈی ایس ہی کہہ رہے ہیں۔ پرنس چلی ڈی ایس کو پاکیشیا سے آنے والے شخص کے بارے میں بتا رہا تھا۔ اوور“۔ الیون تھرٹی نے کہا۔

”کیا بتا رہا تھا۔ کون ہے وہ پاکیشیائی ایجنٹ۔ اوور“...... کرنل سٹارم نے اسی بے تابی سے پوچھا۔ جیسے وہ بھی پاکیشیا سے آنے والے ایجنٹ کے بارے میں جاننا چاہتا ہو کہ وہ کون ہے اور وہ یہاں کس مقصد کے لئے آیا ہے۔

”وہ ایکسٹو ہے چیف۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا پراسرار چیف ایکسٹو۔ اوور“...... الیون تھرٹی نے کہا۔ پہلے تو جیسے کرنل سٹارم کو کچھ سمجھ میں نہ آیا لیکن پھر اچانک وہ حقیقتاً اس بری طرح سے اچھل پڑا جیسے اچانک اس کے پیروں میں ہینڈ گرنیڈ آ پھٹا ہو۔

”کک۔ کک۔ کیا کہا تم نے۔ ایکسٹو۔ اوور“...... کرنل سٹارم

نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”یس چیف۔ پرنس چلی اور اس کا ساتھی بروس اس سے نہایت عزت اور تکریم سے پیش آ رہے تھے اور بروس بننے والے شخص کو چیف ایکسٹو کہہ رہے تھے۔ اوور“...... الیون تھرٹی نے کہا تو کرنل سٹارم کی آنکھیں حیرت کی زیادتی اور خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو اور اسرائیل میں۔ یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو الیون تھرٹی۔ کیا تم نے ٹھیک سے سنا تھا کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹ کو ایکسٹو ہی کہہ رہے تھے۔ اوور“...... کرنل سٹارم نے تھرتھراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یس چیف۔ میں نے ان کی آوازیں ٹیپ بھی کر لی ہیں۔ وہ میں آپ کو سنا سکتا ہوں۔ وہ ایکسٹو ہی ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف۔ اوور“...... دوسری طرف سے الیون تھرٹی نے جواب دیا اور کرنل سٹارم کو اپنی آنکھوں کے سامنے رنگ برنگے تارے سے ناچتے ہوئے دکھائی دینے لگے۔

”مائی گاڈ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو اسرائیل پہنچ چکا ہے وہ ایکسٹو جس کے بارے میں پاکیشیا کا صدر بھی نہیں جانتا کہ وہ کون ہے اور وہ ایکسٹو جس نے خود کو سات پردوں میں چھپا رکھا ہے وہ دو فلسطینیوں کو اپنے بارے میں بتا رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ پرنس چلی اور اس کا ساتھی بھی عام ایجنٹ نہیں ہیں۔ لیکن وہ اسرائیل کیوں آئے ہیں اور انہوں نے اسرائیل میں داخل ہونے

کے لئے میرے کاندھوں پر بندوق کیوں رکھی تھی''...... کرنل سٹارم نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''تم نے ان کے جو فوٹیج حاصل کئے ہیں کیا وہ ان کے اصلی چہروں کے فوٹیج ہیں۔ اوور''...... کرنل سٹارم نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

''نو چیف۔ وہ میک اپ میں ہیں۔ مجھے چند ایسے سی سی کیمروں کے فوٹیج ملے تھے جو اس بات کو شو کرتے ہیں کہ کون میک اپ میں ہے اور کون نہیں۔ ان کیمروں سے میک اپ والے افراد کے اصلی چہروں کو بھی دیکھا جا سکتا ہے لیکن ان کیمروں نے ان تینوں کے جو فوٹیج حاصل کئے ہیں ان کے مطابق وہ میک اپ میں ہیں لیکن وہ ان کے اصلی چہروں کی تصویریں نہیں بنا سکتے تھے کیونکہ ان تینوں نے نئے اور انتہائی جدید میک اپ کر رکھے ہیں۔ اوور''...... الیون تھرٹی نے کہا۔

''اوہ۔ ایسا کون سا جدید میک اپ ہو سکتا ہے جن کی تصاویر ہمارے جدید ترین کیمرے بھی حاصل نہیں کر سکے ہیں۔ اوور''۔ کرنل سٹارم نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''معلوم نہیں چیف۔ یہ تو ان کے میک اپ چیک کرنے پر ہی پتہ چلے گا۔ اوور''...... الیون تھرٹی نے جواب دیا۔

''بہرحال اچھا کیا جو تم نے ان کے خلاف ایکشن کرنے سے پہلے مجھے انفارم کر دیا۔ تم مجھے لوکیشن بتاؤ میں خود وہاں پہنچ رہا

ہوں۔ اگر وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو اور السلام کا سرکردہ رکن پرنس چلی ہیں تو پھر میں انہیں اپنے ہاتھوں سے گرفتار کرنا چاہتا ہوں۔ چاہے وہ اب زندہ میرے ہاتھ آئیں یا مردہ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو جس کے بارے میں پوری دنیا نہیں جانتی کہ وہ کون ہے وہ اگر آج میرے ہاتھوں گرفتار یا ہلاک ہو گیا تو پوری دنیا میں میرا اور میری سروس کا نام ہو جائے گا۔ میں ان کے خلاف ہونے والے آپریشن کی خود نگرانی کروں گا تاکہ ان کے وہاں سے بچ نکلنے کا ایک فیصد بھی چانس نہ رہے۔ اوور''...... کرنل سٹارم نے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ جیسے آپ کہیں۔ اوور''...... الیون تھرٹی نے مؤدبانہ انداز میں جواب دیا۔

''تم اپنا گھیرا تنگ کر دو۔ ان کے لئے وہاں سے نکلنے کے لئے چوہے کے بل جتنا بھی راستہ نہیں ہونا چاہئے۔ اگر کوئی اور وہاں آئے تو اسے جانے دینا لیکن رہائش گاہ سے نکلنے والے ہر ایک شخص کو پکڑ لینا چاہے وہ اس گھر کا مالی ہی کیوں نہ ہو۔ اوور''۔ کرنل سٹارم نے الیون تھرٹی کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ آپ فکر نہ کریں۔ وہ کسی بھی حالت میں ہمارے ہاتھوں سے بچ کر نہیں نکل سکیں گے۔ اوور''...... الیون تھرٹی نے جواب دیا۔

''میں بس آدھے گھنٹے تک تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔

اوور''...... کرنل سٹارم نے کہا اور ساتھ ہی اس نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

کرنل سٹارم کا چہرہ فرط مسرت سے کھلا جا رہا تھا کہ اگر الیون تھرٹی کی رپورٹ غلط نہیں ہے اور واقعی ایکسٹو اسرائیل میں موجود ہے تو پھر اس ایکسٹو کا انجام اس کے ہاتھوں ہو گا۔ جس ایکسٹو کے بارے میں جاننے کے لئے دنیا کے نامور اور انتہائی پاورفل ایجنٹ اور ایجنسیاں ناکام رہی ہیں۔ وہ ایکسٹو جب اس کے ہاتھوں اپنے انجام تک پہنچے گا تو اس کا پوری دنیا میں نام ہو جائے گا اور وہ حقیقت میں اسرائیل کا ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کا ہیرو بن جائے گا۔ ایکسٹو کو زندہ یا مردہ پکڑ کر اس کی اصلیت ظاہر کرنے پر اس کا کارنامہ پوری دنیا میں سراہا جائے گا۔ اس سلسلے میں الیون تھرٹی نے ایکسٹو، پرنس چلی اور اس کے ساتھی ڈی ایس کی باتوں کی جو ریکارڈنگ کی تھی وہ اس کے بے حد کام آ سکتی تھی اور پھر ایکسٹو زندہ یا مردہ اس کے ہاتھ آ جاتا تو وہ اس کا میک اپ صاف کر کے ساری دنیا کے سامنے اس کا اصلی چہرہ لا سکتا تھا۔

کرنل سٹارم کچھ دیر سوچتا رہا پھر اس نے فوراً انٹرکام پر اپنے پرنسل سیکرٹری کے ذریعے اپنے خاص ساتھی راٹنی کو بلا لیا۔ راٹنی اس کا نمبر ٹو تھا۔ کرنل سٹارم نے اسے ساری تفصیل بتائی تو ایکسٹو کا سن کر اس کا بھی منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

''اسرائیل میں ڈاگ ایجنسی کے خلاف کام کرنے کے لئے خود

ایکسٹو آیا ہے۔ یہ۔ یہ۔ یہ کیسے ممکن ہے چیف۔ ایکسٹو کو یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی''...... راٹنی نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''معاملہ ڈاگ ایجنسی کا ہے راٹنی۔ شاید ڈاگ ایجنسی کا کوئی گروپ اسرائیل میں موجود ہے جس کے خلاف پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو نے کسی اور کو یہاں بھیجنے کی بجائے خود یہاں آنا مناسب سمجھا ہو۔ بہرحال تفصیلات کا تو تب ہی پتہ چلے گا جب ایکسٹو زندہ ہمارے ہاتھ لگے گا۔ ہمارے پاس اس وقت ایک بہت بڑا اور اہم موقع ہے جو اگر ہمارے ہاتھوں سے نکل گیا تو یہ موقع ہمیں زندگی میں پھر کبھی نہیں مل سکے گا۔ ہماری فورس نے اس رہائش گاہ کا گھیراؤ کر رکھا ہے۔ ایکسٹو اور اس کے دو فلسطینی ساتھی جن کا تعلق السلام گروپ سے ہے حتاس کے علاقے کی ایک رہائش گاہ میں موجود ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے نکل جائیں ہمیں جلد سے جلد وہاں جانا ہے۔ میں ان تینوں کو اپنی نگرانی میں زندہ یا مردہ، ہر حالت میں پکڑنا چاہتا ہوں۔ اس لئے تم فوراً جاؤ اور ہیلی کاپٹر تیار کرو۔ ہمیں جلد سے جلد وہاں پہنچنا ہے''۔ کرنل سٹارم نے کہا اور اس نے الیون تھرٹی سے ہونے والی تمام باتوں سے راٹنی کو آگاہ کر دیا۔ جسے سن کر راٹنی انگشت بدنداں رہ گیا تھا۔

''اوہ۔ تب تو ہمیں دیر نہیں کرنی چاہئے چیف۔ ہمیں ابھی اس

رہائش گاہ پر ریڈ کر دینا چاہئے ایسا نہ ہو کہ ایکسٹو اور السلام کے ساتھی وہاں سے نکل جائیں''...... راٹنی نے کہا۔

''اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ تم فوراً ہیلی کاپٹر تیار کراؤ۔ تیز رفتار ہیلی کاپٹر میں جا کر ہم اوپر سے اس رہائش گاہ کی نگرانی کریں گے اور اگر ایکسٹو اور السلام کے ساتھیوں نے ہمارے آدمیوں کو ڈاج دے کر وہاں سے نکلنے کی کوشش کی تو ہم ہیلی کاپٹر سے ہی انہیں اپنے نشانے پر لے سکتے ہیں''...... کرنل سٹارم نے کہا۔

''یس چیف۔ میں ابھی ہیلی کاپٹر تیار کراتا ہوں''...... راٹنی نے کہا تو کرنل سٹارم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ راٹنی نے کرنل سٹارم کو سیلوٹ کیا اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ باہر نکلتے ہی اس نے جیب سے اپنا سیل فون نکال لیا اور اسے آن کر کے اس نے نمبرنگ کوڈنگ کرنا شروع کر دی۔ دوسرے ہی لمحے اس کا سیل فون ایک جدید ساخت کا اور لانگ رینج ٹرانسمیٹر میں تبدیل ہو چکا تھا۔ راٹنی نے ٹرانسمیٹر پر ایک مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور سیل فون کان سے لگا کر دوسری طرف مسلسل کال دینے لگا۔

''ہیلو ہیلو۔ ایس اے زیرو فائیو کالنگ۔ ہیلو ہیلو''...... راٹنی نے سیل فون کا ایک بٹن پریس کرتے ہوئے نہایت آہستہ آواز میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ اس نے سیل فون یوں کان سے لگا رکھا تھا تاکہ دیکھنے والے یہی سمجھیں کہ وہ کسی سے سیل فون پر بات کر

رہا ہے۔

''یس۔ گارچ اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ڈاگ ایجنسی کے گارچ کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

''ریمنڈ بول رہا ہوں جناب۔ اوور''...... راٹنی جو اصل میں ڈاگ ایجنسی کا مخبر تھا، نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے نہایت آہستہ آواز میں کہا۔

''یس ریمنڈ۔ کچھ پتہ چلا ان دو ایجنٹوں اور نقلی ڈاکٹر ہیوگن کا۔ اوور''...... گارچ نے ریمنڈ کی آواز پہچان کر پوچھا تو ریمنڈ نے اسے جلدی جلدی کرنل سٹارم کی بتائی ہوئی باتوں سے آگاہ کرنا شروع کر دیا۔

بلیک ڈاگ اپنے مخصوص آفس میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے سامنے میز پر پڑے مختلف رنگوں کے فون سیٹوں میں سے ایک فون سیٹ کی گھنٹی بج اٹھی۔

بلیک ڈاگ جو خاموش اور گہرے خیالوں میں کھویا بیٹھا تھا فون کی گھنٹی کی آواز سن کر وہ چونک پڑا اس نے میز پر پڑے ہوئے فون سیٹوں کی طرف دیکھا تو نیلے رنگ کے ایک فون کا سرخ بلب جل بجھ رہا تھا۔ گھنٹی اسی فون کی بج رہی تھی۔ یہ فون سیٹ ڈاگ ایجنسی کے ٹاپ ایجنٹوں کے لئے مخصوص تھا جو اس سے براہ راست بات کر سکتے تھے۔ بلیک ڈاگ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

”یس“...... بلیک ڈاگ نے انتہائی غراہٹ بھری آواز میں کہا۔

”گارچ بول رہا ہوں چیف“...... دوسری طرف سے گارچ کی

آواز سنائی دی۔

”یس گارچ بولو۔ کیوں فون کیا ہے“...... بلیک ڈاگ نے گارچ کی آواز پہچان کر اسی انداز میں کہا۔ ہیڈ کوارٹر میں ایک کمپیوٹرائزڈ مشینی سسٹم لگا ہوا تھا۔ جس میں ڈاگ ایجنسی کے تمام ایجنٹوں کی وائس فیڈ تھی۔ بلیک ڈاگ کو آنے والے تمام فون اس کمپیوٹرائزڈ مشین سے گزر کر موصول ہوتے تھے اور وہ کمپیوٹرائزڈ مشین اس وقت تک بلیک ڈاگ کو کال ٹرانسفر نہیں کرتی تھی جب تک کمپیوٹر ڈیٹا میں موجود کسی بھی ایجنٹ کی آواز میچ نہ ہو جائے۔

”چیف ایک حیرت انگیز اطلاع ہے“...... دوسری طرف سے گارچ نے انتہائی جوش بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا اطلاع ہے“...... بلیک ڈاگ نے پوچھا۔

”ہم یہاں عمران کے آنے کی توقع کر رہے تھے لیکن آپ کو یہ سن کر حیرت ہو گی کہ عمران اسرائیل نہیں آیا ہے بلکہ اس کی جگہ اس بار ڈاگ ایجنسی کا مقابلہ کرنے کے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو آ گیا ہے“...... گارچ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور بلیک ڈاگ بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس کی آنکھیں حیرت کی شدت سے اس بری طرح سے پھیل گئی تھیں جیسے ابھی حلقے توڑ کر باہر آ گریں گی۔

”ایکسٹو“...... بلیک ڈاگ نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”یس چیف“...... گارچ نے کہا اور پھر اس نے بلیک ڈاگ کو

ریمنڈ کی دی ہوئی تمام تفصیلات سے آگاہ کر دیا۔ تفصیلات سنتے ہوئے بلیک ڈاگ کا چہرہ حیرت و استعجاب سے بگڑتا چلا جا رہا تھا۔

''اوہ گاڈ۔ تو اس بار ایکسٹو خود آیا ہے۔ یہ واقعی میری زندگی کی سب سے بڑی اور انوکھی ترین خبر ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ہمارے خلاف کام کرنے کے لئے آیا ہے اور وہ فلسطینی دہشت گرد تنظیم السلام کے ساتھ اسرائیل میں داخل ہونے میں بھی کامیاب ہو گیا ہے۔ اٹس بیڈ نیوز۔ اٹس رئیلی ویری ویری بیڈ نیوز''...... بلیک ڈاگ نے غصے اور پریشانی سے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''لیس چیف۔ ایکسٹو کا یہاں ہونا ہمارے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ یہاں جب عمران اور اس کے ساتھی آتے ہیں تو ہر طرف قیامت ڈھانا شروع کر دیتے ہیں کہ اسرائیل کی کسی ایجنسی کو سنبھلنے کا موقع ہی نہیں ملتا اور وہ آندھی اور طوفان بن کر اپنے مخصوص اہداف تک پہنچنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور پھر یہاں سے صاف بچ کر بھی نکل جاتے ہیں۔ اس بار تو ان کا چیف بذات خود ایجنٹ بن کر آیا ہے۔ نجانے ہم تک پہنچنے کے لئے وہ کس کس کی لاشوں کی سیڑھی بنائے گا اور اسرائیل میں کیا طوفان لائے گا اس لئے ہمیں جلد سے جلد اس کا انتظام کرنا پڑے گا۔ اس وقت ایکسٹو اور اس کا دست راست السلام گروپ کا کوئی خاص آدمی پرنس چلی ہماری نظروں کے سامنے ہیں جنہیں ہم آسانی سے ٹارگٹ کر سکتے ہیں۔ پاکیشیا کا چیف ایجنٹ ہمارے ہاتھوں اپنے

انجام تک پہنچ جائے گا اس سے بڑی کامیابی دنیا میں شاید ہی کسی ایجنسی کے حصے میں آئی ہو''...... گارچ نے کہا۔

''نو گارچ۔ ایسا مت سوچو۔ ہم نے یہاں عمران کو بلانے کے لئے جال پھیلایا تھا لیکن عمران کی جگہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف آ گیا ہے۔ وہ چیف ایجنٹ جو عمران جیسے انسان پر بھی بے حد بھاری ہے اور دنیا میں اگر عمران کسی سے ڈرتا ہے تو وہ صرف ایکسٹو کی ہی ذات ہے۔ ایکسٹو کے سامنے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبران کی طرح عمران کی بھی جان نکل جاتی ہے۔ عمران جیسا انسان جس ایکسٹو سے ڈرتا ہو۔ سوچو وہ ایکسٹو، عمران سے کس قدر طاقتور، ذہین اور خطرناک انسان ہو گا۔ مجھے اپنی ایجنسی میں ذہین، تیز رفتار اور طاقتور ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ عمران نہ سہی تو اس کی جگہ ایکسٹو سہی۔ اگر ہم اپنی ایجنسی میں ایکسٹو جیسے چیف ایجنٹ کو شامل کر لیتے ہیں تو ہماری ایجنسی دنیا کی سب سے بڑی اور سب سے طاقتور ایجنسی بن جائے گی اور پاکیشیا کے پراسرار ایکسٹو کا جس طرح پوری دنیا پر خوف طاری ہے اس سے ہم بے حد فوائد حاصل کر سکتے ہیں''...... بلیک ڈاگ نے آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ آپ عمران کی طرح ایکسٹو کو بھی زندہ پکڑنا چاہتے ہیں''...... دوسری طرف سے گارچ نے بری طرح سے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ عمران کی ذہانت تو ایکسٹو کے سامنے عشر عشیر بھی نہیں ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہی ہے کہ عمران کی جگہ خود ایکسٹو یہاں آیا ہے اور ہمیں اس سے بڑا موقع پھر کبھی نہیں ملے گا کہ ہم ایکسٹو کو حاصل کر لیں"...... بلیک ڈاگ نے کہا۔

"لل لل۔ لیکن چیف۔ کیا ایکسٹو کو پکڑنا ہمارے لئے اس قدر آسان ثابت ہو گا"...... دوسری طرف سے گارچ نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ کیا تمہیں اپنی صلاحیتوں پر بھروسہ نہیں رہا ہے"۔ بلیک ڈاگ نے غرا کر کہا۔

"اوہ نو چیف۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میرے کہنے کا مطلب تھا کہ ایکسٹو اگر زندہ رہا تو آنے والے وقتوں میں وہ نہ صرف ڈاگ ایجنسی بلکہ پورے اسرائیل کے لئے خطرہ بن سکتا ہے۔ وہ کسی بھی صورت میں اس بات پر آمادہ نہیں ہو گا کہ وہ اسرائیل کے لئے کام کرے"...... گارچ نے کہا۔

"تم اسے ایک بار پکڑ کر میرے سامنے لے آؤ۔ پھر دیکھو میں اس کے ساتھ کیا کرتا ہوں۔ وہ نہ صرف اسرائیل کا بلکہ میرا بھی وفادار بن جائے گا"...... بلیک ڈاگ نے کہا۔

"یس چیف۔ جیسا آپ کا حکم"...... دوسری طرف سے گارچ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ایک بات اور"...... بلیک ڈاگ نے کہا۔

"یس چیف"...... گارچ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم کہہ رہے ہو کہ ایکسٹو کے ہمراہ فلسطین کے ڈینجر لیڈر السلام کا کوئی ساتھی موجود ہے"...... بلیک ڈاگ نے کہا۔

"یس چیف۔ اس کا نام پرنس چلی ہے اور اس کا ایک ساتھی بھی ہے جس کا اصل نام تو معلوم نہیں ہو سکا لیکن اسے پرنس چلی اور ایکسٹو ڈی ایس کہتے ہیں"...... گارچ نے جواب دیا۔

"عمران اور اس کے ساتھی اکثر و بیشتر اسرائیل میں داخل ہونے اور کارروائیاں کرنے کے لئے فلسطینی رہنماؤں کا ہی سہارا لیتے ہیں۔ اب تک انہوں نے یہاں جتنی بھی کارروائیاں کی ہیں ان کارروائیوں میں فلسطینی تحریک آزادی کے ممبران کم اور ان کے لیڈر زیادہ آگے آئے ہیں۔ اس بار عمران اور اس کے ساتھی نہیں بلکہ خود ایکسٹو یہاں موجود ہے پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ فلسطین کی تحریک آزادی کا اتنا بڑا لیڈر ایکسٹو کے ساتھ کسی اور کو منسلک کر دے"...... بلیک ڈاگ نے کہا۔

"اوہ۔ تو کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ایکسٹو کے ہمراہ السلام تنظیم کا آدمی نہیں بلکہ خود السلام ہے"...... گارچ نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں ہنڈرڈ ون پرسنٹ شیور ہوں کہ پرنس چلی ہی السلام ہے جو ایکسٹو کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف کام کرنے کے لئے آیا ہے"...... بلیک ڈاگ نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ اگر ایسا ہے تو ہمیں ایک ساتھ دو خطرناک ترین چیف ایجنٹس کا مقابلہ کرنا پڑے گا''...... گارچ نے قدرے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''تو کرو۔ ایکسٹو کے ساتھ ساتھ اگر السلام بھی ہمارے ہاتھ لگ جائے تو ہم اس کی کایا پلٹ کر اسے فلسطین کے خلاف کام کرنے پر مجبور کر دیں گے۔ اس نے اب تک جس قدر اسرائیل کو نقصان پہنچایا ہے اس سے کہیں زیادہ وہ ہمارے ساتھ مل کر فلسطین کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اس لئے ایکسٹو کے ساتھ ساتھ اس کا بھی زندہ ہاتھ آنا ہمارے لئے بے حد ضروری ہے''...... بلیک ڈاگ نے کہا۔

''یس چیف۔ میں کوشش کروں گا کہ ان دونوں کو زندہ پکڑ سکوں''...... گارچ نے کہا۔

''گارچ۔ تم جانتے ہو کہ مجھے کوشش کرنے کا کہنے والوں سے سخت نفرت ہے''...... بلیک ڈاگ نے انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس۔ یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں ہر حال میں ان دونوں چیف ایجنٹس کو زندہ پکڑ کر آپ کے قدموں میں لا پھینکوں گا''...... گارچ نے بلیک ڈاگ کی غراہٹ سن کر سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''گڈ۔ اور مجھے یقین ہے کہ تم اس سلسلے میں کوئی کوتاہی نہیں

کرو گے اور ایکسٹو اور السلام کو تم زندہ پکڑنے کے لئے اپنی پوری طاقت لگا دو گے۔ ایکسٹو اور السلام کو پکڑ کر تم میرے پاس لے آئے تو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہیں اپنا نمبر ٹو بنا لوں گا اور دنیا میں تمہارے جتنے بھی اکاؤنٹس ہیں انہیں ڈالروں سے بھر دوں گا۔ بس تم نے ہر حال میں اور ہر صورت میں ان دونوں کو زندہ پکڑ کر میرے پاس لانا ہے''...... بلیک ڈاگ نے کہا۔

''اوہ۔ یس چیف۔ آپ کا نمبر ٹو بننے کا اعزاز تو میرے لئے کسی قارون کے خزانے سے کم نہیں ہو گا۔ یہ اعزاز تو ایسا ہو گا جیسے میں اسرائیل کا نائب پریذیڈنٹ بن رہا ہوں''...... گارچ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''بس تو پھر دونوں چیف ایجنٹس کو پکڑنے کے لئے اپنی جان لڑا دو''...... بلیک ڈاگ نے کہا۔

''یس چیف۔ اب میں یہ کام ضرور کروں گا۔ بہت جلد ایکسٹو اور السلام آپ کے قدموں میں ہوں گے۔ یہ میرا، گارچ کا آپ سے وعدہ ہے''...... گارچ نے مسرت سے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

''گڈ شو۔ میں تمہاری کامیابی کا منتظر رہوں گا''...... بلیک ڈاگ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ آپ جی پی الیون کے چیف کرنل سٹارم کو کال کر دیں اور اسے ایکسٹو اور پرنس چلی کے خلاف کارروائی کرنے ت

روک دیں۔ باقی میں سب سنبھال لوں گا''...... گارچ نے کہا۔

''او کے۔ میں وزارت داخلہ کے سیکرٹری سے بات کرتا ہوں اور کرنل سٹارم کو اس معاملے سے دور رہنے کا کہہ دیتا ہوں''۔ بلیک ڈاگ نے کہا۔

''یس چیف۔ ان سے یہ بھی کہہ دیں کہ جب تک ڈی فورس وہاں نہ پہنچ جائے اس وقت تک وہ اس رہائش گاہ کا گھیراؤ ختم نہ کریں۔ ہم وہاں پہنچتے ہی ٹیک اوور کر لیں گے''...... گارچ نے کہا۔

''او کے۔ میں کہہ دیتا ہوں''...... بلیک ڈاگ نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ گارچ کر اس نے ایکسٹو اور پرنس چلی کو زندہ پکڑنے کا ٹاسک دے دیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ فلسطین سے آنے والا پرنس چلی تحریک السلام کا کوئی خاص آدمی نہیں ہے بلکہ وہ خود ہی السلام ہے جو ایکسٹو کے ساتھ اسرائیل میں داخل ہوا ہے۔ دو طاقتور ترین چیف ایجنٹس اسرائیل میں پہنچ چکے تھے اور وہ دونوں ڈی فورس کی نظروں کے سامنے تھے جنہیں وہ آسانی سے پکڑ سکتے تھے۔ اس لئے اب وہ انتہائی مسرور اور مطمئن دکھائی دے رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ گارچ، ایکسٹو اور فلسطینی تحریک آزادی کے ڈینجر لیڈر السلام کو زندہ پکڑنے کے لئے واقعی اپنی جان لڑا دے گا اور بہت جلد دونوں چیف ایجنٹس اس کے قدموں میں ہوں گے۔

چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور ساتھ ہی ایک بٹن پریس کر دیا۔

''یس''...... انٹر کام سے ایک مشینی آواز سنائی دی۔ بلیک ڈاگ کے پرسنل سیکرٹری کے طور پر ماسٹر کمپیوٹر ہی کام کرتا تھا۔

''میری وزارت داخلہ کے سیکرٹری سے بات کراؤ۔ جلدی''۔ بلیک ڈاگ نے کہا۔

''یس چیف''...... ماسٹر کمپیوٹر نے جواب دیا اور بلیک ڈاگ نے انٹر کام کا رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر بلا کا سکون تھا۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے سفید رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ساتھ ہی اس فون کا بلب جلنا بجھنا شروع ہو گیا۔ بلیک ڈاگ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

''وزارت داخلہ کے سیکرٹری آن لائن ہیں چیف''...... رسیور سے ماسٹر کمپیوٹر کی آواز سنائی دی۔ پھر دوسری طرف سے وزارت داخلہ کے سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی اور بلیک ڈاگ نے انہیں جی پی الیون کے چیف کرنل سٹارم کو ایکسٹو اور پرنس چلی کے خلاف کارروائی کرنے سے روکنے کے لئے احکامات دینے شروع کر دیئے۔

پرنس چلی اور ڈی ایس جلد ہی واپس آ گئے تھے۔ اس وقت تک ایکسٹو ایک کمرے میں بیڈ پر آرام کر چکا تھا۔

پرنس چلی اور ڈی ایس اپنے ساتھ دو بیگوں میں بہت سا سامان لائے تھے۔ پرنس چلی نے ایک بیگ ایکسٹو کو دے دیا تھا اور کہا تھا کہ اس میں وہ سارا سامان موجود ہے جو وہ پاکیشیا سے اپنے ساتھ لایا تھا۔

ایکسٹو پاکیشیا سے عمران کا دیا ہوا مخصوص سامان اپنے ساتھ لایا تھا لیکن وہ پرنس چلی کے ساتھ جس طریقے سے اسرائیل داخل ہوا تھا اس کی وجہ سے وہ پرنس چلی کے ہوٹل سے اپنا سامان ساتھ نہیں لا سکا تھا اور پرنس چلی نے اس سے کہا تھا کہ بہت جلد اس کا سارا سامان اس تک پہنچ جائے گا اس لئے ایکسٹو مطمئن تھا اور اب اس کا سارا سامان اس تک پہنچ گیا تھا۔

"بہت جلدی پہنچ گیا ہے یہ سامان"...... ایکسٹو نے اپنا تھیلا سنبھالتے ہوئے کہا۔

"پرنس چلی اپنا ہر کام انتہائی ذمہ داری اور تیز رفتاری سے کرنے کا قائل ہے چیف۔ یہ سامان آپ تک جلد سے جلد اور حفاظت سے پہنچانا میرا فرض تھا اور میری کوشش ہوتی ہے کہ میں جس قدر جلد ہو سکے اپنا فرض پورا کر دوں۔ سو میں نے کر دیا"۔ پرنس چلی نے مسکراتے ہوئے کہا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن تم اتنی جلدی واپس کیسے آ گئے۔ تم نے تو کہا تھا کہ تم گارچ اور اس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلوم کرنے جا رہے ہو"...... ایکسٹو نے پوچھا۔

"نہیں۔ جس طرح سے ہم ہسپتال سے نکلے ہیں اس سے اسرائیل میں بھونچال سا آ گیا ہے۔ جی پی الیون کا کرنل سٹارم اور اس کے ساتھی پاگل کتوں کی طرح ہر طرف ہمیں تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔ انہوں نے ہر طرف ناکہ بندی کر رکھی ہے اور ہر خاص و عام کی انتہائی سخت چیکنگ کی جا رہی ہے۔ اس لئے ہم نے رسک لینا مناسب نہیں سمجھا اور مخصوص راستوں سے گزر کر اس جگہ پہنچ گئے جہاں آپ کا سامان آنا تھا۔ اس لئے ہم آپ کا اور اپنا سامان لے کر واپس آ گئے ہیں"...... پرنس چلی نے سنجیدگی سے کہا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”کیا یہ تمہارے بھروسے کا آدمی ہے“...... ایکسٹو نے پرنس چلی سے ڈی ایس کے بارے میں اس بار لاطینی زبان میں پوچھا۔

”اوہ یس چیف۔ آپ فکر نہ کریں۔ جتنا آپ کو خود پر اور مجھے اپنی ذات پر بھروسہ ہے اس سے کہیں زیادہ میں اس پر بھروسہ کرتا ہوں۔ یہ میرے ان وفاداروں میں سے ایک ہے جو گردن تو کٹا سکتا ہے لیکن زبان نہیں کھول سکتا۔ آپ بے فکر رہیں اس کے سامنے جو بھی بات کی جائے گی وہ بات ہمیشہ کے لئے اس کے سینے میں مدفن ہو جائے گی“...... پرنس چلی نے کہا۔

”تو کیا اسے معلوم ہے کہ تم کون ہو اور تم نے اسے میرے بارے میں کیا بتایا ہے“...... ایکسٹو نے پوچھا۔

”میں نے کہا ہے نا چیف کہ ڈی ایس اور مجھ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ نہ اس سے میری کوئی بات چھپی ہوئی ہے اور نہ اس کی کوئی بات مجھ سے چھپی ہوئی ہے۔ اس نے چونکہ ہمارے ساتھ رہنا ہے اس لئے میں نے اسے بتا دیا ہے کہ اس بار ہمیں آپ کے ساتھ ڈاگ ایجنسی کے خلاف کام کرنا ہے جو اسرائیل کی انتہائی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی ہے۔ اسے چونکہ مجھے فل ایکٹیو رکھنا ہے اس لئے میں نے اسے بتا دیا ہے کہ اس بار پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران اور عمران صاحب نہیں آئے ہیں بلکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ہمارے ساتھ ہے۔ چیف ایکسٹو“...... پرنس چلی نے کہا تو بلیک زیرو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”تب تو یہ تمہاری اصلیت بھی جانتا ہو گا“...... ایکسٹو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یس چیف۔ دنیا میں صرف تین افراد ہیں جو میری حقیقت جانتے ہیں۔ صرف تین“...... پرنس چلی نے کہا۔

”ایک تو یہ ڈی ایس ہے۔ دوسرا اور تیسرا کون ہے“...... ایکسٹو نے پوچھا۔

”عمران صاحب دوسرے انسان ہیں اور تیسرے انسان آپ ہیں“...... پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ ہنستے بھی ہیں“...... پرنس چلی نے حیرت سے کہا جیسے ایکسٹو کے اس طرح ہنسنے پر اسے واقعی حیرت ہو رہی ہو۔

”کیوں۔ کیا میں انسان نہیں ہوں۔ یا مجھے ہنسنا اور رونا نہیں آتا“...... ایکسٹو نے کہا۔

”نن نن۔ نہیں چیف۔ اصل میں آپ کے بارے میں سنا ہے کہ آپ انتہائی سپاٹ اور کرخت انداز میں بات کرتے ہیں۔ آپ کے سامنے کسی کو بھی بولنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ آج تک کسی نے آپ کی مسکراہٹ بھری آواز بھی نہیں سنی۔ اس لئے آپ کو ہنستا دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی تھی“...... پرنس چلی نے کہا۔

”اس طرح تو آج تک میرا کسی نے چہرہ بھی نہیں دیکھا۔ میں جیتا جاگتا تمہارے سامنے ہوں“...... ایکسٹو نے مسکرا کر کہا۔

”یس چیف۔ آپ جیتے جاگتے ہمارے سامنے ہیں لل لل

لیکن"...... پرنس چلی کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن کیا"...... ایکسٹو نے پوچھا۔

"لیکن یہ کہ دنیا کی طرح ہم بھی یہ حسرت اپنے دل میں ہی لے کر مر جائیں گے کہ ہم بھی کبھی آپ کا اصلی چہرہ دیکھ سکیں"...... پرنس چلی نے کہا۔ اس کے کہنے کا مطلب تھا کہ ایکسٹو تو ضرور ان کے سامنے ہے مگر وہ اصلی روپ میں نہیں بلکہ میک اپ میں ہے۔ ایسے میک اپ میں جس کے پیچھے چھپا ہوا وہ ایکسٹو کا اصلی چہرہ کسی بھی طرح سے نہیں دیکھ سکتے تھے۔

"اپنا اصلی چہرہ دیکھے ہوئے تو شاید مجھے بھی صدیاں ہو گئیں ہیں"...... ایکسٹو نے خوش گوار لہجے میں کہا۔

"صدیاں۔ تت۔ تت۔ تو کیا آپ صدیوں سے زندہ ہیں۔ ارے باپ رے اس کا مطلب ہے کہ عمران صاحب اور باقی سب سچ کہتے ہیں کہ آپ انسان نہیں بلکہ انسان کے روپ میں کوئی جناتی مخلوق ہیں"...... پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"ایسا ہی سمجھ لو"...... ایکسٹو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے باپ رے۔ اب تو مجھے آپ سے اور زیادہ سنبھل کر اور ڈر کر رہنا ہو گا۔ اگر آپ خون آشام جن ہوئے تو"...... پرنس چلی نے بے اختیار اپنی گردن پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا جیسے اسے ڈر ہو کہ کہیں ایکسٹو اس کی گردن میں دانت مار کر اس کا خون ہی نہ

پی جائے۔

"نہیں میں دوستوں کے لئے خون آشام نہیں ہوں۔ میں صرف ملک دشمن عناصر اور پاکیشیا کے مجرموں کو خون پینا پسند کرتا ہوں"...... ایکسٹو نے سنجیدگی سے کہا۔

"خون تو خون ہوتا ہے چاہے وہ دوستوں کا ہو یا دشمنوں کا۔ پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آپ خون آشام نہیں ہیں"...... پرنس چلی نے اسی انداز میں کہا۔ اس دوران ڈی ایس خاموش کھڑا رہا تھا اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ گونگا اور بہرہ ہو اور ان دونوں کی باتیں سن ہی نہ رہا ہو۔

"اچھا چھوڑو ان باتوں کو۔ تم دونوں باہر جاؤ۔ مجھے اپنا سامان چیک کرنا ہے اور کچھ کام کرنا ہے۔ جب ضرورت ہو گی تو میں تمہیں بلا لوں گا"...... ایکسٹو نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"یس چیف"...... پرنس چلی نے اسکول کے کسی تابعدار شاگرد کے انداز میں کہا۔ اس نے ڈی ایس کو اشارہ کیا اور پھر وہ دونوں کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

"عمران صاحب کے کہنے پر ہی میں پرنس چلی پر اس قدر بھروسہ کر رہا ہوں ورنہ مجھے اس سے اس انداز میں بات کرتے ہوئے خود بھی حیرت ہو رہی ہے کہ میں یہ سب کیوں کر رہا ہوں۔ عمران صاحب نے کہا تھا کہ مجھے ہر حال میں السلام پر بھروسہ کرنا ہو گا اور اس سے دوستوں کے سے انداز میں رہنا ہو گا ورنہ یہ میرا

ساتھ چھوڑنے میں ایک لمحہ بھی نہیں لگائے گا اور اس کی مدد کے بغیر میں شاید ہی اسرائیل میں کچھ کر سکوں“...... ایکسٹو نے زیرلب بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے بیگ اٹھایا اور اسے لا کر ایک میز پر رکھ دیا۔

بیگ کھول کر اس نے مختلف سامان نکالنا شروع کر دیا۔ بیگ میں اس کی ضرورت کے سامان کے ساتھ سائنسی اسلحہ بھی تھا جو ضرورت پر اس کے کام آ سکتا تھا اس کے علاوہ اس کے پاس چند ڈیوائسز اور چند مخصوص پورٹیبل منی کمپیوٹرائزڈ مشینیں بھی تھیں جن کے پارٹس جوڑ کر وہ ان سے ضرورت کے مختلف کام لے سکتا تھا۔

اس نے ایک مشین جوڑ کر اسے ایک ڈیوائس کے ساتھ لنک کر کے آن کیا ہی تھا کہ اچانک مشین سے تیز بیپ کی آواز سنائی دی۔ ایکسٹو بیپ کی آواز سن کر چونک پڑا۔ اس نے تیزی سے مشین کے چند بٹن پریس کئے اور ڈیوائس پر لگے چھوٹے چھوٹے ڈائل گھمانے لگا جیسے جیسے وہ ڈائل گھما رہا تھا بیپ کی آواز کم ہو رہی تھی۔ ڈیوائس پر ایک چھوٹی سی سکرین لگی ہوئی تھی۔ سکرین پر تیزی سے انگریزی کے حروف پھیلتے جا رہے تھے۔ ایکسٹو نے سکرین کی تحریر پڑی تو بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے جلدی جلدی سے تمام سامان سمیٹا اور واپس بیگ میں رکھنا شروع کر دیا۔ تمام چیزیں سمیٹ کر اس نے وہ مشین اور ڈیوائس اٹھائی جس سے بیپ کی آواز سنائی دی تھی پھر وہ مشین لے کر تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے

نکلتا چلا گیا۔ مختلف راستوں سے گزرتا ہوا وہ ایک کمرے میں آیا جہاں پرنس چلی اور ڈی ایس بیٹھے ہوئے تھے۔ اسے اندر آتے دیکھ کر وہ دونوں نہ صرف چونک پڑے بلکہ اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

”آپ یہاں۔ اگر کوئی ضرورت تھی تو ہمیں آواز دے دیتے“...... پرنس چلی نے کہا۔ اس کی نظریں ایکسٹو کے ہاتھ میں موجود مشین اور ڈیوائس پر جم گئی تھیں۔ ایکسٹو نے فوراً منہ پر انگلی رکھ کر انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور اس نے آگے بڑھ کر مشین اور ڈیواس پرنس چلی کی طرف بڑھا دی۔

پرنس چلی ڈیوائس پر لگی سکرین پر موجود تحریر پڑھنے لگا۔ تحریر پڑھ کر اس کی فراخ پیشانی پر لکیروں کا جال سا پھیل گیا۔ تحریر پڑھ کر پرنس چلی نے سکرین کا رخ ڈی ایس کی جانب کر دیا تاکہ وہ بھی تحریر پڑھ سکے۔ ڈی ایس تحریر پڑھ کر بری طرح سے چونک پڑا۔

”میں ابھی آتا ہوں“...... ڈی ایس نے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

”یہاں سٹراک ریز پھیلی ہوئی ہے۔ مطلب کوئی ہماری باتیں سن رہا ہے“...... ڈی ایس کے جانے کے بعد پرنس چلی نے ایکسٹو کی طرف دیکھتے ہوئے آئی کوڈ میں کہا۔

”ہاں۔ میں یہی تو تمہیں دکھانے آیا تھا“...... ایکسٹو نے اسی انداز میں کہا۔ اسی لمحے ڈی ایس جس طرح سے بھاگتا ہوا گیا تھا

اسی طرح سے بھاگتا ہوا واپس آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں بھی ایک چھوٹی سی مشین تھی جو آن تھی اور اس پر لگے کئی بٹن جل بجھ رہے تھے۔

''یہ وائس کلوزر مشین ہے۔ میں نے اسے آن کر دیا ہے۔ اب آپ اطمینان سے باتیں کر سکتے ہیں۔ اس مشین کی موجودگی میں سٹراک ریز ہونے کے باوجود کوئی ہماری باتیں نہیں سن سکے گا''...... ڈی ایس نے کہا اور اس نے مشین سامنے پڑی ہوئی مشین پر رکھ دی۔

''لیکن ہماری باتیں سن کون رہا ہے۔ کسے معلوم ہے کہ ہم یہاں موجود ہیں''...... پرنس چلی نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''ابھی معلوم ہو جائے گا''...... ڈی ایس نے کہا اور تیزی سے کمرے کی شمالی دیوار کی جانب بڑھ گیا۔ دیوار بالکل سادہ سی تھی۔ ڈی ایس نے دیوار کے پاس جا کر ایک ابھری ہوئی جگہ پریس کی تو اچانک سرر کی آواز کے ساتھ دیوار کا درمیانی حصہ سرکتا چلا گیا۔ دیوار کے پیچھے ایک ایل سی ڈی سکرین تھی جو ابھر کر باہر آ گئی تھی۔ ڈی ایس نے دیوار کی جڑ میں ٹھوکر ماری تو دیوار کے نچلے حصے میں بھی ایک خلاء پیدا ہو گیا اور وہاں سے ایک کمپیوٹرائزڈ مشین سرکتی ہوئی باہر آ گئی۔ جیسے ہی کمپیوٹرائزڈ مشین باہر آئی۔ ڈی ایس نے کمرے سے ایک کرسی اٹھائی اور اسے مشین کے پاس رکھ کر تیزی

سے مشین آن کرنے میں مصروف ہو گیا۔ کچھ ہی دیر میں سکرین آن ہو گئی اور اس پر لہریں سی چلنا شروع ہو گئیں۔

پرنس چلی آگے بڑھا اور ڈی ایس کی کرسی کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ یہ دیکھ کر ایکسٹو بھی اس کے نزدیک آ گیا۔ پرنس چلی کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔

ڈی ایس کے ہاتھ تیزی سے کمپیوٹر کے کی پیڈ پر چل رہے تھے۔ وہ مسلسل ٹائپ کرتا ہوا مشین کے مختلف بٹن پریس کرتا جا رہا تھا۔ پھر اچانک سکرین پر ایک جھماکا سا ہوا اور سکرین پر ایک سڑک کا منظر ابھر آیا۔ یہ منظر اس کوٹھی کے باہر کی سڑک کا تھا جس میں وہ موجود تھے۔ جیسے ہی سکرین پر منظر ابھرا نہ صرف ڈی ایس بلکہ پرنس چلی اور ایکسٹو بھی اچھل پڑے۔ سڑک پر نیلے رنگ کی کئی گاڑیاں کھڑی تھیں جن سے مسلح افراد نکل نکل کر باہر آ رہے تھے۔ ان سب نے نیلے رنگ کے ایک جیسے مخصوص لباس پہن رکھے تھے اور وہ دیکھنے میں انتہائی ماہر اور لڑاکا قسم کی فورس کے افراد دکھائی دے رہے تھے۔

گاڑیوں سے نکلتے ہی وہ اسلحہ لئے تیزی سے کوٹھی کے اردگرد پھیلتے جا رہے تھے جبکہ سادہ لباس والوں میں کئی افراد دوسری گاڑیوں میں واپس جاتے دکھائی دے رہے تھے۔ ان کی گاڑیوں پر جی پی الیون کا مخصوص کوڈ لکھا ہوا تھا۔

''یہ کون ہیں''...... ایکسٹو نے پوچھا۔

"لگتا ہے پہلے ہمیں جی پی الیون نے گھیر رکھا تھا اب ان کی جگہ دوسری کوئی فورس ٹیک اوور کر رہی ہے"...... پرنس چلی نے کہا۔

"اوہ۔ لیکن انہیں ہمارے بارے میں علم کیسے ہوا ہے اور یہ دوسری فورس کس ایجنسی کی ہے"...... ایکسٹو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"پتہ نہیں۔ ان کی گاڑیوں پر کوئی مخصوص نشان نہیں ہے اور نہ ہی ان کے لباسوں پر کوئی سائن دکھائی دے رہا ہے جس سے اس بات کا پتہ چل سکتا ہو کہ ان کا کس ایجنسی یا کس گروپ سے تعلق ہو سکتا ہے"...... پرنس چلی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اب کیا کرنا ہے باس۔ انہوں نے تو ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ اگر انہوں نے اچانک ہم پر حملہ کر دیا تو"۔ ڈی ایس نے پرنس چلی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"تم نے رہائش گاہ کا سیکورٹی سسٹم آن کر رکھا ہے"...... پرنس چلی نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا اس سے سوال کرتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ تمام سسٹم آن ہیں۔ لیکن ان کے پاس انتہائی جدید اسلحہ ہے۔ یہ اپنے ساتھ ریڈیم میزائل بھی لائے ہیں۔ اگر انہوں نے رہائش گاہ پر ریڈیم میزائل فائر کر دیئے تو ہمارا حفاظتی سسٹم ان میزائلوں کو تباہی سے نہیں روک سکے گا"...... ڈی ایس نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"ریڈیم میزائلوں کو چھوڑو۔ دوسرے حملوں سے تو ہم محفوظ رہ سکتے ہیں نا"...... پرنس چلی نے کہا۔

"یس باس۔ ریڈیم میزائلوں کے علاوہ یہ ہم پر کسی بھی تباہ کن اسلحے کا استعمال کر لیں اس سے ہماری رہائش گاہ پر کچھ اثر نہیں ہو گا۔ رہائش گاہ میں داخل ہوتے ہی ان کا سارا اسلحہ جام ہو جائے گا اور اگر انہوں نے بمباری کی تو اس سے بھی ہماری رہائش گاہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ یہاں تک کہ اگر یہاں گیس بم بھی پھینکے گئے تو رہائش گاہ میں موجود اینٹی گیس ریز سے بے ہوش کرنے والی گیس کا اثر ایک لمحے میں ختم ہو جائے گا"...... ڈی ایس نے کہا۔

"گڈ شو۔ پھر تو ہمارے لئے یہاں سے نکلنا کچھ مشکل ثابت نہیں ہو گا"...... پرنس چلی نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ تو معلوم کرو کہ یہ لوگ ہیں کون اور یہ ہم تک پہنچے کیسے ہیں"...... ایکسٹو نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ فکر نہ کریں چیف۔ جلد ہی ان کا پتہ چل جائے گا"۔ پرنس چلی نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی، انہوں نے اچانک دور سے چار گن شپ ہیلی کاپٹروں کو اس طرف آتے دیکھا۔

"اوہ۔ یہ تو پوری طرح سے تیار ہو کر آ رہے ہیں"...... پرنس چلی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہماری باتیں سن کر انہیں پتہ چل گیا ہے کہ اس بار اسرائیل

میں ایکسٹو موجود ہے۔ ایکسٹو کے ساتھ شاید انہیں تمہارے بارے
میں بھی علم ہو گیا ہے۔ اس لئے ان کا اس طرح تیار ہو کر آنا کوئی
انوکھی بات نہیں ہے''...... ایکسٹو نے کہا۔

''ہمارا حفاظتی سسٹم بے حد سٹرونگ ہے۔ لیکن سٹراک ریز ان
کی چونکہ نئی ایجاد ہے اس لئے ہم نے ابھی تک اس ریز کا اینٹی
تیار نہیں کیا تھا ورنہ ہم اس کا بھی کوئی نہ کوئی بندوبست کر
لیتے''...... ڈی ایس نے کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ انہیں آج نہیں تو کل ہمارے بارے میں
پتہ چلنا ہی تھا۔ ہم نے جو باتیں کی تھیں وہ سب باتیں ڈاگ
ایجنسی کے خلاف کی تھیں۔ مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے نیلے لباس
والی فورس کا تعلق بھی ڈاگ ایجنسی سے ہے۔ جس طرح سے جی پی
الیون کی فورس یہاں سے نکل کر گئی ہے اس سے صاف محسوس ہو
رہا ہے کہ ڈاگ ایجنسی کی فورس نے ہی انہیں واپس جانے پر مجبور
کیا ہے۔

میں کرنل سٹارم کے بارے میں بخوبی جانتا ہوں وہ اس وقت
تک چین سے نہیں بیٹھتا جب تک کہ وہ اپنے دشمنوں کے تمام
ٹھکانے اپنی آنکھوں کے سامنے تباہ ہوتے نہیں دیکھ لیتا۔ کرنل
سٹارم اپنے اصولوں کا پکا ہے۔ وہ سوائے پرائم منسٹر یا پریذیڈنٹ
کے کسی کی نہیں سنتا۔ اس کے علاوہ خفیہ طور پر یہاں ڈاگ ایجنسی کا
ہی ہولڈ ہے جس کے سامنے کوئی دم نہیں مار سکتا''...... پرنس جی

نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''مجھے بھی یہی لگ رہا ہے کہ یہ فورس ڈاگ ایجنسی سے ہی تعلق
رکھتی ہے۔ یہ چونکہ ٹاپ سیکرٹ ایجنسی ہے اس لئے ان کا کوئی
مخصوص نشان نہیں ہے''...... ایکسٹو نے کہا۔ اسی لمحے چاروں گن
شپ ہیلی کاپٹر رہائش گاہ کے قریب آ گئے اور انہوں نے رہائش گاہ
کو گھیرنے کے لئے چاروں اطراف پوزیشنیں لے لیں۔ مسلح افراد
بھی رہائش گاہ کے ارد گرد پھیل گئے تھے اور انہوں نے بھی ہر ممکن
خطرے سے نمٹنے کے لئے پوزیشنیں سنبھال لی تھیں۔

اسی لمحے انہوں نے ایک ہیلی کاپٹر کے میگا فون سے تیز اور
چیختی ہوئی آواز سنی۔

''مسٹر ایکسٹو، مسٹر السلام اور مسٹر ڈی ایس۔ میری بات غور
سے سنو۔ ہمیں معلوم ہے کہ تم تینوں اس وقت رہائش گاہ میں موجود
ہو۔ ہمارا تعلق سپیشل فورس سے ہے اور تمہیں چاروں طرف سے گھیر
لیا گیا ہے۔ یہاں سے بچ نکلنے کا تمہارے پاس کوئی راستہ نہیں
ہے۔ تم تینوں کے لئے یہی بہتر ہو گا کہ تم تینوں کے پاس اگر کوئی
اسلحہ ہے تو اپنا سارا اسلحہ پھینک کر باہر آ جاؤ اور خود کو ہمارے
حوالے کر دو۔ ہم مسلح ہیں۔ تمہیں صرف پانچ منٹ کا وقت دیا
جائے گا۔ اگر پانچ منٹوں میں تم اسلحہ پھینک کر اور دونوں ہاتھ
سروں پر رکھ کر باہر نہیں آئے تو تم تینوں کو اس رہائش گاہ سمیت ختم
کر دیا جائے گا۔ ہم اگلے پانچ منٹوں میں تمہاری رہائش گاہ پر

بموں اور میزائلوں سے حملہ کر دیں گے۔ تمہارے پاس سوچنے کے لئے صرف چار منٹ ہیں اس کے بعد اگلے ایک منٹ میں تمہیں ہر حال میں رہائش گاہ سے باہر نکل کر خود کو سرنڈر کرانا ہو گا۔ یاد رہے تمہارے پاس صرف پانچ منٹ ہیں اور تمہارا ٹائم شروع ہوتا ہے۔ اب''...... میگا فون سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''یہ آواز تو گارچ کی ہے''...... ڈی ایس نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا اور اس کی بات سن کر نہ صرف پرنس چلی بلکہ ایکسٹو بھی چونک پڑا۔

''گارچ''...... پرنس چلی کے منہ سے نکلا۔

''یس باس۔ میں اس آواز کو پہچانتا ہوں۔ اسرائیل کے ایک مشن میں میری گارچ سے مڈبھیڑ ہو چکی ہے۔ یہ بھوت بن کر میرے پیچھے لگ گیا تھا لیکن میں اسے چکمہ دے کر نکل گیا تھا۔ اس کی آواز میں لاکھوں میں پہچان سکتا ہوں''...... ڈی ایس نے کہا۔

''گڈ شو۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارے خلاف ڈاگ ایجنسی ہی حرکت میں آئی ہے''...... ایکسٹو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ اگر یہ واقعی گارچ ہے تو پھر ہمیں ان کے یہاں ہونے پر کوئی حیرت نہیں ہونی چاہئے۔ ڈاگ ایجنسی انتہائی فعال اور نہایت تیز رفتار ایجنسی ہے۔ یہ درندوں کی طرح اپنے شکار کی بو سونگھتے ہوئے اس کے ٹھکانے تک پہنچ جاتی ہے''...... پرنس چلی

نے کہا۔

''تمہارے پاس چار منٹ باقی ہیں''...... میگا فون سے گارچ کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''ہمارے پاس اچھا موقع ہے۔ اگر گارچ ہمارے ہاتھ آ جائے تو ہمارا سارا مسئلہ ہی حل ہو جائے گا''...... ایکسٹو نے کہا۔

''تب پھر ہمیں گارچ اور اس کی فورس کے خلاف فوری ایکشن میں آنا ہو گا''...... پرنس چلی نے سنجیدگی سے کہا۔

''تو کیا فرق پڑتا ہے۔ میرا مقصد ڈاگ ایجنسی کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچا کر ان کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچنا ہے۔ میں یہاں بلیک ڈاگ اور اس کی ایجنسی کو تہس نہس کرنے اور انہیں پاور آف ایکسٹو کی حقیقت سے آگاہ کرنے کے لئے آیا ہوں تاکہ انہیں اور دنیا کی دوسری ایجنسیوں کو پتہ چل سکے کہ ایکسٹو محض ہیڈ کوارٹر میں روپوش رہنے والا انسان نہیں ہے۔ وہ جب اپنے ٹھکانے سے نکلتا ہے تو اس کے نکلتے ہی ملک دشمن عناصر کے خلاف ایک خوفناک طوفان اٹھ کھڑا ہوتا ہے جو اپنے ساتھ تمام دشمنوں کو اُڑا لے جاتا ہے اور جب ایکسٹو خود کسی مشن پر نکلتا ہے تو دشمنوں کے لئے خود ان کی سرزمین بھی چھپنے کے لئے تنگ اور ناکافی ہو جاتی ہے''۔ ایکسٹو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ میں سمجھ گیا۔ آپ جو چاہتے ہیں وہی ہو گا۔ ڈی ایس''...... پرنس چلی نے پہلے ایکسٹو سے پھر ڈی ایس سے کہا۔

''یس باس''...... ڈی ایس نے مستعد لہجے میں کہا۔

''ہارڈ بلٹ تیار ہے''...... پرنس چلی نے کہا۔

''یس باس۔ میں نے ہارڈ بلٹ ریڈی کر دی ہے''...... ڈی ایس نے کہا۔

''ہارڈ بلٹ یہ ہارڈ بلٹ کیا ہے''...... ایکسٹو نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

''آئیں آپ کو دکھاتے ہیں''...... پرنس چلی نے مسکرا کر کہا۔

''میں اپنا سامان لے لوں''...... ایکسٹو نے کہا۔

''ہارڈ بلٹ کے ہوتے ہوئے آپ کو اپنے ساتھ مزید سامان لے جانے کی ضرورت نہیں ہے لیکن پھر بھی آپ لے آئیں اپنا سامان''...... پرنس چلی نے کہا۔ ایکسٹو حیرت سے پرنس چلی اور ڈی ایس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ دونوں کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ تھی۔ ایکسٹو نے کاندھے اچکائے اور واپس اسی کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں اس نے اپنا بیگ رکھا ہوا تھا۔

''تمہارے پاس صرف تین منٹ باقی ہیں''...... باہر سے گارچ کی پھر چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ ایکسٹو نے اس آواز پر کوئی توجہ نہ دی۔ کمرے میں آ کر اس نے مشین اور ڈیوائس الگ الگ کر کے بیگ میں رکھیں اور پھر وہ بیگ بند کر کے کمرے سے نکل کر واپس پرنس چلی اور ڈی ایس کے پاس آ گیا۔ ڈی ایس نے سکرین آف کر دی تھی۔ مشین اور سکرین سرکتی ہوئی واپس دیوارول میں گھستی جا رہی تھیں۔ چند ہی لمحوں میں دیوار سپاٹ ہو گئی۔

''اب باقی دو منٹ بچے ہیں تمہارے پاس''..... گارچ کی ایک بار پھر چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''آئیں''...... ڈی ایس نے کہا اور وہ دونوں اس کے ساتھ چل پڑے۔ ڈی ایس انہیں لے کر ایک تہہ خانے میں آ گیا۔ تہہ خانہ خالی تھا۔ ڈی ایس نے آگے بڑھ کر تہہ خانے کی ایک دیوار کے مخصوص حصے میں ٹھوکر ماری تو اچانک سرر کی آواز کے ساتھ دیوار درمیان سے پھٹ کر دو حصوں میں سمٹتی چلی گئی۔ دوسری طرف ایک اور بڑا تہہ خانہ تھا جو ایک ورکشاپ کا منظر پیش کر رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے اس ورکشاپ میں کاریں مرمت کی جاتی ہوں۔ وہاں چند کاریں بھی کھڑی تھیں۔ جن کے پارٹس کھلے ہوئے تھے۔ سائیڈ کی دیوار کے پاس ایک اور کار کھڑی تھی جس پر سیاہ رنگ کا کپڑا پڑا ہوا تھا۔ وہ جیسے ہی اس ورکشاپ نما تہہ خانے میں داخل ہوئے ان کے پیچھے دیوار تیزی سے بند ہو گئی۔

تہہ خانے میں کوئی نہیں تھا۔ ڈی ایس تیز تیز چلتا ہوا اس کار کی جانب بڑھتا چلا گیا جس پر کپڑا پڑا ہوا تھا۔ اب وہ چونکہ تہہ خانے میں تھے اس لئے انہیں گارچ کی کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔

ڈی ایس نے کار سے کپڑا اتارا تو ایکسٹو کو ایک سرخ رنگ کی کار دکھائی دی۔ یہ کار نئی اور چمکدار تھی اور سپورٹس کار جیسی دکھائی

دے رہی تھی جس کا ٹاپ بھی تھا۔ یہ فور سیٹر کار تھی۔

"آئیں باس"...... ڈی ایس نے کہا تو پرنس چلی سر ہلا کر اس کار کی طرف بڑھ گیا۔ ایکسٹو بھی اس کے ساتھ کار کے پاس آ گیا۔

"بڑی شاندار کار ہے"...... ایکسٹو نے کار کا ماڈل اور اس کی جدت دیکھ کر کہا۔

"یس چیف۔ اسی لئے ہم اسے ہارڈ بلٹ کہتے ہیں اور یہ کار صرف کار نہیں ہے بلکہ کار کے روپ میں چلتا پھرتا اسلحہ خانہ ہے"...... پرنس چلی نے کہا۔

"اسلحہ خانہ۔ کیا مطلب"...... ایکسٹو نے چونک کر پوچھا۔

"آپ کار میں بیٹھیں میں آپ کو سمجھاتا ہوں"...... پرنس چلی نے کہا۔

"کیا کار تم ڈرائیو کرو گے"...... ایکسٹو نے پوچھا۔

"نہیں چیف۔ یہ کار آپ ڈرائیو کریں۔ میں اور ڈی ایس آپ کے ساتھ بیٹھیں گے۔ ڈاگ ایجنسی کے خلاف آپ نے ایکشن کرنا ہے۔ ہم صرف آپ کا ساتھ دیں گے"...... پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ایکسٹو کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ پرنس چلی سائیڈ والی اور ڈی ایس عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ڈی ایس نے عقبی سیٹ پر بیٹھتے ہی اس کا ایک بٹن پش کیا تو سیٹ کا عقبی حصہ کھل گیا۔ سیٹ

کے اس حصے میں بیلٹوں کے ساتھ بے شمار اور انتہائی جدید قسم کا اسلحہ منسلک نظر آ رہا تھا۔ ڈی ایس نے ایک مشین گن اور ایک چپٹی نال والا بھاری پسٹل اٹھا لیا جو ایک مشین پسٹل جیسا تھا مگر اس پسٹل کا میگزین عام مشین پسٹل سے کہیں زیادہ چوڑا اور بڑا تھا۔ پرنس چلی نے سامنے ڈیش بورڈ پر مخصوص انداز میں ہاتھ مارا تو ڈیش بورڈ سے ایک ٹرے سا نکل کر اس کے سامنے آ گیا۔

ٹرے پر کنٹرول بورڈ تھا جس پر کئی بٹن، سوئچ اور ڈائلوں کے ساتھ رنگ برنگے بلب بھی لگے ہوئے تھے۔ پرنس چلی نے ایک بٹن پریس کیا تو ٹرے نما اس کنٹرول پینل پر جیسے رنگ سا بکھرتا چلا گیا۔ رنگین بلب جلنے بجھنے لگے اور بٹنوں اور سوئچوں کے نیچے لگے ہوئے بلب بھی جل اٹھے تھے۔

"یہ کیا ہے"...... ایکسٹو نے حیرت سے پرنس چلی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ ہارڈ بلٹ کا مخصوص کنٹرول پینل ہے جس کی مدد سے ہم اس کار میں نئی اور حیرت انگیز تبدیلیاں لا سکتے ہیں۔ ضرورت کے وقت ہم اس کنٹرول پینل اور کار میں لگے ہوئے دوسرے سسٹمز کو استعمال کر کے اس کار کو سڑک پر دوڑنے والا تیز ترین جیٹ بھی بنا سکتے ہیں اور یہ کار ایک جدید اور انتہائی طاقتور ترین ٹینک کا بھی روپ دھار سکتی ہے۔

کار میں خودکار حفاظتی سسٹم کے ساتھ تمام جنگی اسلحہ نصب ہے۔

جن میں منی ریڈ میزائل بلاسٹرز، مشین گنیں اور دوسرا بہت سا اسلحہ بھی ہے جن کی مدد سے ہم اس کار کے اندر بیٹھ کر باہر موجود بڑی سے بڑی فورس کا بھی آسانی سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ یہ جدید اور پاور فل کار آٹو کنٹرول بھی ہے اور اس کی ساخت اس قدر مضبوط ہے کہ اس پر ریڈ بلاسٹر جیسے طاقتور میزائل بھی برسائے جائیں تو کار پر ایک خراش تک نہیں آتی۔ اسی طرح کار کی ونڈ سکرینیں فائبر آپٹیکل گلاسسز کی بنی ہوئی ہیں جسے کسی بھی طریقے سے توڑا نہیں جا سکتا چاہے اس پر ہیوی مشین گنوں سے فائرنگ کی جائے یا پھر میزائل اور بم برسائے جائیں“...... پرنس چلی نے کہا اور پھر وہ کار کی مختلف خوبیوں اور ان کے فنکشنز کے بارے میں ایکسٹو کو بتانا شروع ہو گیا۔ جس کے بارے میں سن کر ایکسٹو واقعی حیران رہ گیا تھا۔

پرنس چلی، ڈی ایس اور اس کے قابل ساتھی سائنس دانوں اور انجینئرز نے مل کر اس کار کو واقعی ایک چلتا پھرتا اسلحہ خانہ بنا دیا تھ جس کے سامنے آنے والی طاقتور فوج چند لمحوں میں تباہ ہو سکتی تھی۔ کار کے فنکشنز آسان تھے جنہیں سمجھنے میں ایکسٹو کو صرف چند منٹ لگے تھے۔ اس کے سامنے اسٹیئرنگ وہیل پر بھی کئی بٹن لگے ہوئے تھے جن سے ایکسٹو کار میں چھپے ہوئے اسلحے کو کار سے باہر نکال کر ان سے دشمنوں پر حملے کر سکتا تھا اور کار کو ہر ممکن خطرے سے محفوظ بھی رکھ سکتا تھا۔ سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا پرنس چلی بھی ٹرے نما

کنٹرول پینل سے کار کے آگے پیچھے نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ دشمنوں کو منہ توڑ جواب دے سکتا تھا۔

حقیقی معنوں میں یہ کار کسی جدید گن شپ ہیلی کاپٹر یا فائٹر طیارے سے کم نہیں تھی۔ اس کار میں اور بھی بہت سی خصوصیات تھیں جنہیں ضرورت کے وقت استعمال میں لایا جا سکتا تھا۔ کار کا سسپنشن اس قدر آرام دہ تھا کہ انتہائی تیز رفتاری سے بھاگنے کے باوجود کار کے اندر اس کا کوئی ارتعاش محسوس نہیں ہوتا تھا چاہے کار کسی نا پختہ سڑک پر ہی کیوں نہ دوڑ رہی ہو۔

پرنس چلی، ڈی ایس اور اس کے ساتھیوں نے کار کی ڈیزائننگ میں کوئی کمی نہیں اٹھا رکھی تھی۔ کار ہر قسم کے راستے پر انتہائی آسانی سے اور تیز رفتاری سے بھاگ سکتی تھی۔ یہاں تک کہ اگر کار کسی ریگستان میں بھی داخل ہو جاتی تو اس کے ٹائروں پر ٹینک کی طرح مضبوط پٹیاں سی ایڈجسٹ ہو جاتی تھیں جس کی وجہ سے کار ریت پر بھی تیزی سے دوڑائی جا سکتی تھی اور اس کار کے ٹائر سمٹ کر کار کے نچلے حصوں میں چھپ جاتے تھے۔

کار کو ایئر ٹائٹ بنا کر کسی آبدوز کی طرح سمندر یا دریا میں بھی اتارا جا سکتا تھا۔ کار جدید دور کی بننے والی مشہور زمانہ فلمی ہیرو زیرو زیرو سیون کے زیر استعمال رہنے والی کاروں سے ہم آہنگ تھی۔ شاید یہ کار پرنس چلی اور اس کے ساتھیوں نے اسی کار سے متاثر ہو کر تیار کی تھی۔

"تم ٹھیک کہہ رہے تھے۔ واقعی اس کار کے ہوتے ہوئے مجھے اسلحہ ساتھ لانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ تم نے اور تمہارے ساتھوں نے اس کار کو ہر قسم کے سائنسی اور روائتی اسلحے سے ہم آہنگ کر رکھا ہے۔ ویل ڈن"...... ایکسٹو نے پرنس چلی کی تعریف کرتے ہوئے کہا تو پرنس چلی بے اختیار مسکرا دیا۔

"ہم نے یہ کار بنانے میں کئی سال صرف کئے ہیں اور اس کار کا کریڈٹ مشہور زمانہ ایکشن ہیرو زیرو زیرو سیون کو جاتا ہے جس نے ہمیں یہ کار بنانے کا آئیڈیا دیا تھا"...... پرنس چلی نے مسکرا کر جواب دیا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ڈیش بورڈ پر ایک سکرین بھی لگی ہوئی تھی جس پر اسرائیل کے تمام شہروں کے راستوں کا نقشہ فیڈ تھا۔ کار کو آٹو کنٹرول کے ذریعے بغیر کسی ڈرائیور کے ذریعے بھی ان راستوں پر لے جایا جا سکتا تھا۔ ایکسٹو نے سٹیئرنگ کے نچلے حصے پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو کار سٹارٹ ہو گئی۔ ساتھ ہی ڈیش بورڈ پر راستہ بتانے والی سکرین بھی روشن ہو گئی جس پر متعدد رنگ برنگی لکیروں کا جال سا پھیل گیا تھا۔ سکرین کے نچلے حصے پر کی پیڈ تھا جس پر جگہ اور علاقے کا نام لکھ دیا جاتا تو سکرین پر اس علاقے اور مخصوص جگہ کی طرف جانے والے راستوں کی تفصیل آ جاتی۔

"میرا خیال ہے۔ اب تک ڈاگ ایجنسی نے رہائش گاہ میں کارروائی کرنی شروع کر دی ہو گی"...... ایکسٹو نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن وہ کچھ بھی کر لیں وہ اس تہہ خانے تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ چاہے وہ پوری رہائش گاہ بموں اور میزائلوں سے ہی کیوں نہ اڑا دیں"...... پرنس چلی نے کہا۔ اس نے ایک بٹن پریس کیا تو اچانک دائیں طرف دیوار میں ایک راستہ سا بنتا چلا گیا جس کی دوسری طرف ایک سرنگ تھی۔ اسی لمحے اچانک انہوں نے کار سے باہر ہر طرف نیلا نیلا دھواں سا پھیلتے دیکھا۔ دھوئیں کے ریشے جیسے سپاٹ دیواروں سے نکلتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

"اوہ۔ شاید انہوں نے ہمیں بے ہوش کرنے کے لئے بلیو بم پھینکے ہیں تاکہ ہم اس کے اثر سے جہاں کہیں بھی ہوں بے ہوش ہو جائیں۔ بلیو بموں کی زود اثر گیس دھوئیں کی شکل میں تیزی سے ہر طرف پھیل جاتی ہے اور یہ بند دیواروں سے بھی گزر کر سکتی ہے چاہے تہہ در تہہ، تہہ خانے ہی کیوں نہ بنے ہوئے ہوں۔ یہ تو ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہارڈ بلٹ کے اندر آ گئے ہیں ورنہ اس گیس کے اثر سے ہم کسی بھی طرح سے نہیں بچ سکتے تھے"...... پرنس چلی نے کہا۔

"اوہ۔ مگر تم نے تو کہا تھا کہ تم نے رہائش گاہ کا فول پروف حفاظتی انتظام کر رکھا ہے۔ یہاں بموں اور میزائلوں کے ساتھ کسی بھی زہریلی گیس کے پھیلنے کا احتمال نہیں ہو سکتا ہے"...... ایکسٹو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آج کل اسرائیلی ایجنسیاں نئی اور جدید ترین ٹیکنالوجی استعمال

کر رہی ہیں چیف۔ جس کے بارے میں ہمارے پاس مکمل انفارمیشن نہیں ہے۔ ہمیں جو انفارمیشن ملتی ہے ہم اسی کے تحت اپنے بچاؤ کا انتظام کرتے ہیں۔ بلیو میزائل اور ان کی کارکردگی کی رپورٹ ہمیں موصول ہوگئی تھی لیکن چونکہ ہم نے اسے ابھی تک دیکھا نہیں تھا اس لئے ہم اس سے بچنے کا کوئی اینٹی ایجاد نہیں کر سکے تھے''...... پرنس چلی کی جگہ ڈی ایس نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کچھ ہی دیر میں تہہ خانہ جیسے تیز نیلے دھوئیں سے بھر گیا۔ دھواں ہونے کے باوجود اسے سکرین پر تہہ خانہ اور سرنگ کا راستہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔

''ہمیں اس سرنگ سے باہر جانا ہے''...... پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا کر کار اس سرنگ نما راستے کی طرف بڑھا دی۔ سرنگ نما راستہ اوپر کی جانب جاتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ راستہ زیادہ لمبا نہیں تھا۔ سامنے ایک دیوار تھی۔

''آپ کار فل سپیڈ سے اوپر لے جائیں۔ جیسے ہی ہم بند دیوار کے پاس پہنچیں گے میں فوراً راستہ کھول دوں گا''...... پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا کر کار فل سپیڈ سے سرنگ میں دوڑانی شروع کر دی۔ کار بجلی کی سی تیزی سے بلندی پر موجود بند دیوار کی طرف بڑھی تو پرنس چلی نے فوراً کنٹرول پینل کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ جیسے ہی اس نے بٹن دبایا اسی لمحے دیوار کسی شٹر کی طرح تیزی سے اوپر اٹھتی چلی گئی۔ باہر ہر طرف نیلا دھواں تھا

جیسے ہر طرف نیلے دھوئیں کی دبیز چادر سی پھیلا دی گئی ہو۔ دیوار شٹر کی طرح کھلتے دیکھ کر ایکسٹو نے کار کی رفتار اور زیادہ تیز کر دی اور پھر جیسے ہی کار کھلے ہوئے راستے کی طرف گئی اچانک کار جیسے کسی تیز رفتار اور فائٹر طیارے کی طرح فضا میں بلند ہوتی چلی گئی۔

گارج ایک تیز رفتار گن شپ ہیلی کاپٹر کے ذریعے اس رہائش گاہ تک پہنچا تھا جہاں اسے ایکسٹو اور السلام کے موجود ہونے کی اطلاع ملی تھی۔ گارج نے تیز رفتار گاڑیوں پر ڈی فورس پہلے ہی وہاں بھیج دی تھی جو جی پی الیون سے ٹیک اوور کر رہی تھی۔

گارج اپنے ساتھ تین مزید گن شپ ہیلی کاپٹر بھی لایا تھا تا کہ وہ رہائش گاہ کے چاروں طرف نگاہ رکھ سکے اور ایکسٹو اور السلام وہاں سے کسی بھی راستے سے فرار نہ ہو سکیں۔

گارج جب ہیلی کاپٹروں کے اسکواڈ کے ساتھ حساس کی رہائش گاہ کے نزدیک پہنچا تو اس وقت تک ڈی فورس، جی پی الیون کی جگہ لے چکی تھی اور فورس نے رہائش گاہ کو نہایت خاموشی سے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔

جی پی الیون کی فورس نے پہلے ہی اس علاقے کے مکینوں کو اپنی کارروائی سے مطلع کر دیا تھا اور اس طرف آنے والے تمام راستے بلاک کرنے کے ساتھ ساتھ وہاں مقیم افراد کو بھی اس بات کا پابند کر دیا تھا کہ وہ اپنی رہائش گاہوں سے باہر نہ آئیں۔

گارج ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کی سائیڈ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سر پر ہیڈ فون چڑھا ہوا تھا جس سے وہ ڈی فورس کے کمانڈر سے ٹرانسمیٹر پر مسلسل رابطے میں تھا۔

گارج کے حکم پر تین ہیلی کاپٹر رہائش گاہ کے دائیں بائیں اور ایک عقب میں چلا گیا جبکہ گارج نے ہیلی کاپٹر سے رہائش گاہ کا اوپر سے جائزہ لیا اور پھر وہ اپنا ہیلی کاپٹر فرنٹ کی سائیڈ پر لے آیا۔ رہائش گاہ کے پورچ میں اسے دو گاڑیاں کھڑی دکھائی دے رہی تھیں۔ یہ وہ گاڑیاں نہیں تھی جن سے ایکسٹو اور السلام ٹاپ ون ہسپتال سے نقلی ڈاکٹر ہیوگن کی مدد سے فرار ہوئے تھے لیکن ان دونوں گاڑیوں کے وہاں ہونے کا مقصد تھا کہ ایکسٹو اور السلام ابھی رہائش گاہ کے اندر ہی ہیں اور انہیں اس بات کا خبر نہیں ہے کہ انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا گیا ہے۔

''کیا پوزیشن ہے گیرن۔ اوور''...... گارج نے پائلٹ سے ہیلی کاپٹر رہائش گاہ کی فرنٹ کی طرف معلق کرنے کا کہہ کر ٹرانسمیٹر پر ڈی فورس کے کمانڈر سے مخاطب ہو کر کہا جو پہلے سے ہی آن لائن تھا۔

''سر ابھی تک رہائش گاہ میں مکمل سکوت طاری ہے۔ اندر سے

اب کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی ہے۔ یوں لگ رہا ہے جیسے وہ آرام کرنے کے لئے ان ڈور ہو گئے ہوں۔ اوور"...... دوسری طرف سے گیرن نے مؤدبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ کنفرم ہے کہ ابھی تک اس رہائش گاہ سے کوئی باہر نہیں نکلا ہے اور نہ کوئی رہائش گاہ کے اندر گیا ہے۔ اوور"...... گارچ نے پوچھا۔

"لیس سر۔ یہ کنفرم ہے۔ ابھی تک نہ تو کوئی رہائش گاہ سے باہر آیا ہے اور نہ کوئی اندر گیا ہے۔ اوور"...... گیرن نے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ میں ان سے بات کرتا ہوں۔ تم تیار رہو۔ کسی بھی لمحے میں تمہیں ریڈ ایکشن کا کہہ سکتا ہوں۔ اوور"...... گارچ نے کہا۔

"ہم تیار ہیں سر۔ بس آپ کے حکم کی دیر ہے۔ جیسے ہی آپ حکم دیں گے ہم ایک لمحے میں اس رہائش گاہ کو ملبے کا ڈھیر بنا دیں گے۔ اوور"...... گیرن نے کہا۔

"رہائش گاہ کو ملبے کا ڈھیر نہیں بنانا احمق۔ یہاں تو دنیا کے خطرناک ترین چیف ایجنٹس چھپے ہوئے ہیں۔ ہمیں ہر حال میں انہیں زندہ گرفتار کرنا ہے۔ اوور"...... گارچ نے غرا کر کہا۔

"اوہ۔ لیس سر۔ جیسے آپ کا حکم۔ اوور"...... گارچ کی غراہٹ سن کر گیرن نے فوراً اور قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں پہلے ان سے بات کروں گا۔ اگر وہ سرنڈر کرنے کے لئے تیار ہو گئے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ تم رہائش گاہ میں بلیو اٹیک کر دینا۔

"لیس سر۔ اوور"...... گیرن نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ویٹ کرو۔ میں میگا فون پر ان سے بات کر کے تم سے بات کرتا ہوں۔ تم ٹرانسمیٹر آن رکھنا میں تم سے دوبارہ لنک کر لوں گا اوور"...... گارچ نے کہا اور اس نے رابطہ ختم کیا اور ہیڈ فون کا ایک بٹن پریس کر کے اسے ٹرانسمیٹر سے ہٹا کر ہیلی کاپٹر کے میگا فون سے کنکٹ کر دیا۔

"مسٹر ایکسٹو، مسٹر السلام اور مسٹر ڈی ایس۔ میری بات غور سے سنو۔ ہمیں معلوم ہے کہ تم تینوں اس وقت رہائش گاہ میں موجود ہو۔ ہمارا تعلق سپیشل فورس سے ہے اور تمہیں چاروں طرف سے گھیر لیا گیا ہے۔ یہاں سے بچ نکلنے کا تمہارے پاس کوئی راستہ نہیں ہے۔ تم تینوں کے لئے یہی بہتر ہو گا کہ تم تینوں کے پاس اگر کوئی اسلحہ ہے تو اپنا سارا اسلحہ پھینک کر باہر آ جاؤ اور خود کو ہمارے حوالے کر دو۔ ہم مسلح ہیں۔ تمہیں صرف پانچ منٹ کا وقت دیا جائے گا۔ گر پانچ منٹوں میں تم اسلحہ پھینک کر اور دونوں ہاتھ سروں پر رکھ کر باہر نہ آئے تو تم تینوں کو اس رہائش گاہ سمیت ختم کر دیا جائے گا۔ ہم اگلے پانچ منٹوں میں تمہاری رہائش گاہ پر بموں اور میزائلوں سے حملہ کر دیں گے۔ تمہارے پاس سوچنے کے

لئے صرف چار منٹ ہیں اس کے بعد اگلے ایک منٹ میں تمہیں ہر حال میں رہائش گاہ سے باہر نکل کر خود کو سرنڈر کرانا ہو گا۔ یاد رہے تمہارے پاس صرف پانچ منٹ ہیں اور تمہارا ٹائم شروع ہوتا ہے۔ اب''...... گارچ نے میگا فون پر چیختے ہوئے کہا اور اس نے ساتھ ہی ریسٹ واچ دیکھنی شروع کر دی۔

''تمہارے پاس چار منٹ باقی ہیں''..... ایک منٹ گزرتے ہی گارچ نے چیختے ہوئے کہا لیکن کوٹھی میں اسے کوئی ہلچل ہوتی ہوئی دکھائی نہ دی۔ گارچ کی نظریں کوٹھی کے رہائشی حصے کے دروازے پر جمی ہوئی تھی۔ مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔

''تمہارے پاس صرف تین منٹ باقی ہیں''...... گارچ نے ایک منٹ اور گزرتے دیکھ کر کہا۔ لیکن اب بھی رہائش گاہ میں خاموشی اور ویرانی کے سوا اسے کچھ دکھائی نہ دیا تو اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''اب باقی دو منٹ بچے ہیں تمہارے پاس''..... ایک منٹ اور گزرتے ہی گارچ نے پہلے سے زیادہ چیختی ہوئی آواز میں کہا۔ لیکن اگلا ایک منٹ بھی گزر گیا اور رہائش گاہ میں خاموشی چھائی رہی تو گارچ کے چہرے پر غصے کے تاثرات نمایاں ہونے شروع ہو گئے۔

''اب آخری ایک منٹ بچا ہے۔ اگلے ایک منٹ میں تم رہائش گاہ سے باہر نہ آئے تو ہم رہائش گاہ پر حملہ کر دیں گے''..... گارچ

نے غصیلی آواز میں چیخ کر کہا۔ ساتھ ہی اس نے میگا فون آف کر کے ہیڈ فون کو دوبارہ فورس کے کمانڈر گیرن کے ٹرانسمیٹر سے لنکڈ کر لیا جو بدستور اس سے لنکڈ تھا۔

''گیرن کیا تم آن لائن ہو۔ اوور''..... گارچ نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ میں آن لائن ہوں۔ اوور''..... گیرن کی آواز سنائی دی۔

''اگلا منٹ پورا ہوتے ہی تم رہائش گاہ پر بلیو اٹیک کر دو۔ مجھے نہیں لگ رہا کہ وہ آسانی سے خود کو سرنڈر کرائیں گے۔ بلیو اٹیک سے وہ رہائش گاہ کے تہہ خانوں میں بھی جا کر چھپ جائیں تب بھی وہ اس گیس کے اثر سے نہیں بچ سکیں گے۔ زہریلی گیس انہیں ایک لمحے میں بے ہوش کر دے گی۔ اوور''..... گارچ نے کہا۔

''اوکے سر۔ میں بلیو اٹیک کے لئے تیار ہوں۔ اوور''..... گیرن نے جواب دیا۔ گارچ ایک بار پھر ریسٹ واچ کی طرف دیکھ رہا تھا جس کی سیکنڈ بتانے والی سوئی ٹک ٹک کرتی ہوئی بارہ کے ہندسے کی طرف بڑھتی جا رہی تھی۔

''اوکے۔ کرو اٹیک۔ اوور''..... گارچ نے چیختے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اچانک اس نے رہائش گاہ کے چار اطراف سے راڈ نما بم اچھل اچھل کر رہائش گاہ کے اندر گرتے دیکھے۔ گیرن نے رہائش گاہ کے چاروں اطراف سے بم پھنکوائے تھے تا کہ اس سے نکلنے

والی گیس زیادہ تیزی سے پھیل کر اپنا اثر دکھا سکے۔ جیسے ہی بم رہائش گاہ میں گرے اسی لمحے وہاں یکے بعد دیگر دھماکے ہوئے اور گارچ نے رہائش گاہ میں نیلے رنگ کا دھواں بھرتے ہوئے دیکھا۔

ایسے حملے کرتے وقت گیرن اور اس کی فورس پہلے سے ہی تیار رہتی تھی۔ ان سب نے بلیو اٹیک اور اس جیسی زہریلی گیسوں سے بچنے کے لئے اینٹی لیا ہوتا تھا تاکہ حملے کے دوران کسی بھی زہریلی گیس کا ان پر اثر نہ ہو سکے۔

دھواں چند ہی لمحوں میں ہر طرف پھیل گیا تھا۔ نیلے دھویں سے جیسے رہائش گاہ چھپ سی گئی تھی۔ دھواں وہاں جیسے رک سا گیا تھا چھٹنے اور ہوا میں تحلیل ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

”گیرن۔ اوور“...... گارچ نے چند لمحے توقف کے بعد گیرن سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیس سر۔ اوور“...... گیرن کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”فورس اندر بھیجو۔ بلیو اٹیک سے اب تک تو رہائش گاہ کے اندر چھپے ہوئے کیڑے مکوڑے بھی بے ہوش ہو چکے ہوں گے“...... گارچ نے کہا۔

”لیس سر۔ اوور“...... گیرن نے جواب دیا۔ چند لمحوں کے بعد گارچ نے فورس کو تیزی سے رہائش گاہ کی طرف بڑھتے دیکھا۔

فورس نے گیٹ کے پاس جا کر گیٹ کو بم مارنے کی کوشش کی۔ دھماکا ہوا مگر گیٹ کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔

”یہ کیا۔ یہ گیٹ کیوں تباہ نہیں ہوا ہے“...... گارچ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ فورس گیٹ اُڑانے کے لئے مسلسل بم پھینک رہی تھی۔ بموں کے زور دار دھماکوں سے علاقہ گونج رہا تھا لیکن ان کے پھینکے ہوئے طاقتور بم گیٹ کا ایک پرزہ تک نہیں اُڑا سکے تھے۔ گارچ اور اس کے ساتھی نہیں جانتے تھے کہ ایکسٹو اور پرنس چلی نے رہائش گاہ کی حفاظت کے لئے کون کون سے سائنسی انتظامات کر رکھے ہیں۔

”گیرن۔ ان سے کہو کہ گیٹ کو اُڑانے کی بجائے دیواریں پھاند کر اندر جائیں۔ ہری اپ“...... گارچ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”لیس سر۔ اوور“...... گیرن نے جواب دیا اور پھر چند لمحوں کے بعد گارچ نے فورس کو سیڑھیاں لگا کر دیواروں پر چڑھتے اور دوسری طرف پھلانگتے دیکھا۔ وہ شاید اسی مقصد کے لئے فولڈر سیڑھیاں اپنے ساتھ لائے تھے۔ چند ہی لمحوں میں فورس رہائش گاہ میں داخل ہو چکی تھی۔

فورس نے اندرونی رہائش گاہ والے دروازے کو بھی بم مار کر تباہ کرنا چاہا لیکن طاقتور بموں میں نجانے کیا خامی تھی کہ لکڑی کا بنا ہوا وہ دروازہ بھی ان سے تباہ نہیں ہو رہا تھا۔

”ہونہہ۔ لگتا ہے۔ انہوں نے رہائش گاہ کی حفاظت کے لئے یہاں کوئی پروٹیکشن ریز پھیلا رکھی ہے۔ اسی لئے بموں سے ان کی

رہائش گاہ کو کوئی نقصان نہیں ہو رہا ہے“...... گارچ نے غصے اور پریشانی سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”سر۔ اس رہائش گاہ میں پروٹیکشن ریز پھیلی ہوئی ہے جس کی وجہ سے ہمارا اسلحہ یہاں کام نہیں کر رہا ہے۔ اوور“...... اچانک ٹرانسمیٹر سے گیرن کی آواز سنائی دی۔

”ہاں۔ مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا ہے۔ اوور“...... گارچ نے کہا۔

”رہائش گاہ میں موجود پروٹیکشن ریز کی وجہ سے ہمارا سارا اسلحہ جام ہو گیا ہے۔ اوور“...... گیرن نے کہا۔

”کوئی بات نہیں۔ اپنے ساتھیوں سے کہو کہ وہ دروازہ توڑ کر اندر چلے جائیں۔ مجرم اندر بے ہوش پڑے ہوں گے۔ وہ مزاحمت کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں گے۔ اوور“...... گارچ نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ اوور“...... گیرن کی جواباً آواز سنائی دی۔ کچھ ہی دیر میں فورس نے مشین گنوں کے بٹ مار کر رہائش گاہ کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گئے۔ گارچ چند لمحے رہائش گاہ کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے پائلٹ سے کہا کہ وہ رہائش گاہ کے ارد گرد چکر لگائے۔ پائلٹ نے اثبات میں سر ہلا کر ہیلی کاپٹر کو آہستہ آہستہ رہائش گاہ کے ارد گرد گھمانا شروع کر دیا۔ ابھی ہیلی کاپٹر گھومتا ہوا رہائش گاہ کے عقب میں آیا ہی تھا کہ اچانک گارچ کی نظر رہائش گاہ کی ایک کھلی ہوئی دیوار پر پڑی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے پہلے

جب اس عمارت کا چکر لگایا تھا تو اسے وہاں ایسی کھلی ہوئی کوئی دیوار دکھائی نہیں دی تھی۔

”رکو ایک منٹ۔ یہیں رکو۔ ہیلی کاپٹر پیچھے لے جاؤ جلدی“...... گارچ نے چیخ کر کہا تو پائلٹ نے ایک بار پھر ہیلی کاپٹر معلق کر لیا۔ ابھی گارچ اس کھلی ہوئی دیوار کی طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک دیوار کے گرد پھیلا ہوا نیلا دھواں تیزی سے چھٹا اور گارچ نے دیوار سے ایک سرخ رنگ کی نئی کار نکل کر ہوا میں بلند ہوتے دیکھی۔ کار زناٹے دار آواز کے ساتھ نہایت تیزی سے باہر آئی تھی اور عمودی انداز میں جیسے ہوا میں بلند ہوتی چلی گئی تھی۔ اس طرف ایک کھلی سڑک تھی۔ دیوار کے کچھ فاصلے پر بی ڈی فورس کی دو گاڑیاں کھڑی تھیں جن پر ہیوی مشین گنیں لگی ہوئی تھیں۔

پائلٹ گارچ کے کہنے پر ہیلی کاپٹر چونکہ کافی پیچھے لے آیا تھا اس لئے کھلی ہوئی دیوار سے نکل کر عمودی انداز میں اوپر اٹھنے والی کار جیسے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ ایک لمحے کے لئے گارچ کو یوں محسوس ہوا جیسے کار سیدھی ہیلی کاپٹر سے آ ٹکرائے گی۔ اس کے چہرے پر موت کی سی زردی پھیل گئی تھی لیکن پائلٹ نے دھواں چھٹتے اور کھلی ہوئی دیوار سے کار نکلتے دیکھ لی تھی اس لئے اس نے کمال مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہیلی کاپٹر اوپر اٹھانے کی بجائے مزید نیچے کر لیا تھا۔ دوسرے لمحے سرخ رنگ کی سپورٹس کار جیسی ایک کار ہیلی کاپٹر کے بڑے بڑے اور برق

رفتاری سے گھومتے ہوئے پروں کے عین اوپر سے گزرتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ سرخ سپورٹس کار جیسی کار نہ صرف ہیلی کاپٹر کے اوپر سے گزر گئی تھی بلکہ سڑک پر موجود گاڑیوں کے اوپر سے بھی ہوتی ہوئی دوسری طرف سڑک کی طرف جھک گئی تھی اور پھر کار جیسے ہی پہیوں کے بل سڑک پر آئی۔ ایک لمحے کے لئے کار کے ٹائر زور سے چرچرائے۔ کار سڑک پر دائیں بائیں ہوئی۔ مگر کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا ڈرائیور انتہائی مشاق تھا اس نے کمال کی پھرتی سے کار کو دائیں بائیں مڑنے اور پلٹنے سے بچا لیا اور اس نے کار کے بریکیں لگاتے ہوئے کار روک کر کار ایک لمحے کے لئے بیلنس کی۔ اس سے پہلے کہ ہیلی کاپٹر میں موجود گارج اور نیچے موجود مسلح افراد کچھ سمجھتے اچانک کار بجلی کی سی تیزی سڑک پر آگے بڑھتی چلی گئی۔

''وہ اس کار میں نکل گئے ہیں۔ اوہ گاڈ۔ جلدی کرو۔ ہیلی کاپٹر اوپر اٹھاؤ اور ان کا پیچھا کرو نہیں تو وہ یہاں سے بھاگ جائیں گے''...... اچانک گارج کو جیسے ہوش آ گیا۔ اس نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو پائلٹ نے فوراً ہیلی کاپٹر اوپر اٹھایا اور اسے تیزی سے موڑتے ہوئے اس طرف بڑھا لے گیا جس طرف کار جا رہی تھی۔ یہ سڑک آگے جا کر دائیں بائیں مڑ گئی تھی۔ ہیلی کاپٹر کا رخ چونکہ دوسری طرف تھا اس لئے گارج اور پائلٹ یہ نہیں دیکھ سکے تھے کہ سرخ کار کس طرف مڑی ہے۔

''ہیلو ہیلو۔ گیرن کیا تم میری آواز سن رہے ہو۔ اوور''۔ گارج نے ٹرانسمیٹر پر گیرن سے مخاطب ہو کر چیختے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ میں سن رہا ہوں۔ اوور''...... گیرن کی آواز سنائی دی۔

''مجرم رہائش گاہ کے عقب سے سرخ رنگ کی سپورٹس جیسی ایک کار میں نکل گئے ہیں۔ میں ان کے پیچھے جا رہا ہوں۔ جلدی کرو۔ تم سب بھی ان کے پیچھے آ جاؤ۔ اوور''...... گارج نے اسی طرح چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

''مجرم عقب سے نکل گئے ہیں۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں سر۔ ہم نے تو ہر طرف سے رہائش گاہ کو گھیر رکھا ہے پھر وہ پچھلے راستے سے کیسے نکل سکتے ہیں۔ اوور''...... گیرن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ چونکہ فرنٹ کی طرف تھا اس لئے اسے سرخ کار کے نکلنے کا علم نہیں ہوا تھا۔

''شٹ اپ یو نانسنس۔ میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ وہ نکل گئے ہیں۔ فوراً ہمارے پیچھے آؤ۔ اوور''...... گارج نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ یس سر۔ ہم آ رہے ہیں۔ اوور''...... گارج کا غصیلا لہجہ سن کر گیرن نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وہ دائیں طرف گئے ہیں جناب''...... پائلٹ نے ہیلی کاپٹر مین روڈ کی طرف لاتے ہوئے دائیں طرف دیکھتے ہوئے کہا جو

اسے دور سرخ رنگ کی سپورٹس کار جیسی ایک کار نہایت تیز رفتاری سے بھاگتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ جی پی الیون نے چونکہ ارد گرد کا ایریا کلیئر کرا رکھا تھا اس لئے سڑک بالکل صاف تھی جس کی وجہ سے سرخ کار نہایت تیزی سے سڑک پر بھاگی جا رہی تھی۔

"چلو چلو۔ اس کے پیچھے چلو۔ جلدی"...... گارچ نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا تو پائلٹ نے ہیلی کاپٹر، سرخ کار کے پیچھے اڑانا شروع کر دیا۔

"بلیک اسکواڈ۔ تم سب میرے پیچھے آؤ۔ جلدی۔ ہمیں ایرن لائن کی طرف جانے والی ایک سرخ کار کو کور کرنا ہے۔ ہری اپ۔ اوور"...... گارچ نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کر کے اپنے ساتھ آئے ہوئے باقی تین ہیلی کاپٹروں کے پائلٹس سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ ہم آ رہے ہیں۔ اوور"...... تینوں ہیلی کاپٹروں کے پائلٹس نے ایک ساتھ جواب دیا۔ گارچ نے سر گھما کر دیکھا تو اسے تینوں ہیلی کاپٹر اپنے پیچھے آتے دکھائی دیئے۔ رہائش گاہ کے عقب میں جو گن شپ گاڑیاں کھڑی تھیں وہ بھی تیزی سے مڑ کر اسی سڑک کی طرف آتی دکھائی دے رہی تھیں جس طرف سرخ رنگ کی کار گئی تھی۔

"گیرن۔ اوور"...... گارچ نے ایک بار پھر گیرن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر۔ اوور"...... گیرن کی آواز سنائی دی۔

"اپنے چند افراد رہائش گاہ میں چھوڑ دو۔ وہ رہائش گاہ کا ایک ایک حصہ چیک کریں۔ ہو سکتا ہے کہ ان میں سے ایک آدھ مجرم ہمیں چکمہ دینے کے لئے ریڈ کار میں فرار ہوا ہو باقی ابھی رہائش گاہ میں ہی موجود ہوں۔ اس لئے رہاش گاہ کی مکمل چیکنگ کراؤ چاہے اس کے لئے تمہیں رہائش گاہ کی ایک ایک دیوار ہی کیوں نہ گرانی پڑے۔ اوور"...... گارچ نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔ سرخ کار کو اچانک کھلی ہوئی دیوار سے نکلتے اور ہوا میں بلند ہوتے دیکھ کر جس طرح سے گارچ کا ذہن ماؤف ہو گیا تھا اب تیزی سے کھلنا شروع ہو گیا تھا۔ اس لئے اس نے تیزی سے سوچنا شروع کر دیا تھا۔

"یس سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں مجرموں کو ڈھونڈنے کے لئے ساری رہائش گاہ ادھیڑ ڈالوں گا۔ اوور"...... گیرن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ہیلی کاپٹر تیزی سے سرخ کار کے پیچھے جا رہا تھا جو برق رفتاری سے دائیں بائیں سڑکیں مڑتی جا رہی تھی۔

"وہ مین روڈ کی طرف جا رہے ہیں۔ اپنے آدمیوں سے کہو کہ وہ مین روڈ کی طرف جانے والا راستہ سیلڈ کر دیں۔ ہری اپ۔ اوور"...... گارچ نے گیرن سے مخاطب ہو کر چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ اوور"...... گیرن نے جواب دیا اور چند لمحوں کے لئے ٹرانسمیٹر پر خاموشی چھا گئی۔

”ان کے پاس اسلحہ بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے مناسب فاصلہ رکھ کر ان کے پیچھے رہو۔ اگر انہیں یہیں پر ہی گھیر لیا جاتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ پھر ہم نہیں باہر کسی خالی مقام کی طرف لے جا کر روکیں گے“...... گارچ نے پائلٹ سے کہا تو پائلٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سرخ کار ایک سڑک مڑ کر اب تیزی سے مین روڈ کی طرف جا رہی تھی۔ مین روڈ سے ملنے والی سڑک کے کنارے پر چار بڑی گاڑیاں آڑی ترچھی کھڑی تھیں جس سے سڑک تقریباً بلاک ہو چکی تھی۔ ان گاڑیوں کے پیچھے نیلے لباس والی فورس کھڑی تھی۔ جو مستعد تھی اور ان کی نظریں سامنے سے آنے والی سرخ سپورٹس پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

”ہونہہ۔ اب دیکھتا ہوں یہ یہاں سے کیسے نکل کر بھاگتے ہیں“...... گارچ نے غراتے ہوئے کہا۔ سرخ کار کے پیچھے بھی گن شپ گاڑیاں تھیں اور ان کے لئے آگے سے بھی راستہ بلاک کر دیا گیا تھا۔ دائیں بائیں کوئی گلی یا سڑک نہیں تھی جہاں سرخ کار مڑ سکتی ہو۔ اس لئے وہ بری طرح سے ڈی فورس کے گھیرے میں آ گئی تھی۔ سامنے بڑھتے ہوئے سرخ کار کی رفتار پہلے سے قدرے کم ہو گئی تھی جیسے سرخ کار میں موجود افراد کو واقعی آگے جانے کا کوئی سیف راستہ دکھائی نہ دے رہا ہو۔

”ہیلی کاپٹر ان کے اوپر لے جاؤ۔ جلدی“...... گارچ نے کہا تو

پائلٹ نے اثبات میں سر ہلا کر ہیلی کاپٹر تیزی سے آگے بڑھایا اور پھر سرخ کار کے عین اوپر آتے ہی اس نے ہیلی کاپٹر نیچے کرنا شروع کر دیا۔ لیکن ابھی ہیلی کاپٹر قدرے نیچے ہوا ہی تھا کہ اچانک سرخ کار کے فرنٹ کے نچلے حصے سے انہوں نے آگ کا ایک شعلہ اور دھواں نکلتے دیکھا۔ دوسرے لمحے شعلہ بجلی کی سی تیزی سے سامنے موجود فورس اور ان گاڑیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا جن سے انہوں نے سڑک بلاک کر رکھی تھی۔

”میزائل۔ اوہ گاڈ۔ انہوں نے میزائل فائر کیا ہے۔ بچو اس میزائل سے۔ خود کو بچاؤ“...... گارچ نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے اور بری طرح سے چیختے ہوئے کہا جیسے سڑک بلاک کرنے والے مسلح افراد اس کی آواز ہیلی کاپٹر سے سن ہی لیں گے۔

گاڑیوں کے سامنے موجود مسلح افراد نے بھی سرخ کار کے نچلے حصے سے میزائل نکلتے دیکھ لیا تھا وہ بوکھلا گئے اور انہوں نے میزائل سے بچنے کے لئے دائیں بائیں چھلانگیں لگا دیں۔ لیکن ابھی انہوں نے چھلانگیں لگائی ہی تھیں کہ میزائل سڑک کے درمیان میں موجود ایک گاڑی سے ٹکرا گیا۔ دوسرے لمحے ایک زور دار دھماکا ہوا اور آگ کا ایک طوفان سا اٹھتا ہوا دکھائی دیا۔ ایک دھماکے کے ساتھ دوسرا پھر تیسرا اور پھر متعدد دھماکوں سے ماحول بری طرح سے گونجنا شروع ہو گیا۔ ایک میزائل نے وہاں موجود جیسے تمام گاڑیوں کے ہول ٹینک کو دھماکے سے تباہ کر دیا تھا۔ باقی ہونے والے دھماکے

دوسری گاڑیوں کے فیول ٹینک پھٹنے سے ہوئے تھے۔ جس سے سڑک پر موجود تمام گاڑیوں کے ٹکڑے اڑتے چلے گئے۔ گاڑیوں کے پرخچے آگ کے طوفان کے ساتھ ہوا میں اُڑتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ پائلٹ جس کا ہیلی کاپٹر کافی نیچے تھا اس نے آگ اور گاڑیوں کے ٹکڑے فضا میں اُڑتے دیکھ کر ایک بار پھر مہارت کا ثبوت دیتے ہوئے ہیلی کاپٹر نہ صرف اوپر اٹھا لیا بلکہ اسے تیزی سے دائیں طرف موڑتا چلا گیا۔ گارچ جو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر میزائل سے تباہ ہونے والی گاڑیاں دیکھ رہا تھا اس نے ایک اور حیرت انگیز منظر دیکھا۔ سرخ کار جس کی رفتار قدرے کم ہو گئی تھی اس نے ایک بار پھر سپیڈ پکڑ لی تھی اور نہایت تیزی سے سڑک پر لگی ہوئی آگ کی جانب بھاگی جا رہی تھی اور پھر سرخ کار جیسے آگ کے ان شعلوں میں داخل ہوگئی۔ چند ہی لمحوں میں گارچ نے دائیں کھڑکی سے سرخ کار کو اچھل کر آگ کی دوسری طرف سڑک کی طرف نکلتے دیکھا۔ سرخ کار پر آگ لگی ہوئی تھی اور وہ آگ کا شعلہ بنی تیزی سے دائیں طرف جاتی ہوئی سڑک کی طرف مڑتی چلی جا رہی تھی۔

”وہ ہائی وے کی طرف مڑ گئے ہیں۔ جلدی کرو۔ اس طرف چلو۔ جلدی“...... گارچ نے چیختے ہوئے کہا تو پائلٹ نے سر ہلا کر تیزی سے ہیلی کاپٹر موڑنا شروع کر دیا۔ چند ہی لمحوں میں ہیلی کاپٹر مین سڑک کے اوپر اُڑ رہا تھا۔ ہائی وے پر کافی رش تھا۔ سرخ کار

جس سڑک کی طرف مڑی تھی وہ ون وے تھا۔ وہاں ڈبل سڑک تھی جو ایک پل کے اوپر تھی اور دوسری سڑک پل سے تقریباً بیس فٹ نیچے تھی۔ دونوں سڑکیں ون وے تھیں۔ سرخ کار سامنے سے آنے والی گاڑیوں والی سڑک پر مڑی تھی جو پل پر تھی۔

اس سڑک پر تیز رفتاری سے گاڑیاں آتی تھیں۔ سرخ کار پر بدستور آگ لگی ہوئی تھی۔ جلتی ہوئی کار سامنے سے آنے والی تیز رفتار کاروں سے بچتی ہوئی اور دائیں بائیں لہراتی ہوئی آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ جس کی وجہ سے سامنے سے آنے والی گاڑیوں کے ڈرائیور گھبرا گئے تھے اور انہیں نے بھی اپنی گاڑیاں جلتی ہوئی سرخ کار سے بچنے کے لئے دائیں بائیں لہرانی شروع کر دی تھیں۔ پل کے دونوں اطراف بارڈر لائن بنی ہوئی تھی جو بڑی بڑی اور اونچی سلیبیں لگا کر بنائی گئی تھی۔ جن کی وجہ سے سرخ کار دوسری سڑک پر نہیں جا سکتی تھی۔ اس لئے اس طرف مڑنے کی وجہ سے انہیں دور تک اسی طرح ون وے پر ہی جانا تھا۔

”گیرن۔ وہ ہائی وے پر ہیں۔ اس سڑک پر چھ کلو میٹر کے فاصلے پر دوسرے علاقوں کی طرف جانے والی کئی سڑکیں نکلتی ہیں۔ جن میں سے ایک سڑک کروینچ کی طرف جاتی ہے۔ ابھی انہیں آگے جانے دو اور تم کوشش کرو کہ کروینچ کی طرف جانے والی سڑکوں کے سوا تمام سڑکیں بلاک ہو جائیں اور یہ کسی طرح سے کروینچ کی طرف مڑ جائیں۔ کروینچ کی سڑک نئی تعمیر شدہ ہے اور

Downloaded from https://paksociety.com

اسے ابھی عام ٹریفک کے لئے نہیں کھولا گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ اس سڑک پر آئیں تو ہم انہیں وہاں آسانی سے گھیر لیں گے۔ اوور''...... گارچ نے ٹرانسمیٹر پر گیرن سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس سر۔ کرونچ کی طرف جانے والی سڑک کی طرف جانا ہمارے لئے بھی خاصا آسان ہو گا۔ ہم شارٹ کٹس سے ہوتے ہوئے ان سے پہلے اس نئی سڑک پر پہنچ سکتے ہیں۔ اس سڑک پر اگر ہمیں ان کا مقابلہ بھی کرنا پڑے گا تو اس سے عام شہری متاثر نہیں ہوں گے۔ اوور''...... گیرن نے کہا۔

''تو جلدی کرو۔ فوراً اس طرف مڑ جاؤ۔ میں ان پر نگاہ رکھے ہوئے ہوں۔ یہ میری نظروں سے اوجھل نہیں ہو سکتے ہیں۔ اوور''...... گارچ نے کہا۔

''یس سر۔ ہم بس پہنچ رہے ہیں۔ اوور''...... گیرن نے جواب دیا تو گارچ نے اس سے رابطہ منقطع کر دیا۔ سرخ کار پر لگی ہوئی آگ بجھتی جا رہی تھی اور یہ دیکھ دیکھ کر گارچ کی آنکھیں پھیلتی جا رہی تھی کہ آگ لگنے کے باوجود کار کو کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا۔ آگ نے نہ کار کا رنگ جلایا تھا اور نہ ہی کار کی چمک معدوم ہوئی تھی۔

''یہ کیسی کار ہے۔ جس طرح سے اس پر آگ لگی ہوئی تھی اس سے تو کار کو اچھا خاصا نقصان ہونا چاہئے تھا۔ کار کے ٹائر بھی جل رہے تھے۔ مجھے تو ایسا لگ رہا تھا جیسے آگ فیول ٹینک تک بھی

پہنچ جائے گی اور کار یہیں تباہ ہو جائے گی لیکن''...... گارچ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''کار پر شاید برائٹ ربڑ پینٹ کرایا گیا ہے باس۔ جو کچھ دیر کے لئے آگ تو پکڑتا ہے لیکن اس سے رنگ اور اس کی چمک کو کوئی نقصان نہیں ہوتا''...... پائلٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ آگ کا اثر ٹائروں اور فیول ٹینک پر بھی تو ہو سکتا تھا۔ پھر ایسا کیوں نہیں ہوا کیا ٹائروں پر بھی برائٹ ربڑ پینٹ کیا گیا ہے''...... گارچ نے سر جھٹک کر کہا۔

''فیول ٹینک کا تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن کار کے ٹائر خاصے بڑے اور مضبوط ہیں۔ ایسی کاروں میں عموماً ٹین پلائر ٹائر لگائے جاتے ہیں تاکہ تیز رفتاری کے باعث کار الٹ نہ سکے اور بریکس لگانے کی وجہ سے ٹائر جلدی گھس نہ سکیں۔ اس کے علاوہ ایسے ٹائر پنکچر اور بلاسٹ بھی نہیں ہوتے ہیں''...... پائلٹ نے کہا۔

''ہونہہ''...... پائلٹ کی بات سن کر گارچ ہنکارہ بھر کر رہ گیا۔

ایکسٹو اور اس کے ساتھ موجود السلام نے واقعی انتہائی چالاکی اور تیز رفتاری کا مظاہرہ کیا تھا۔ وہ نہ صرف بلیو اٹیک سے بچ نکلے تھے بلکہ وہ ایک تیز رفتار سپورٹس جیسی ایک کار میں وہاں سے بھاگ نکلے تھے۔ ان کے پاس اسلحہ بھی تھا جس کی مدد سے انہوں نے سڑک پر کھڑی ہونے والی رکاوٹ دور کی تھی اور وہاں سے نکل کر ہائی وے پر آ گئے تھے۔ کار کا ڈرائیور جان بوجھ کر کار ون وے کی

طرف لے گیا تھا جہاں اچھا خاصا رش تھا۔ شاید وہ جانتا تھا کہ اس سڑک پر فورس ان پر حملہ نہیں کر سکے گی اس لئے سڑک پر سامنے سے آنے والی گاڑیوں کو کراس کرتا ہوا تیزی سے کار بھگائے لے جا رہا تھا۔ یہ اتفاق ہی تھا کہ سرخ کار کے اس طرح تیز رفتاری اور ون وے پر آنے کی وجہ سے دوسری گاڑیوں کو ابھی کوئی نقصان نہیں ہوا تھا۔ گاڑیاں سرخ کار سے بچنے کے لئے لہرا ضرور رہی تھیں لیکن اس سڑک پر ان ڈرائیورز کو ہی آنے کی اجازت ہوتی تھی جو اپنے فن میں مشاق ہوں اور خطرناک صورتحال میں بھی خود کو سنبھال سکتے ہوں۔ اسی لئے ابھی تک اس سڑک پر کوئی کار آپس میں نہیں ٹکرائی تھی۔

کچھ دیر کے بعد سامنے سے آنے والی گاڑیوں کا سلسلہ کم ہونا شروع ہو گیا جس کی وجہ سے سرخ کار اور زیادہ تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑنا شروع ہو گئی تھی۔ شاید گیرن نے احکامات دے کر دوسری سڑکوں پر گاڑیاں رکوا لی تھیں اور کسی گاڑی کو اس طرف نہیں آنے دیا جا رہا تھا۔

''گڈ۔ لگتا ہے گیرن نے دوسری سڑکیں بلاک کرا دی ہیں۔ اب یہ لوگ کروبخ کی طرف جانے والے روڈ کے سوا کسی طرف نہیں جا سکیں گے''...... گارچ نے گاڑیوں کی تعداد کم ہوتے دیکھ کر مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے ٹرانسمیٹر پر ہلکی سی بیپ کی آواز سنائی دی تو گارچ چونک پڑا۔

''یس گیرن۔ بولو۔ اوور''...... گارچ نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کر کے کہا۔

''میں نے آگے جانے والے تمام روڈز بلاک کرا دیئے ہیں سر اور کروبخ کی طرف جانے والی سڑک کھلوا دی ہے۔ سرخ کار اب صرف اسی سڑک کی طرف جائے گی۔ اوور''...... گیرن نے کہا۔

''گڈ شو۔ رئیلی گڈ شو۔ یہ بتاؤ۔ دوسری سڑکوں پر کیا رکاوٹیں کھڑی کی ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ آگے جانے کے لئے ان سڑکوں پر بھی کوئی میزائل داغ کر اپنے لئے راستہ بنا لیں۔ اوور''...... گارچ نے کہا۔

''ان سڑکوں پر ہمارے آدمی پہلے سے ہی تعینات تھے سر۔ میں نے انہیں فوری طور پر دوسری طرف سے آنے والی گاڑیوں کو روکنے کے احکامات دیئے ہیں۔ اس طرف چار سڑکیں ہیں پانچویں سڑک کروبخ کی طرف جاتی ہے جو خالی ہے۔ جن چار سڑکوں کو بلاک کیا گیا ہے وہاں اس وقت سینکڑوں کی تعداد میں پرائیویٹ گاڑیاں موجود ہیں جنہیں میزائلوں سے تباہ کر کے بھی یہ لوگ اپنے لئے راستہ نہیں بنا سکیں گے اس لئے انہیں ہر حال میں کروبخ کی طرف جانے والی سڑک کی طرف ہی مڑنا ہو گا۔ اوور''...... گیرن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ یہ ٹھیک ہے۔ واقعی سینکڑوں کی تعداد میں موجود پرائیویٹ گاڑیوں کو وہ تباہ کر کے بھی راستہ نہیں بنا سکیں گے۔ انہیں

اب کرونچ کی طرف جانے والی سڑک پر ہی مڑنا ہو گا۔ اوور‘‘۔ گارچ نے کہا۔

’’یس سر۔ ہماری فورس کا ایک گروپ کرونچ میں بھی موجود ہے۔ میں نے اسے کال کر کے فوری طور پر اس طرف بلا لیا ہے۔ اس سے پہلے کہ سرخ کار والے کرونچ کی طرف جانے والی سڑک کی طرف مڑیں۔ ہمارا گروپ اس سڑک کو سنٹر سے بلاک کر دے گا اور سرخ کار والوں کو وہاں سے نکلنے کا کوئی موقع نہیں دیا جائے گا۔ اوور‘‘...... گیرن نے کہا۔

’’سرخ کار والے مسلح ہیں گیرن۔ اپنے ساتھیوں سے کہو کہ وہ سڑک پر پھیل جائیں تاکہ اگر یہ رکاوٹیں توڑنے کے لئے دوبارہ میزائل برسائیں تو ہمارے ساتھی ان میزائلوں سے بچ سکیں۔ اوور‘‘...... گارچ نے کہا۔

’’یس سر۔ میں نے احکامات دے دیئے ہیں۔ رکاوٹوں کے آگے کوئی کھڑا نہیں ہو گا۔ میں نے اپنے آدمیوں کو پیٹریاٹ میزائل لانے کے بھی احکامات دیئے ہیں تاکہ اگر سرخ کار والوں کی طرف سے کوئی میزائل فائر کیا جائے تو اسے راستے میں ہی پیٹریاٹ میزائل سے تباہ کر دیا جائے۔ اوور‘‘...... گیرن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’یہ ٹھیک ہے۔ اس طرح سے ہمارے ساتھیوں کا جانی نقصان نہیں ہو گا اور ان کے تمام میزائل بھی بے کار ہو جائیں گے۔

اوور‘‘...... گارچ نے کہا۔

’’یس سر۔ لیکن سر۔ اگر یہ لوگ اتنے ہی خطرناک ہیں تو انہیں زندہ گرفتار کرنے کا رسک کیوں لیا جا رہا ہے۔ ہمارے پاس فاسفورس میزائل موجود ہیں۔ ان کے علاوہ ہمارے پاس ریڈ میزائلوں کی بھی کوئی کمی نہیں ہے۔ یہ افراد جس کار میں سوار ہیں اس کار کو تباہ کرنے کے لئے ہمارا ایک میزائل ہی کافی ہو گا۔ اوور‘‘...... گیرن نے کہا۔

’’چیف نے انہیں زندہ پکڑنے کے احکامات دیئے ہیں گیرن۔ تم نہیں جانتے کہ یہ لوگ کون ہیں۔ اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ تم کن دو افراد کے خلاف کارروائی کر رہے ہو تو تمہارے ہوش ہی اُڑ جائیں گے۔ اوور‘‘...... گارچ نے سخت لہجے میں کہا۔

’’مم مم۔ میں کچھ سمجھا نہیں سر۔ اوور‘‘...... گیرن نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

’’نانسنس۔ سرخ کار میں فلسطین کا سب سے بڑا اور خطرناک ترین لیڈر السلام موجود ہے اور وہ اکیلا نہیں ہے۔ اس کے ساتھ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا وہ چیف ایکسٹو موجود ہے جس کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ دنیا کا انتہائی خفیہ انسان ہے اور جس کے بارے میں خود پاکیشیا کا صدر اور پرائم منسٹر بھی ناواقف ہیں۔ ان دونوں کی ایک جھلک تک دیکھنے کے لئے دنیا ترس رہی ہے۔ یہ دونوں دنیا کے دو بڑے عفریت ہیں۔ اتنے بڑے عفریت جو اگر

ہماری گرفت میں آ جائیں تو سمجھ لینا کہ ہم نے آدھی دنیا فتح کر لی
ہے۔ اوور''...... گارچ نے کہا۔
''اوہ۔ مائی گاڈ۔ تو اس رہائش گاہ میں السلام اور ایکسٹو چھپے
ہوئے تھے۔ اوور''...... گیرن نے انتہائی حیرت زدہ انداز میں اور
ہکلاتے ہوئے کہا۔
''ہاں۔ ہم ان دونوں کو یہاں آسانی سے ہلاک کر سکتے ہیں
لیکن چیف انہیں زندہ گرفتار کرنا چاہتا ہے تاکہ ہم پوری دنیا پر اپنی
طاقت کا سکہ جما سکیں اور پوری دنیا ڈاگ ایجنسی کی صلاحیتوں کی
معترف ہو جائے کہ ڈاگ ایجنسی ہی وہ طاقت ہے جس نے نہ
صرف ایکسٹو اور السلام کا پردہ فاش کیا ہے بلکہ انہیں گرفتار بھی کیا
ہے اور وہ بھی زندہ۔ اوور''...... گارچ نے کہا۔
''یس سر۔ میں سمجھ گیا سر۔ آپ نے اچھا کیا ہے جو مجھے ان دو
خطرناک ترین مجرموں کے بارے میں آگاہ کر دیا ہے۔ اب میں
پوری فورس کے ساتھ انہیں زندہ ہی پکڑوں گا۔ چاہے اس کے لئے
مجھے کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے۔ اوور''...... گیرن نے کہا۔ مگر اس کا
لہجہ لرز رہا تھا۔
''ویل ڈن۔ اگر یہ دونوں زندہ ہمارے ہاتھ آ جائیں تو ڈاگ
ایجنسی میں تمہارا اور میرا مرتبہ ہی نہیں بلکہ ان سب کے مرتبے بھی
بڑھ جائیں گے جنہوں نے اس آپریشن میں حصہ لیا ہو گا۔ اس لئے
ان دونوں بڑے مجرموں کو پکڑنے کے لئے اپنی جان لڑا دو۔

اوور''...... گارچ نے کہا۔
''یس سر۔ ایسا ہی ہو گا سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں ان دونوں
کو زندہ پکڑنے کے لئے اپنی جان لڑا دوں گا۔ اوور''...... گیرن
نے اس بار قدرے مضبوط لہجے میں کہا۔
ہیلی کاپٹر کچھ ہی دیر میں اس جگہ پہنچ گیا جہاں پانچ سڑکیں
مختلف علاقوں کی طرف مڑتی تھیں۔ سامنے اور بائیں جانب چار
سڑکیں بلاک دکھائی دے رہی تھیں جہاں ہر طرف مختلف اقسام کی
گاڑیوں کی لمبی اور دور دور تک قطاریں دکھائی دے رہی تھیں۔
وہاں اس قدر رش تھا جیسے سارا اسرائیل ہی اپنی گاڑیاں لے کر ان
سڑکوں پر آ گیا ہو۔ دائیں طرف ایک اور سڑک تھی جو بالکل خالی
تھی۔ جس طرف سے سرخ کار جا رہی تھی وہ دائیں طرف ہی نکلتی
تھی۔ اس کار کے لئے دوسری سڑکوں کی طرف جانا ناممکن تھا۔ اس
لئے سرخ کار آہستہ آہستہ اس خالی اور نئی سڑک کی طرف مڑ رہی
ہی تھی۔ سرخ کار کو کروچ کی طرف جانے والی سڑک کی طرف
مڑتے دیکھ کر گارچ کے چہرے پر اطمینان اور سکون کے تاثرات
نمایاں ہوتے جا رہے تھے۔ پھر جب سرخ کار کروچ کی طرف
جانے والی نئی سڑک کی طرف مڑی تو گارچ کے منہ سے ایسی آواز
نکلی جیسے اس نے سانس روک رکھا ہو اور اب اچانک اس نے
تیزی سے سانس چھوڑ دیا ہو۔ سرخ کار کو کروچ کی طرف جانے
والی سڑک کی طرف بڑھتے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں بے پناہ

چمک آ گئی تھی۔

"وہ کروئج کی طرف جانے والی سڑک پر مڑ گئے ہیں۔ اوور"...... گارچ نے گیرن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ویٹس گڈ نیوز سر۔ ویٹس ویری گڈ نیوز۔ اوور"...... گیرن کی بھی مسرت سے لرزتی ہوئی آواز سنائی دی۔

سرخ کار نئی سڑک پر مڑتے ہی برق رفتاری سے آگے بڑھ رہی تھی جہاں دور دور تک کسی دوسری گاڑی کا نشان تک دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"انہیں تھوڑی دور اور جا لینے دو۔ جیسے ہی یہ آگے جائیں تم پیچھے سڑک پر میزائل مار دینا تاکہ ان کے پیچھے سڑک تباہ ہو جائے اور ان کے پاس واپس مڑنے کا کوئی آپشن نہ رہے"...... گارچ نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"گیرن۔ تم بھی اپنی فورس لے کر کروئج کی طرف آ جاؤ۔ تم اپنی فورس عقب سے لے کر آؤ گے تو انہیں یہاں سے واپس مڑ کر جانے کا بھی کوئی راستہ نہیں ملے گا۔ اوور"...... گارچ نے ٹرانسمیٹر پر گیرن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس چیف۔ میں آ رہا ہوں۔ اوور"...... گیرن نے جواب دیا۔

"تمہارے آنے تک میں سڑک کے کچھ حصے تباہ کروا دیتا ہوں تاکہ وہ پل پر فورس دیکھ کر اپنی کار واپس نہ موڑ لیں۔ اوور"......

گارچ نے کہا۔

"یس سر۔ یہ مناسب رہے گا تب تک میں بھی اپنی فورس لے کر وہاں پہنچ جاؤں گا۔ اوور"...... گیرن نے جواب دیا۔

"او کے۔ تم سڑک کے درمیانی حصوں پر بم گرا کر سڑک تباہ کر دو۔ گیرن خود ہی ٹوٹی پھوٹی سڑکوں سے ہوتا ہوا آگے آ جائے گا"...... گارچ نے کہا۔

"مم مم۔ میں یہ سڑک تباہ کر دوں۔ یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب۔ اگر میں نے نئی سڑک تباہ کر دی تو میرا کورٹ مارشل کر دیا جائے گا اور"...... پائلٹ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ یو نانسنس۔ میں جو کہہ رہا ہوں وہی کرو۔ اتنے بڑے اور اہم مجرموں کو پکڑنے کے لئے مجھے جو کچھ بھی کرنا پڑے گا میں ضرور کروں گا۔ تم صرف میرے احکامات پر عمل کرو۔ کس کو کیا جواب دینا ہے یہ مجھ پر چھوڑ دو۔ سمجھے تم"...... گارچ نے غرا کر کہا تو پائلٹ نے سہمے ہوئے انداز میں سر ہلا دیا۔

"یہ سڑک کرونچ کی طرف جاتی ہے اور یہ سڑک ابھی حال ہی میں تیار ہوئی ہے اس لئے ابھی اسے عام استعمال کے لئے نہیں کھولا گیا ہے"...... کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ڈی ایس نے ایکسٹو کو نئی سڑک پر کار موڑتے دیکھ کر کہا۔

"دوسری سڑکوں کو ہمارے لئے بلاک کر دیا گیا ہے۔ یہ لوگ یہی چاہتے ہیں کہ ہم اسی سڑک کی طرف جائیں۔ اسی لئے انہوں نے اس راستے پر کوئی رکاوٹ کھڑی نہیں کی ہے"...... پرنس چلی نے کہا۔

"اس خالی سڑک پر یہ ہمیں گھیرنے یا پھر ہم پر حملہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ جن راستوں سے ہم آئے ہیں وہاں اچھا خاصا رش تھا اس لئے انہیں ہم پر حملہ کرنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ یہ

چاہتے تھے کہ ہم کسی ایسی سڑک پر جائیں جہاں ہمارے اور ان کے سوا کوئی نہ ہو پھر ہم ان سے اور وہ ہم سے نبرد آزما ہوں"۔ ایکسٹو نے کہا۔

"مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا ہے۔ بہرحال۔ آپ فکر نہ کریں۔ یہ ہماری کار کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ آپ نے دیکھ ہی لیا ہے کہ کار سے ہم نے کس طرح سے میزائل فائر کر کے سڑک کی رکاوٹیں ختم کی تھیں اور ہم کس طرح سے آگ کے طوفان سے کار نکال لائے تھے۔ کار پر برائٹ ربڑ پینٹ ہے جو آگ پکڑتا تو ضرور ہے لیکن اس پینٹ کی وجہ سے کار پر آگ کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ میں چاہتا تو کار پر لگی ہوئی آگ فوراً بجھا سکتا تھا لیکن میں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا تھا تاکہ ون وے کی طرف ہماری جلتی ہوئی کار آتے دیکھ کر سامنے والی گاڑیاں خود ہی ہمیں آگے بڑھنے کا راستہ دیتی رہیں"...... پرنس چلی نے کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ تم مجھے اس کار کی تمام خصوصیات بتا چکے ہو"...... ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"ہمارے پیچھے کوئی گاڑی نہیں ہے۔ جو گن شپ دو گاڑیاں ہمارے پیچھے آ رہی تھیں۔ وہ شاید روک لی گئی ہیں۔ البتہ ہمارے تعاقب میں چار گن شپ ہیلی کاپٹر ہیں"...... ڈی ایس نے کہا۔

اسی لمحے وہ بری طرح سے چونک پڑا۔ ایک ہیلی کاپٹر نے اچانک ان کے پیچھے سڑک پر میزائل برسانے شروع کر دیئے۔ میزائل ان

کی کار سے کافی پیچھے سڑک پر گرے اور ماحول زور دار دھماکوں سے گونجنے لگا۔

"یہ کیا۔ ہم پر میزائل برسانے کی بجائے یہ سڑک تباہ کر رہے ہیں"...... ڈی ایس نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ شاید ہمیں زندہ پکڑنے کا پروگرام بنا رہے ہیں"...... ایکسٹو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"زندہ پکڑنے کا پروگرام۔ میں کچھ سمجھا نہیں"...... پرنس چلی نے بھی حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"انہیں معلوم ہے کہ وہ اس وقت دنیا کے ٹاپ چیف ایجنٹس کے پیچھے آ رہے ہیں جنہیں ہلاک کرنے کی بجائے اگر وہ انہیں زندہ گرفتار کر لیں تو پوری دنیا میں ان کے ایجنسی کے نام کا ڈنکا بج جائے گا۔ پوری دنیا یہ جاننے کے لئے بے تاب ہے کہ پاکیشیا کا پراسرار چیف ایکسٹو کون ہے اور اسرائیل کے لئے جس طرح سے السلام درد سر بنا ہوا ہے اور اس کے بارے میں آج تک انہیں معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کون ہے اس لئے ایکسٹو کی طرح السلام بھی یہودیوں کے لئے انتہائی مطلوب اور اہم ترین چیف ایجنٹ ہے جو اگر ان کی گرفت میں آ جائے تو فلسطین کی آزادی کی تمام تحریکیں نہ صرف کمزور بلکہ مکمل طور پر ختم ہو سکتی ہیں اور ایک بار ایسا ہو جائے تو پھر شاید ہی فلسطین کے کسی لیڈر میں اتنی ہمت پیدا ہو کہ وہ اسرائیل کی اس جارحیت کے خلاف اپنی آواز بلند کر سکے۔

ڈاگ ایجنسی کے لئے دونوں چیف ایجنٹس کی زندگیاں زیادہ اہم ہیں۔ اگر ہمیں ہلاک کر دیا گیا تو یہ کبھی ثابت نہیں کر سکیں گے کہ ہم کون ہیں"...... ایکسٹو نے کہا۔

"اوہ اب سمجھا۔ اسی لئے انہوں نے ہماری رہائش گاہ پر بلیو اٹیک کے اور کوئی حملہ نہیں کیا تھا ورنہ یہ چاہتے تو رہائش گاہ پر بموں اور میزائلوں کی بارش کر سکتے تھے"...... ڈی ایس نے کہا۔

"ہاں۔ چیف کا خیال بالکل ٹھیک ہے۔ ہم دو چیف ایجنٹس کی مثال ایسی نہیں ہے کہ زندہ ہاتھی لاکھ کا اور مردہ ہاتھی سوا لاکھ کا۔ ہم زندہ ہی ان کے لئے لاکھوں کی قیمت کے ہو سکتے ہیں۔ مردہ ہو گئے تو ان کو ہم جیسے ہاتھیوں کی کوئی ایک دمڑی بھی نہیں دے گا"...... پرنس چلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تب پھر یہ پیچھے سڑک اسی لئے تباہ کر رہے ہیں کہ ہم پلٹ کر واپس نہ جا سکیں اور یہ ہمیں آگے سے گھیر کر زندہ پکڑ سکیں"...... ڈی ایس نے کہا۔

"ہاں۔ جس تیزی سے انہوں نے باقی سڑکیں بلاک کی ہیں اور یہ سڑک خالی کرائی ہے اس سے مجھے صاف اندازہ ہو رہا ہے کہ انہوں نے آگے ضرور ایسی رکاوٹیں کھڑی کر دی ہوں گی کہ ہم کسی بھی طرح سے ان کے ہاتھوں سے بچ کر نہ نکل سکیں"۔ ایکسٹو نے کہا۔ اسی لمحے انہوں نے ہیلی کاپٹروں کو خاصا نیچے آتے دیکھا۔ سڑک کافی چوڑی تھی۔ ہیلی کاپٹر ایک دوسرے سے مناسب

فاصلہ رکھ کر تیزی سے ان کی جانب بڑھے آ رہے تھے۔ وہ چاہتے تو آگے جا کر سڑک پر انہیں گھیر سکتے تھے لیکن شاید وہ ابھی ایسا نہیں کرنا چاہتے تھے وہ انہیں اس طرح گھیر کر مزید آگے لے جانا چاہتے تھے۔

”کیا خیال ہے چیف۔ ان ہیلی کاپٹروں کو یہیں تباہ کر دیا جائے“...... پرنس چلی نے پوچھا۔

”نہیں۔ ان میں گارچ موجود ہے۔ جس طرح سے ڈاگ ایجنسی ہمیں زندہ پکڑنے کا سوچ رہی ہے اسی طرح مجھے بھی گارچ زندہ چاہئے۔ گارچ کے بغیر شاید ہی ہم بلیک ڈاگ تک پہنچ سکیں اس لئے ہمیں بھی ہر حال میں گارچ کو زندہ پکڑنا ہے“...... ایکسٹو نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔ وہ اب اپنے فارم میں آتا جا رہا تھا۔

”یس چیف۔ جیسا آپ کا حکم“...... پرنس چلی نے مؤدب لہجے میں کہا۔ ایکسٹو کار فل سپیڈ سے بھگا رہا تھا۔ سڑک پہلے تو متوازی جا رہی تھی۔ کچھ آگے جا کر اسے سڑک دائیں طرف مڑتی ہوئی دکھائی دی۔ ایکسٹو نے جیسے ہی کار موڑی تو اسے دور سڑک کے درمیان ایک بہت بڑا پل دکھائی دیا۔ پل ایک بڑے دریا پر بنایا گیا تھا۔ جہاں نیچے ایک تیز رفتار دریا بہتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ یہ پل ایک شہر کو دوسرے شہر سے جوڑنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ پل کے درمیان میں بے شمار گاڑیاں کھڑی تھیں۔ جن سے پل مکمل طور

پر بلاک کر دیا گیا تھا۔ وہاں سینکڑوں مسلح افراد بھی دکھائی دے رہے تھے جو پل پر چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے۔ گاڑیوں کی تعداد خاصی تھی ایکسٹو کار کو جمپ لگا کر بھی ان کے اوپر سے نہیں نکال سکتا تھا۔

ایکسٹو کار روکے بغیر آگے لیتا چلا گیا۔ اس نے ڈیش بورڈ کا ایک بٹن پریس کیا تو اچانک ڈیش بورڈ پر لگی سکرین پر اس کار کا فرنٹ دکھائی دینے لگا۔ ایکسٹو نے ایک اور بٹن پریس کیا تو اسے کار کی فرنٹ ہیڈ لائٹس اپنی جگہ سے ہٹتی نظر آئیں اور اچانک ہیڈ لائٹس کے پیچھے چھپے ہوئے چار منی میزائل لانچر نکل کر باہر آ گئے۔ ان میزائل لانچروں میں سرخ رنگ کے دو دو منی میزائل لگے ہوئے تھے۔ میزائل لانچر ہیڈ لائٹوں کے سوراخوں سے میزائلوں سمیت آدھ آدھ فٹ باہر نکل آئے تھے۔ ایکسٹو نے ایک اور بٹن پریس کیا تو سکرین پر سڑک کے سامنے کا منظر ابھر آیا۔ اب سکرین پر بھی انہیں پل اور پل پر موجود فورس ہی فورس نظر آ رہی تھی۔

جس دریا پر پل بنا ہوا تھا اس کے دوسری طرف ایک پہاڑی علاقہ تھا۔ سامنے پہاڑیاں تھیں جہاں سے اس سڑک تک دریا کے اوپر پل بنایا گیا تھا۔ کرونچ کی طرف جانے والا راستہ پہاڑیوں کے ساتھ ساتھ ہو کر گزرتا تھا۔ اس طرف کوئی آبادی نہیں تھی۔ ایکسٹو آسانی سے پل پر موجود فورس کو میزائلوں کا نشانہ بنا سکتا تھا۔

”آپ نے ان پر اگر ریڈ میزائل فائر کئے تو ان کے ساتھ

ساتھ پل بھی تباہ ہو جائے گا۔ پل ٹوٹ گیا تو ہم آگے نہیں جا سکیں گے''...... پرنس چلی نے سکرین پر ریڈ میزائلوں کو کار سے باہر نکلتے دیکھ کر کہا۔

''فی الحال میں انہیں ڈرانے کے لئے اس طرف میزائل برساؤں گا۔ ہو سکتا ہے ریڈ میزائل دیکھ کر یہ ہمیں خود ہی آگے جانے کا راستہ دے دیں''...... ایکسٹو نے کہا تو پرنس چلی نے سمجھ جانے والے انداز میں اثبات میں سر ہلا دیا۔ سکرین پر گول دائرے میں ایک کراس کا نشان بھی دکھائی دے رہا تھا جو سکرین کے سنٹر میں تھا۔ ایکسٹو نے سٹیئرنگ کے ساتھ لگے ہوئے ایک لیور کو گھمایا تو کراس کا نشان اوپر اٹھتا چلا گیا۔ ایکسٹو اس کراس کے نشان سے پل کے پیچھے موجود ایک پہاڑی کو نشانہ بنا رہا تھا۔ جب اس کا ٹارگٹ فٹ ہو گیا تو اس نے لیور چھوڑ دیا اور سٹیئرنگ پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔ جیسے ہی اس نے بٹن پریس کیا دائیں ہیڈ لائٹ کے ایک سوراخ کے ایک لانچر سے ایک ریڈ میزائل فائر ہوا اور آگ اگلتا ہوا بجلی کی سی تیزی سے پہاڑی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ایکسٹو نے جان بوجھ کر میزائل اس انداز میں فائر کیا تھا کہ میزائل فورس اور ان کی گاڑیوں کے عین اوپر سے ہوتا ہوا پہاڑی کی طرف جائے۔ میزائل ابھی پل تک پہنچا ہی تھا کہ اچانک پل کی طرف سے انہیں ایک شعلہ اس طرف آتا دکھائی دیا۔ اس سے پہلے کہ ریڈ میزائل آگے جاتا۔ پل کی طرف سے آنے والا

شعلہ برق رفتاری سے آگے بڑھا اور ریڈ میزائل سے ٹکرا گیا۔ ایک زور دار دھماکا ہوا اور سڑک کے کافی اوپر جیسے آگ کا طوفان سا اٹھتا دکھائی دیا۔

''گڈ شو۔ تو یہ اپنے ساتھ اینٹی میزائل بھی لائے ہیں''۔ ایکسٹو نے اپنا فائر کیا ہوا ریڈ میزائل راستے میں ہی بلاسٹ ہوتے دیکھ کر زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''یس چیف انہوں نے ہمارے میزائل کو پیٹریاٹ میزائل سے نشانہ بنایا ہے''...... پرنس چلی نے کہا۔

''تم نے کہا تھا کہ کار میں ہارڈ میزائل بھی موجود ہیں''۔ ایکسٹو نے پوچھا۔

''یس چیف۔ کار کے نچلے حصے میں ڈبل لانچر لگے ہوئے ہیں جن میں ہارڈ میزائل موجود ہیں''...... پرنس چلی نے جواب دیا۔

''ہارڈ میزائلوں کو کسی بھی پیٹریاٹ یا اینٹی میزائلوں سے نہیں روکا جا سکتا ہے۔ ان سے ایک بار جسے نشانہ بنا لیا جائے وہ ٹھیک اپنے نشانے پر ہی لگتے ہیں''......ایکسٹو نے کہا۔

''یس چیف''...... پرنس چلی نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

ایکسٹو کچھ دور تک کار دوڑاتا رہا پھر جب پل کا فاصلہ تقریباً ایک ہزار گز کا رہ گیا تو ایکسٹو نے اچانک کار کو بریکیں لگا دیں۔ کار کے ٹائر زور سے چرچرائے اور سڑک پر لمبی لکیریں سی بناتے چلے گئے اور پھر کار اچانک ایک جھٹکے سے رک گئی۔

''کیا ہوا چیف۔ آپ نے کار کیوں روک لی ہے''...... پرنس چلی نے حیران ہو کر پوچھا۔

''ہمیں اس فورس سے کوئی سروکار نہیں ہے اور جس طرح سے ابھی تک ہم پر حملہ نہیں کیا گیا اس سے میرے اندازے کو اور زیادہ تقویت ملتی ہے کہ یہ ہمیں ہر حال میں صرف زندہ پکڑنا چاہتے ہیں''...... ایکسٹو نے کہا۔

''یس چیف''...... پرنس چلی نے اس کی تائید میں سر ہلا کر کہا۔

''تو پھر کیوں نہ ہم اس معاملے میں ان کی مدد کریں''۔ ایکسٹو نے کہا۔

''مدد۔ کیا مطلب''...... پرنس چلی نے چونک کر کہا۔ ڈی ایس بھی حیرت سے ایکسٹو کی جانب دیکھ رہا تھا جیسے وہ اس کی بات سمجھ نہ سکا ہو۔

''گارچ ہی ایک ایسا انسان ہے جو ہمیں بلیک ڈاگ یا اس کے ہیڈ کوارٹر تک لے جا سکتا ہے۔ یہ اتفاق ہی ہے کہ وہ خود ہی ہمارے سامنے آ گیا ہے۔ وہ ہمیں زندہ بھی پکڑنا چاہتا ہے تو میں سوچ رہا ہوں کہ اس طرح بھاگ دوڑ کرنے کی بجائے کیوں نہ میں خود کو اس کے حوالے کر دوں۔ مجھے زندہ گرفتار کر کے یہ اپنے ساتھ لے جائے گا اور ظاہر ہے مجھ جیسی اہم شخصیت کو یہ کسی ایسی جگہ نہیں لے جائے گا جہاں سے مجھے آسانی سے فرار ہونے کا موقع مل سکے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ مجھے بلیک ڈاگ کے ہیڈ کوارٹر میں

ہی لے جائے اور اگر ایسا نہ بھی ہوا تو مجھے اس بات کا بھی یقین ہے کہ مجھ سے ملنے کے لئے ایک بار بلیک ڈاگ ضرور میرے سامنے آئے گا۔ بس ایک بار وہ میرے سامنے آ گیا تو پھر میں اس سے خود ہی نپٹ لوں گا اور اس سے وہ فارمولا ضرور حاصل کر لوں گا جسے گارچ نے حاصل کیا ہے''...... ایکسٹو نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''میں آپ کی بات سمجھ رہا ہوں چیف۔ آپ جان بوجھ کر سرنڈر ہونا چاہتے ہیں تاکہ گارچ آپ کو ایسی جگہ لے جائے جہاں سے آپ کے لئے بلیک ڈاگ تک پہنچنا آسان ہو جائے لیکن چیف ایسا کرنے میں بے حد رسک ہو سکتا ہے۔ گارچ کو میں بخوبی جانتا ہوں۔ یہ اپنے سائے سے بھی بدکنے والا انسان ہے۔ یہ آپ کو گرفتار کر کے ایسے ہی نہیں لے جائے گا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ آپ کو بے ہوش کر دے۔ آپ کی بے ہوشی طویل بھی تو ہو سکتی ہے۔ آپ کی بے ہوشی کا فائدہ اٹھا کر انہوں نے اگر جدید طریقے سے آپ کا مائنڈ سکین کر لیا تو''...... پرنس چلی نے کہا۔

''ان کے لئے ایکسٹو کا مائنڈ سکین کرنا اتنا آسان نہیں ہو گا اور میں بھی جانتا ہوں کہ گارچ مجھے آسانی سے نہیں لے جائے گا۔ جب تک اسے یقین نہیں ہو جائے گا کہ میں کسی قسم کی مزاحمت نہیں کروں گا وہ میرے نزدیک بھی نہیں پھٹکے گا''...... ایکسٹو نے کہا۔

"تب پھر آپ کیا چاہتے ہیں"...... پرنس چلی نے حیران ہو کر پوچھا۔

"تم اتنے بڑے سائنس دان ہو اور اس معاملے میں تمہارا ساتھی بھی بے حد تیز ہے۔ اگر تم دونوں اس قدر جدید ہارڈ بلٹ جیسی کار بنا سکتے ہو تو کیا تم مجھے کوئی ایسا انجکشن نہیں لگا سکتے جس سے نہ میں کسی انجکشن سے اور نہ ہی کسی گیس سے بے ہوش ہو سکوں۔ اگر ایسا ہو جائے تو میں ان کے سامنے بے ہوش ہونے کی اداکاری کر لوں گا اور پھر موقع ملتے ہی میں وہ سب کر گزروں گا جو میں چاہتا ہوں"...... ایکسٹو نے کہا۔

"اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ میرے پاس ایکس ایکس تھری نامی ایک انجکشن ہے۔ اگر یہ انجکشن آپ کو لگا دیا جائے تو آپ پر سوائے بلیو اٹیک کے اور کوئی گیس یا ریز اثر نہیں کرے گی۔ چاہے وہ ریز آپ کو بے ہوش کرنے کے لئے پھیلائی گئی ہو یا آپ کے اعصاب منجمد کر دینے کے لئے"...... پرنس چلی نے کہا۔

"اگر انہوں نے مجھ پر بلیو اٹیک کیا تو"...... ایکسٹو نے کہا۔

"بلیو اٹیک سے بچنے کا بس ایک ہی طریقہ ہے۔ بلیو اٹیک جب بھی فائر کیا جاتا ہے تو ہر طرف نیلا دھواں سا پھیلنا شروع ہو جاتا ہے۔ نیلا دھواں دیکھ کر اگر کچھ دیر کے لئے سانس روک لی جائے تو اس سے بلیو اٹیک کا بھی کوئی اثر نہیں ہوتا"...... پرنس چلی نے کہا۔

"گڈ۔ تو پھر تم مجھے فوراً وہ انجکشن لگا دو۔ میرے پاس کئی سائنسی ہتھیار موجود ہیں۔ میں انہیں اپنے ساتھ چھپا کر لے جا سکتا ہوں اور ضرورت کے وقت انہیں استعمال بھی کر سکتا ہوں البتہ تمہارے پاس کوئی ایسی منی ڈیوائس جسے میں آسانی سے چھپا بھی سکوں اور تم سے رابطہ بھی رکھ سکوں تو وہ مجھے دے دو۔ اس کے علاوہ اگر مجھے ٹریکر قسم کا کوئی آلہ مل جائے تو اس سے ہم بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ گارچ مجھے کہیں بھی لے جائے گا تو تمہیں اس بات کا پتہ چل جائے گا کہ میں کہاں ہوں۔ ضرورت کے وقت میں اس ڈیوائس کے ذریعے بات کر کے تمہیں اپنی مدد کے لئے بلا بھی سکتا ہوں"...... ایکسٹو نے کہا تو پرنس چلی سوچ میں پڑ گیا۔ سامنے فورس اسی طرح سے خاموش کھڑی تھی۔ پیچھے ہیلی کاپٹر بھی رک گئے تھے۔ انہیں شاید اس بات کا انتظار تھا کہ ہر طرف سے گھرنے کے بعد اب ان کا کیا لائحہ عمل ہوتا ہے۔ یہ سب کار سے باہر نکلتے ہیں یا پھر کچھ اور کرتے ہیں۔

"آپ نے کہا تھا کہ آپ ہر حال میں بلیک ڈاگ کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچنا چاہتے ہیں"...... پرنس چلی نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔

"ہاں۔ کیونکہ میری اطلاع کے مطابق جو فارمولا گارچ نے حاصل کیا ہے وہ بلیک ڈاگ کے پاس اور اس کے ہیڈ کوارٹر میں ہے"...... ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"تو چیف۔ اس کے لئے آپ خود کیوں زحمت کر رہے ہیں۔ یہ کام تو ڈی ایس بھی کر سکتا ہے"...... پرنس چلی نے کہا۔

"کون سا کام"...... ایکسٹو نے چونک کر پوچھا۔

"یہی کہ گارج آپ کو اپنے ساتھ اپنے یا بلیک ڈاگ کے ہیڈ کوارٹر میں لے جائے"...... پرنس چلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مگر اس کے لئے تم ڈی ایس کا نام کیوں لے رہے ہو"...... ایکسٹو نے نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

"آپ نے یہ بھی کہا ہے کہ آپ ڈاگ ایجنسی کو پاور آف ایکسٹو دکھانا چاہتے ہیں۔ پاور آف ایکسٹو دکھانے کے لئے آپ کو ظاہر ہے ڈاگ ایجنسی کے لئے فاسٹ اور ہارڈ ایکشن کرنا پڑے گا۔ رہی بات بلیک ڈاگ کے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کرنے کی تو اس کے لئے ہم ایکسٹو کے روپ میں ڈی ایس کو بھیج دیتے ہیں۔ میں اس کے جسم میں ٹریکر ڈیوائس لگا دوں گا تاکہ اسے جہاں بھی لے جایا جائے تو اس کے بارے میں ہمیں انفارمیشن ملتی رہے۔ اسے جہاں بھی لے جایا گیا ہم وہاں پہنچ کر اپنی پوری طاقت سے حملہ کر دیں گے اور پھر وہاں سے نہ صرف ہم ڈی ایس کو چھڑا لیں گے بلکہ بلیک ڈاگ تک پہنچ کر اس سے فارمولا بھی حاصل کر لیں گے"...... پرنس چلی نے کہا۔

"ہاں۔ یہ زیادہ مناسب رہے گا۔ اگر ڈی ایس اس کام کے لئے تیار ہو تو"...... ایکسٹو نے ڈی ایس کی جانب دیکھتے ہوئے

کہا۔

"میں تیار ہوں جناب۔ آپ کے لئے اگر مجھے آگ کے سمندر میں بھی چھلانگ لگانی پڑے گی تو میں وہ بھی لگا دوں گا"...... ڈی ایس نے فوراً کہا۔

"گڈ۔ مجھے تم سے اسی جواب کی توقع تھی"...... پرنس چلی نے مسکرا کر کہا۔

"تو پھر جو کرنا ہے جلدی کرو۔ وہ شاید ہمارے کار سے نکلنے کے ہی منتظر ہیں"...... ایکسٹو نے کہا۔ اسی لمحے انہوں نے دو ہیلی کاپٹروں کو آہستہ آہستہ کار کی جانب بڑھتے دیکھا۔ دونوں ہیلی کاپٹر سڑک کے دائیں بائیں اڑتے ہوئے اس طرف آ رہے تھے۔ کچھ ہی دیر میں دونوں ہیلی کاپٹر کار کے نزدیک پہنچ گئے اور ان میں سے ایک ہیلی کاپٹر کار کے دائیں طرف فضا میں معلق ہو گیا اور دوسرا بائیں طرف۔ دونوں ہیلی کاپٹروں کے نیچے لگی ہوئی مشین گنوں کا رخ کار کی جانب تھا۔ ان ہیلی کاپٹروں کو اس طرف آتے دیکھ کر پرنس چلی نے کنٹرول پینل کا ایک بٹن پریس کر دیا تھا جس کی وجہ سے کار کے تمام شیشے بلائنڈ ہو گئے تھے۔ وہ کار کے اندر سے تو باہر دیکھ سکتے تھے لیکن کار کے باہر سے انہیں نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔

"یہ شاید ہم سے بات کرنا چاہتے ہیں"...... پرنس چلی نے کہا۔

"ہاں شاید"...... ایکسٹو نے باری باری دونوں ہیلی کاپٹروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ دونوں ہیلی کاپٹروں میں دو دو افراد سوار تھے۔

"میں پچھلی سیٹ پر جا کر ڈی ایس کی ضروری مرمت کر لیتا ہوں تب تک آپ گارچ سے بات کریں اگر وہ آپ سے مخاطب ہوتا ہے تو"...... پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پرنس چلی اگلی سیٹ سے اٹھ کر ڈی ایس کے پاس پچھلی سیٹ پر چلا گیا۔ ایکسٹو دائیں طرف والے ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھ رہا تھا جس میں پائلٹ کے ساتھ بیٹھا ہوا مضبوط اور کسرتی جسم والا شخص غور سے کار کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کے کانوں پر باقاعدہ ہیڈ فون چڑھے ہوئے تھے جن کے ساتھ ایک مائیک بھی منسلک تھا جو اس کے منہ کے سامنے تھا۔ ہیلی کاپٹر کے نیچے ایک میگا فون بھی لگا ہوا تھا۔

"میں جانتا ہوں مسٹر ایکسٹو اور مسٹر السلام کہ تم دونوں اپنے ایک ساتھی کے ساتھ اس کار میں موجود ہو۔ تم تینوں اس وقت ہمارے گھیرے میں ہو۔ تم ہمارے ہاتھوں سے بچ کر اب کہیں نہیں جا سکتے ہو۔ اگر ہم چاہیں تو تمہیں ابھی اور اسی وقت کار سمیت جلا کر بھسم کر سکتے ہیں۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ تمہیں ایک موقع دیا جائے۔ اس لئے تم تینوں کے لئے یہی بہتر ہو گا کہ تم تینوں کار سے نکل کر باہر آ جاؤ اور سرنڈر کر دو۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ

اگر تم تینوں نے سرنڈر کر دیا تو تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا"...... اچانک ایک تیز اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ یہ آواز وہی تھی جو انہوں نے رہائش گاہ میں سنی تھی جس کے بارے میں ڈی ایس نے تصدیق کی تھی کہ یہ آواز گارچ کی ہی ہے۔

"تو یہ ہے گارچ"...... ایکسٹو نے دائیں طرف موجود ہیلی کاپٹر کی جانب دیکھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ کیونکہ آواز اسی ہیلی کاپٹر کے میگا فون سے آئی تھی۔

"ہاں۔ یہ وہی آواز ہے جو ہم نے رہائش گاہ پر سنی تھی"۔ پرنس چلی نے جواب دیا۔

"کیا میں اس سے بات کر سکتا ہوں"...... ایکسٹو نے پوچھا۔

"یس چیف۔ کیوں نہیں۔ سٹیرنگ کے دائیں طرف ایک مائیک لگا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ لگا ہوا ایک بٹن پریس کر کے آپ کار کے میگا فون سے اسے جواب دے سکتے ہیں"...... پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو نے سٹیرنگ کے دائیں طرف دیکھا تو اسے وہاں واقعی ایک مائیک لگا ہوا دکھائی دیا۔ ایکسٹو نے مائیک اتارا۔ مائیک کے ساتھ ایک تار منسلک تھی۔ ساتھ ہی ایک بٹن لگا ہوا تھا۔

"گارچ سے بات کرنے سے پہلے میں تم سے ایک ضروری بات پوچھنا چاہتا ہوں"...... ایکسٹو نے کہا۔

"یس چیف۔ پوچھیں"...... پرنس چلی نے کہا۔

"اگر ہم ڈی ایس کو سرنڈر کرنے کے لئے اسے کار سے نیچے

اتار دیں گے تو پھر ہم یہاں سے کیسے نکلیں گے۔ پیچھے ہیلی کاپٹر بھی موجود ہیں اور انہوں نے پیچھے سڑک بھی تباہ کر دی ہے اور آگے انہوں نے سڑک پوری طرح سے بلاک کر رکھی ہے“...... ایکسٹو نے کہا۔

”اس کے لئے ہمیں کار سمیت دریا میں چھلانگ لگانی ہو گی“...... پرنس چلی نے کہا۔

”دریا میں۔ میں سمجھا نہیں“...... ایکسٹو نے کہا۔

”کار دریا میں گراتے ہی ہم کار آبدوز میں تبدیل کر لیں گے جسے ہم دریا میں آسانی سے کنٹرول کر سکتے ہیں اور پھر ہم دور جا کر دریا سے باہر نکل جائیں گے“...... پرنس چلی نے کہا۔

”ڈی ایس سرنڈر ہو گا اور ہم یہاں سے نکلیں گے تو گارچ کو کیسے یقین ہو گا کہ یہ ڈی ایس نہیں بلکہ ایکسٹو یا السلام ہے۔ اگر انہیں ذرا بھی شک ہو گیا تو یہ ڈی ایس کو یہیں ہلاک کر دیں گے“...... ایکسٹو نے کہا۔

”اوہ۔ ہاں۔ یہ تو واقعی بہت اہم بات ہے۔ گارچ کبھی اس بات پر یقین نہیں کرے گا کہ ایکسٹو یا السلام اتنی آسانی سے خود کو سرنڈر کرا سکتے ہیں“...... پرنس چلی نے چونک کر کہا۔ اسی لمحے انہیں ایک بار پھر گارچ کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

”کیا تم میری آواز سن رہے ہو“...... گارچ نے چلا کر کہا۔

”ایک منٹ میں اس سے بات کر لوں“...... ایکسٹو نے کہا اور

اس نے ہاتھ بڑھا کر میگا فون کا بٹن آن کر دیا۔

”یس مسٹر۔ ہم تمہاری آواز سن رہے ہیں“...... ایکسٹو نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اس نے جان بوجھ کر گارچ کا نام نہیں لیا تھا تاکہ اسے شک نہ ہو کہ وہ اس کے بارے میں جان چکے ہیں۔

”تب پھر تم تینوں فوراً کار سے نکل کر باہر آ جاؤ۔ ورنہ تمہیں کار سمیت فوراً ہٹ کر دیا جائے گا“...... جواب سن کر گارچ نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

”رکو۔ ہمیں سوچنے کا وقت دو“...... ایکسٹو نے کہا۔

”کتنا وقت چاہتے ہو“...... گارچ نے پوچھا۔

”دس منٹ“...... ایکسٹو نے پرنس چلی کے اشارے پر جواب دیتے ہوئے کہا۔ پرنس چلی نے اس لئے اشارہ کیا تھا کہ ڈی ایس کے جسم میں وہ جو ڈیوائس لگا رہا تھا اسے ڈیوائس لگانے میں چند منٹ لگ سکتے ہیں۔

”اوکے۔ تمہیں دس منٹ دیئے جاتے ہیں۔ دس منٹ کے اندر فیصلہ کرو کہ تم زندہ رہنا چاہتے ہو یا نہیں“...... گارچ نے کہا تو ایکسٹو نے ایک طویل سانس لے کر میگا فون کا بٹن آف کر دیا۔

”رکو۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں ڈی ایس کا رسک لینے کی بجائے گارچ کو ہیلی کاپٹر نیچے لانے اور اسے سرنڈر کرنے کا کہنا چاہئے“...... اچانک ایکسٹو نے چونکتے ہوئے کہا۔

”وہ کیسے“...... پرنس چلی نے جواباً چونک کر پوچھا۔

"تم واپس اپنی سیٹ پر آؤ۔ جلدی"...... ایکسٹو نے کہا۔ پرنس چلی اور ڈی ایس نے حیران ہو کر اس کی جانب دیکھا جس نے پہلے سرنڈر ہونے کی بات کی تھی اور اب وہ دوسری بات کر رہا تھا۔ پرنس چلی نے سر ہلایا اور ڈی ایس کو چھوڑ کو دوبارہ اگلی سیٹ پر آ گیا۔

"کار کے تمام ویپنز باہر نکالو۔ انہیں اس بات کا پتہ چلنا چاہئے کہ یہ صرف ایک کار ہی نہیں بلکہ چلتا پھرتا اسلحہ خانہ ہے جو اگر پھٹ پڑا تو یہاں تباہی آ جائے گی"...... ایکسٹو نے کہا۔

"اس سے کیا ہو گا"...... ڈی ایس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے تو سنا تھا کہ چیف ایکسٹو جو فیصلہ کرتا ہے سوچ سمجھ کر اور ایک بار ہی کرتا ہے اور اس وقت تک اپنے فیصلے سے نہیں ہٹتا جب تک کہ وہ اپنے فیصلے پر عمل نہ کر لے لیکن آپ تو خود ہی اپنا فیصلہ بدل رہے ہیں"...... پرنس چلی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میں فیصلے حالات کی نزاکت دیکھ کر کرتا ہوں۔ دشمن کی پلاننگ دیکھ کر فیصلہ بدلنے میں مجھے کوئی عار محسوس نہیں ہوتی ہے۔ پہلے میں نے کچھ اور سوچا تھا لیکن اس فیصلے میں مجھے خامی محسوس ہو رہی ہے کہ ہم ڈی ایس کو یہاں اکیلا چھوڑ کر خود یہاں سے بھاگ جائیں۔ ہم چیف ایجنٹس ہیں۔ چیف ایجنٹس اگر اس طرح بھاگ

جائیں تو اس سے بڑی ہماری اور کیا بزدلی ہو سکتی ہے۔ یہ ہمیں زندہ گرفتار کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اگر ہم زندہ ان کے ہاتھ نہ آئے تو یہ ہمیں ہلاک کرنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ اس لئے میں نے اب ان کے خلاف کھل کر ایکشن لینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ تم ویپنز آن کرو اور ان ویپنز سے بائیں طرف موجود ہیلی کاپٹر اور پیچھے موجود دو ہیلی کاپٹروں کا نشانہ لو اور انہیں تباہ کر دو۔ ایک میزائل کا رخ دائیں طرف اس ہیلی کاپٹر کی طرف کر دینا جس میں گارچ موجود ہے"...... ایکسٹو نے کہا تو پرنس چلی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرے نما کنٹرول پینل پر لگے ہوئے مختلف سوئچ آن کرنے اور بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اسی لمحے کار کے چاروں طرف سے کئی خانے کھل گئے جن میں سے میزائل لانچر نکل آئے۔ کار کی ٹاپ پر بھی ایک بڑا سا خانہ کھل گیا تھا جس میں چھپی ہوئی ایک طاقتور مشین گن نکل آئی تھی۔ مشین گن کے ساتھ دائیں بائیں دو چھوٹے میزائل لانچر بھی لگے ہوئے تھے۔

ایکسٹو یہ سب ڈیش بورڈ پر لگی سکرین پر دیکھ رہا تھا۔ پرنس چلی نے چھت پر موجود مشین گن اور دونوں میزائلوں کا رخ دائیں طرف موجود ہیلی کاپٹر کی جانب کر دیا تھا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ تمہارے کار میں اس قدر اسلحہ موجود ہے"...... اچانک گارچ کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اس کے لہجے میں بے پناہ حیرت اور گھبراہٹ کا عنصر موجود تھا۔

''ہاں مسٹر گارچ۔ تم اور تمہاری فورس اس وقت ہمارے نشانے پر ہے۔ خبردار اگر تم نے اپنا ہیلی کاپٹر یہاں سے ہٹانے کی کوشش کی تو میں میزائل مار کر تمہارا ہیلی کاپٹر یہیں بلاسٹ کر دوں گا''...... ایکسٹو نے چیختے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے پرنس چلی کو اشارہ کیا تو پرنس چلی نے ایک بٹن پریس کر دیا۔ جیسے ہی اس نے بٹن پریس کیا۔ کار کی بائیں طرف لگے ہوئے میزائل لانچر اور بیک پر بمپر کے پاس موجود میزائل لانچروں سے ایک ساتھ تین میزائل نکلے۔ اس سے پہلے کہ بائیں طرف موجود ہیلی کاپٹر کا پائلٹ اور پیچھے موجود ہیلی کاپٹروں کے پائلٹس کچھ سمجھتے۔ میزائل برق رفتاری سے ان کی طرف بڑھے اور پھر یکے بعد دیگرے تین زور دار دھماکے ہوئے اور تینوں ہیلی کاپٹروں کے پرخچے اُڑتے چلے گئے۔

''اوہ گاڈ۔ تم پاگل ہو گئے ہو کیا۔ تم نے ہمارے تین ہیلی کاپٹر تباہ کر دیئے ہیں اور تم۔ تم میرا نام کیسے جانتے ہو''...... گارچ نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ چھت پر موجود بڑے میزائل کا رخ اس کے ہیلی کاپٹر کی جانب تھا اس لئے اس نے ہیلی کاپٹر وہاں سے نہیں ہٹایا تھا۔

''جس طرح سے ہم نے تمہارے تین ہیلی کاپٹر تباہ کئے ہیں اسی طرح ہم تمہارے ہیلی کاپٹر کو بھی نشانہ بنا سکتے ہیں مسٹر گارچ۔ رہی بات تمہارا نام جاننے کی تو جس طرح تم ہمارے بارے میں جان گئے ہو اسی طرح ہمیں بھی پتہ چل گیا ہے کہ تم کون ہو اور

تمہارا تعلق کس ایجنسی سے ہے''...... ایکسٹو نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ تم کون ہو۔ ایکسٹو یا السلام''...... گارچ نے بری طرح سے دہاڑتے ہوئے پوچھا۔

''تمہاری موت''...... ایکسٹو نے کہا۔

''تم بہت بڑی بھول کر رہے ہو مسٹر۔ میں تمہیں زندہ رہنے کا ایک موقع دینا چاہتا تھا لیکن لگتا ہے کہ تم اور تمہارے ساتھی ایسا نہیں چاہتے۔ اوکے۔ اب تم سب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ''...... گارچ نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

''مت بھولو کہ تمہارا ہیلی کاپٹر بھی ہمارے نشانے پر ہے۔ اگر تم نے ایک بھی گولی چلائی تو کار کی چھت پر لگے ہوئے دونوں میزائل تمہارے ہیلی کاپٹر سے ٹکرا جائیں گے اور ہیلی کاپٹر سمیت تمہارے پرخچے اُڑ جائیں گے''...... ایکسٹو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ تم چاہتے کیا ہو''...... گارچ نے جیسے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اپنی فورس کو پل سے واپس جانے کا کہو۔ پانچ منٹ کے اندر انہیں پہاڑی کی طرف واپس جانے کا کہو ورنہ میں ان پر حملہ کر دوں گا۔ میری یہ کار ہارڈ بلٹ ہے۔ ہارڈ بلٹ میں ہارڈ میزائل بھی لگے ہوئے ہیں جنہیں کسی بھی پیٹریاٹ یا اینٹی میزائلوں سے تباہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اگر پانچ منٹوں کے اندر تم نے فورس واپس

نہ بھیجی تو پھر میں پل کی طرف ہارڈ میزائلوں کی بارش کر دوں گا جس سے نہ صرف پل تباہ ہو جائے گا بلکہ تمہاری ساری فورس ٹکڑے ٹکڑے ہو کر دریا برد ہو جائے گی''...... ایکسٹو نے تیز آواز میں کہا اور ہارڈ میزائلوں کا سن کر ایک لمحے کے لئے گارچ جیسے خاموش ہو گیا۔ ایکسٹو کار کی ونڈو سے ہیلی کاپٹر کی ونڈو سے نظر آنے والے گارچ کا چہرہ بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ ہارڈ میزائلوں کا سن کر گارچ کا منہ کھل گیا تھا اور وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کار کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے اس کار میں وہ چھپے ہوئے ہارڈ میزائلوں کو دیکھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

''سوچو مت گارچ۔ جو کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرو ورنہ''۔ ایکسٹو نے کہا اور ساتھ ہی اس نے سٹیئرنگ وہیل کے ساتھ لگے ہوا ایک بٹن پریس کیا تو اچانک سکرین پر کار کے فرنٹ کے نیچے لگے ہوئے سفید رنگ کے باریک باریک میزائل نکل آئے۔ ایکسٹو نے ایک میزائل کو ٹارگٹ کیا اور بٹن پریس کر دیا۔ کار کے نیچے سے شعلہ سا لپکا اور دوسرے لمحے ایک سفید میزائل کار کے نیچے سے نکل کر بجلی کی سی تیزی سے پل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ایکسٹو نے پل پر موجود فورس کو نشانہ بنانے کی بجائے پل کی ایک سائیڈ پر موجود پہاڑی کو نشانہ بنایا تھا۔

میزائل جیسے ہی پہاڑی کی طرف لپکا اسی لمحے پل پر موجود فورس نے اس میزائل پر پیٹریاٹ میزائل داغنے شروع کر دیئے لیکن سفید

میزائل چونکہ ہارڈ میزائل تھا اس لئے پیٹریاٹ میزائل اسے تباہ کرنے کی بجائے اس میزائل کے نزدیک سے گزرتے چلے گئے اور ہارڈ میزائل پل اور فورس کی گاڑیوں کے اوپر سے گزرتا ہوا پیچھے موجود ایک پہاڑی سے جا ٹکرایا۔ ایک زور دار دھماکا ہوا اور پہاڑی سے آگ اور گرد کا طوفان سا بلند ہوتا دکھائی دیا۔ میزائل کو اینٹی پیٹریاٹ میزائلوں سے ہٹ نہ ہوتے دیکھ کر پل پر موجود فورس میں ہلچل سی مچ گئی تھی۔

''تم نے دیکھ لیا ہے گارچ۔ یہ ہارڈ میزائل تھا۔ تمہارے پیٹریاٹ میزائل اس کا راستہ نہیں روک سکے تھے۔ میں نے ابھی جان بوجھ کر اس پہاڑی کو نشانہ بنایا ہے۔ ایسے ایک اور میزائل سے میں نے پل کو نشانہ بنایا تو اس پل کے ساتھ تمہاری ساری فورس دریا برد ہو جائے گی۔ اس لئے میں تمہیں ایک بار پھر وارننگ دے رہا ہوں۔ تمہارا ہیلی کاپٹر یہاں سے ہلنا بھی نہیں چاہئے لیکن پانچ منٹ کے اندر اندر تمہاری فورس کو یہاں سے ہٹ جانا چاہئے''۔ ایکسٹو نے تیز اور سخت لہجے میں کہا۔ ہارڈ میزائل کو پیٹریاٹ میزائلوں سے بچتے دیکھ کر شاید اس بار گارچ کے بھی اوسان خطا ہو گئے تھے۔ وہ خاموش ہو گیا تھا جیسے اس کی سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ وہ کیا جواب دے۔

''تمہارے پاس چار منٹ ہیں گارچ۔ اگر چار منٹوں تک فورس پیچھے نہ گئی تو میں تمہیں ہٹ کر دوں گا''...... ایکسٹو نے گارچ کو

اسی طرح وقت بتاتے ہوئے کہا جس طرح سے رہائش گاہ میں گارچ انہیں وقت بتا رہا تھا۔

''رکو۔ رکو۔ میری بات سنو''...... گارچ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''سن رہا ہوں۔ بولو۔ کیا کہنا چاہتے ہو''...... ایکسٹو نے اسی انداز میں کہا۔

''تم مجھے یہاں کیوں روکنا چاہتے ہو''...... گارچ نے ہذیانی انداز میں چیخنے والے لہجے میں کہا۔

''پہلے اپنی فورس ہٹاؤ پھر بتاؤں گا اور اب تمہارے پاس تین منٹ باقی ہیں''...... ایکسٹو نے جواب دے کر اسے مزید ایک منٹ گزرنے کا بتاتے ہوئے غرا کر کہا۔

''تم نے مجھ سے دس منٹ کا وقت مانگا تھا۔ میں بھی تم سے وقت چاہتا ہوں۔ مجھے بھی دس منٹ کا وقت دو پھر میں یہاں سے ساری فورس ہٹا لوں گا''...... گارچ نے ایک لمحہ توقف کے بعد کہا۔

''تاکہ ان دس منٹوں میں تم اپنے چیف بلیک ڈاگ سے بات کر سکو اور ہمارے بارے میں ہدایات لے سکو کہ ہم زندہ تمہارے ہاتھ نہیں آنے والے اس لئے تم اس سے ہماری ہلاکت کی اجازت لینا چاہتے ہو مگر ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے''...... ایکسٹو نے درشت لہجے میں کہا اور گارچ کو جیسے سانپ سا سونگھ گیا۔ اس کے شاید وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ مجرم اس کے بارے میں اور

اس کی ایجنسی کے بارے میں اور بلیک ڈاگ کے بارے میں اتنا سب کچھ جانتے ہوں گے۔

''تم غلط سوچ رہے ہو۔ نہ میرا تعلق کسی ڈاگ ایجنسی سے ہے اور نہ ہی میں کسی بلیک ڈاگ کو جانتا ہوں۔ میں گارچ ہوں اور میں اپنی ریڈ ایجنسی کا چیف ہوں۔ ریڈ ایجنسی کا چیف''...... گارچ نے کہا۔

''دو منٹ ہیں تمہارے پاس''...... ایکسٹو نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اسے وقت بتاتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ رکو۔ میں انہیں واپس بھیجتا ہوں''...... گارچ نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''اسی میں تمہاری بھلائی ہے''...... ایکسٹو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ اس کی نظریں بدستور ہیلی کاپٹر پر جمی ہوئی تھیں۔ ہیلی کاپٹر میں موجود گارچ انتہائی بے چین اور پریشان دکھائی دے رہا تھا۔ اسی لمحے ایکسٹو کے ہونٹوں پر انتہائی زہریلی مسکراہٹ ابھر آئی اس نے ہیلی کاپٹر کے نیچے لگی ہوئی ہیوی مشین گن کا ایک کلچ آن ہوتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ دوسرے لمحے اچانک مشین گن کا جیسے دہانہ کھل گیا اور مشین گن سے نکلنے والی گولیاں تڑاتڑ کار پر برسنا شروع ہو گئیں۔ گارچ کے پاس اب کوئی چارہ کار نہیں رہا تھا کہ وہ اپنی جان بچانے کے لئے ان پر حملہ کر دے۔

گن شپ ہیلی کاپٹر کے ویپنز کا کنٹرول گارچ کے ہاتھ میں تھا اس نے ہیلی کاپٹر کے نیچے لگی ہوئی مشین گن کا رخ سرخ کار کی جانب کر رکھا تھا۔

گارچ نے مشین گن کا رخ کار سے قدرے اوپر اٹھایا اور ساتھ ہی اس نے ایک بٹن پریس کر دیا۔ ہیلی کاپٹر کے نیچے لگی ہوئی مشین گن گرجی اور سرخ کار پر تواتر سے گولیاں برسنا شروع ہو گئیں۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ مشین گن سے نکلنے والی گولیوں سے کار کی باڈی شہد کے چھتے میں تبدیل ہو جاتی لیکن ان گولیوں کا کار پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ گولیاں کار سے ٹکرا کر یوں اچٹ رہی تھیں جیسے فولادی چٹان سے ٹکرا رہی ہوں۔ گولیوں سے کار کی ونڈ سکرین تک نہیں ٹوٹی تھی۔

''اوہ گاڈ۔ یہ کار تو بلٹ پروف بھی ہے''...... گارچ نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ کار کے ویپنز دیکھ کر۔ اپنے تین ہیلی کاپٹر تباہ ہوتے اور کار کے نیچے سے ہارڈ میزائل سے پہاڑی کا نشانہ بنتے دیکھ کر گارچ سمجھ گیا تھا کہ اس نے جن مجرموں کو آسان ٹارگٹ سمجھ لیا تھا وہ اس کی سوچ سے بھی کہیں زیادہ ٹف اور ہارڈ تھے۔ وہ ایسے ہی ایک کار میں سوار ہو کر رہائش گاہ سے نکل کر باہر نہیں آ گئے تھے۔ کار کی چھت اور اس کی سائیڈوں پر کئی خانے کھلے ہوئے تھے جن سے میزائل لانچر باہر نکلے ہوئے تھے اور ان میزائلوں کی تعداد اتنی تھی کہ کار کے سوار واقعی اس کے ہیلی کاپٹر کو ہٹ کرنے کے ساتھ ساتھ پل پر موجود فورس کو بھی آسانی سے نشانہ بنا سکتے تھے۔ گارچ کو اب انہیں زندہ پکڑنے کا کوئی طریقہ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ اس کا ہیلی کاپٹر بھی سرخ کار کی چھت پر لگی مشین گن اور دو میزائلوں کے ٹارگٹ میں تھا۔

''یہ تو الٹا ہم پر بھاری پڑنا شروع ہو گئے ہیں باس۔ ان کی کار تو ہمارے لئے موت کا طوفان بن رہی ہے۔ اب کیا کریں''۔ پائلٹ نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''شٹ اپ یو نانسنس۔ تم اپنا منہ بند رکھو۔ مجھے سوچنے دو''...... گارچ نے غرا کر کہا اور پائلٹ سہم گیا۔

''تمہارے پاس صرف دو منٹ باقی ہے گارچ۔ اگر تم اس خوش فہمی میں مبتلا ہو کہ تم ہمیں زندہ گرفتار نہیں کر سکے تو تم ہم پر

فائرنگ کر کے اور میزائل برسا کر ہمیں کار سمیت اُڑا دو گے تو اس غلط فہمی میں مت رہنا۔ یہ کار ہارڈ بلٹ ہے۔ اس پر تم ایٹم بم بھی مارو گے تو اس کا بھی کار پر اور ہم پر کوئی اثر نہیں ہو گا''...... کار کے میگا فون سے کرخت اور تیز آواز سنائی دی۔

''سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ یہ میرے بارے میں اور چیف کے بارے میں اتنا سب کچھ کیسے جان سکتے ہیں''...... گارچ نے ہونٹ بھینچ کر کار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ کار کے شیشے کلرڈ تھے اس لئے وہ یہ نہیں دیکھ سکتا تھا کہ کار میں سوار افراد کیا کر رہے ہیں اور میں سے سے کون اس سے بات کر رہا ہے۔

''صرف ایک منٹ بچا ہے گارچ۔ اگلے ایک منٹ کے بعد میں تمہیں ہٹ کر دوں گا''...... کار سے آواز سنائی دی۔

''اب انہیں زندہ گرفتار کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مجھے اب ان کا کوئی نہ کوئی انتظام کرنا ہی ہو گا اس کے بعد چیف سے میں خود بات کر لوں گا''...... گارچ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے ہیڈ فون کے ساتھ منسلک ایک بٹن پریس کیا تو اس کا ٹرانسمیٹر آن ہو گیا۔ اس نے کار کا تعاقب کرتے ہوئے گیرن سے ڈی فورس کے اس گروپ کے انچارج کی فریکوئنسی لے لی تھی جسے کرونچ کی طرف سے فورس کے ساتھ پل پر بلایا گیا تھا۔ گارچ نے راستے میں ہی دوسرے گروپ کے انچارج سے رابطہ کر لیا تھا اور اسے مسلسل ہدایات دینا شروع کر دی تھیں۔ ڈی فورس کے

دوسرے انچارج کا نام ہاسکل تھا۔ جو اس کی ہدایات پر اپنی فورس اور جدید اسلحہ لے کر پل پر پہنچ چکا تھا اور اس نے پل کا محاصرہ کر لیا تھا۔ وہ اب بھی گارچ سے رابطہ میں تھا۔

''ہاسکل۔ اوور''...... گارچ نے ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کرتے ہی تیز لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ اوور''...... دوسری طرف سے ڈی گروپ کے دوسرے انچارج ہاسکل کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''سرخ کار کو نشانہ بناؤ اور اس پر دو بی سکس میزائل فائر کرو۔ جلدی۔ دونوں میزائل دس سیکنڈ کے اندر اندر کار کو لگنے چاہئیں۔ اوور''...... گارچ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں باس۔ آپ نے تو کہا تھا کہ ہمیں کار پر حملہ نہیں کرنا۔ اوور''...... ہاسکل نے حیران ہو کر کہا۔

''جو کہہ رہا ہوں وہ کرو نانسنس۔ اگر تم نے ان پر میزائل فائر نہ کئے تو یہ ہم سب کو ہلاک کر دیں گے۔ ان کی کار اسلحے سے بھری ہوئی ہے۔ تم نے دیکھا نہیں کہ انہوں نے کس طرح سے پہاڑی کو نشانہ بنایا تھا۔ ان کے پاس ہارڈ میزائل ہیں جنہیں پیٹریاٹ میزائل بھی نہیں روک سکتے۔ اس سے پہلے کہ یہ ہمیں نشانہ بنائیں۔ ہم انہیں تباہ کر دیں۔ ہری اپ۔ ہمارے پاس ٹائم نہیں ہے۔ ٹارگٹ کرو انہیں اور فوراً انہیں کار سمیت تباہ کر دو۔ اوور''...... گارچ نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر رابطہ کاٹ دیا۔

"آخری دس سیکنڈ بچے ہیں تمہارے پاس گارچ"...... کار سے آواز آئی۔

"یہ دس سیکنڈ میرے لئے نہیں تم سب کے لئے آخری ثابت ہوں گے اب"...... گارچ نے غرا کر کہا۔ اسی لمحے اچانک پل کی جانب سے دو شعلے سے لپکے اور انتہائی برق رفتاری سے سرخ کار کی طرف بڑھے۔

"ہیلی کاپٹر پیچھے لے جاؤ جلدی"...... گارچ نے پل کی طرف سے میزائلوں کو فائر ہوتے دیکھ کر چیختے ہوئے پائلٹ سے کہا تو پائلٹ نے بوکھلا کر فوراً ہیلی کاپٹر دائیں طرف گھما لیا۔ ابھی اس نے ہیلی کاپٹر گھمایا ہی تھا کہ دو میزائل سڑک پر کھڑی سرخ کار کے فرنٹ سے ٹکرائے۔ دوسرے لمحے دو زور دار دھماکے ہوئے اور سرخ کار کے گرد جیسے آگ کا غبار سا پھیل گیا۔ گارچ نے آگ کے بڑے الاؤ میں سرخ کار کو بری طرح سے اچھلتے دیکھا تھا۔ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ ان کا دائیں طرف گھوم کر جانے والا ہیلی کاپٹر بھی بری طرح سے لرز اٹھا تھا۔ ایک لمحے کے لئے پائلٹ کے ہاتھوں سے ہیلی کاپٹر مس بیلنس ہوا مگر اس نے کمال مہارت سے اسے کنٹرول کیا اور تیزی سے وہاں سے نکالتا لے گیا۔

"وہ مارا۔ بڑے آئے تھے مجھے ہراساں کرنے والے"۔ گارچ نے زور دار نعرہ لگاتے ہوئے کہا۔ پائلٹ ہیلی کاپٹر کافی آگے لے گیا تھا اور پھر اس نے گارچ کے کہنے پر ہیلی کاپٹر اوپر اٹھایا اور

بلندی پر لے جاتے ہوئے دوبارہ سڑک کی طرف موڑ لیا۔ سڑک پر بدستور آگ کا الاؤ روشن تھا جہاں کچھ دیر قبل سرخ سپورٹس جیسی کار کھڑی تھی۔

"افسوس۔ انہوں نے اپنی موت کو خود ہی آواز دی تھی۔ میں تو انہیں زندہ پکڑنا چاہتا تھا"...... گارچ نے آگ کے الاؤ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ہیلی کاپٹر ایک بار پھر سڑک کی جانب بڑھا جا رہا تھا۔ گارچ نے ہاسکل سے رابطہ کیا اور اسے آگے آنے کا حکم دیا تو پل کی جانب سے دو جیپیں تیزی سے اس طرف بڑھنا شروع ہو گئیں جس طرف سرخ کار کو نشانہ بنایا گیا تھا۔

گارچ کے کہنے پر پائلٹ ہیلی کاپٹر پھر نیچے لے آیا تھا اور گارچ فرنٹ سے غور سے آگ کے الاؤ کی طرف دیکھ رہا تھا جس میں سرخ کار چھپی ہوئی تھی۔ اچانک آگ کے الاؤ سے دو شعلے نکلے اور تیزی سے سامنے سڑک کی طرف بڑھتے چلے گئے جس طرف سے دو جیپیں آ رہی تھیں۔ اس سے پہلے کہ جیپیں دائیں بائیں ہوتیں شعلہ آگے آنے والی جیپ کے فرنٹ سے ٹکرایا۔ دوسرے لمحے ایک زور دار دھماکہ ہوا اور سڑک پر جیپ کے ٹکڑے بکھرتے چلے گئے۔ دھماکے کی شدت سے پچھلی جیپ بھی ہوا میں اچھل کر پیچھے جا گری تھی۔ دونوں جیپوں میں آٹھ سے زائد افراد سوار تھے جن میں سے چار افراد کے تباہ ہونے والی جیپ کے ساتھ پرخچے اُڑ گئے تھے اور پچھلی جیپ میں آنے والے چار افراد اچھل

کر نیچے گرے اور الٹنے والی جیپ تلے دب گئے تھے۔ گارچ
آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر یہ ہولناک منظر دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک
آگ کے الاؤ سے گولیوں کی بوچھاڑ سی ہوئی اور ہیلی کاپٹر کے
نیچے ایک دھماکا ہوا جس سے ہیلی کاپٹر بری طرح سے لہرا کر رہ
گیا۔ دوسرے لمحے انہوں نے آگ کے الاؤ کو بری طرح سے
بکھرتے دیکھا اور پھر اچانک الاؤ سے سرخ کار اچھل کر باہر
آ گئی۔ سرخ کار کو اس طرح صحیح سلامت آگ کے الاؤ سے نکلتے
دیکھ کر گارچ اور پائلٹ کی آنکھیں پھٹ پڑیں۔

''یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ کار سلامت کیسے ہو سکتی ہے''۔ گارچ
نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''انہوں نے بتایا تھا باس کہ ان کی کار ہارڈ بلٹ ہے جس پر
ایٹم بم کا بھی اثر نہیں ہو سکتا''...... پائلٹ نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

''اوہ گاڈ۔ کیسی کار ہے یہ۔ اور یہ ہیلی کاپٹر کے نیچے دھماکا کیسا
ہوا تھا''...... گارچ نے اسی انداز میں کہا۔

''انہوں نے فائرنگ کر کے ہیلی کاپٹر کے نیچے لگی ہوئی مشین
گن تباہ کر دی ہے باس۔ یہ دیکھیں سکرین پر۔ مشین گن ڈیمج
ہونے کا کاشن آ رہا ہے''...... پائلٹ نے کہا تو گارچ چونک کر
سامنے لگی ہوئی سکرین کی طرف دیکھنے لگا جس پر واقعی ہیوی مشین
گن کا خاکہ دکھائی دے رہا تھا اور نیچے سرخ رنگ میں مشین گن
کے تباہ ہونے کا کاشن مل رہا تھا۔

''ہونہہ۔ وہ پل کی طرف جا رہے ہیں۔ جلدی کرو۔ ان کے
پیچھے چلو۔ ہمیں ہر حال میں انہیں فورس تک پہنچنے سے روکنا ہے۔
کہیں یہ پل تباہ نہ کر دیں۔ ہماری ساری فورس پل پر موجود ہے۔
اگر انہوں نے پل تباہ کر دیا تو ساری فورس دریا برد ہو جائے
گی''...... گارچ نے چیختے ہوئے کہا تو پائلٹ نے ہیلی کاپٹر گھمایا اور
تیزی سے کار کے پیچھے اُڑانے لگا۔ سرخ کار تیزی سے پل کی
جانب بڑھی جا رہی تھی۔ کار کو اپنی طرف آتے دیکھ کر فورس بھی
الرٹ ہو گئی تھی۔ کار کو پل کی طرف آتے دیکھ کر انہیں خطرہ لاحق
ہو گیا تھا اور چونکہ اب گارچ نے کمانڈر سے کہہ کر سرخ کار کو ہٹ
کرنے کا حکم دے دیا تھا اس لئے جیسے ہی کار پل کی طرف بڑھی
فورس نے کار کی طرف مسلسل فائرنگ کرنا اور میزائل برسانے
شروع کر دیئے۔ گولیاں اور میزائل ڈائریکٹ کار پر برس رہے
تھے۔ سڑک پر جیسے دھماکوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا
تھا۔ میزائل لگنے سے کار دھماکے کی شدت سے اچھلتی ضرور تھی لیکن
اس کار پر نہ تو گولیوں کا کچھ اثر ہو رہا تھا اور نہ ہی کار رک رہی
تھی۔

''اوہ اوہ۔ اس کار پر تو واقعی کسی چیز کا کچھ اثر نہیں ہو رہا
ہے''...... گارچ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ پائلٹ، ہیلی
کاپٹر کو سرخ کار کے عین پیچھے لے آیا۔ گارچ نے فوراً لیور سنبھالا
اور اس نے لیور پر لگے ہوئے بٹن مسلسل فائرنگ کرنے والے

انداز میں پریس کرنے شروع کر دیئے۔ ہیلی کاپٹر کے پیڈز کے ساتھ لگے ہوئے میزائل فائر ہوئے اور سرخ کار کے ارد گرد گرنے لگے۔ ماحول تیز اور خوفناک دھماکوں سے گونج اٹھا۔ ابھی تک سرخ کار میں سوار افراد نے پل کی جانب کوئی میزائل فائر نہیں کیا تھا۔ گارچ اس موقعے کا فائدہ اٹھا کر ہر صورت میں اب سرخ کار ہٹ کرنا چاہتا تھا۔ کار پر فورس بھی میزائل برسا رہی تھی اور گارچ بھی ہیلی کاپٹر سے اس پر مسلسل میزائل فائر کرتا جا رہا تھا۔ کئی میزائل سرخ کار سے ٹکرائے تھے لیکن کار کا بال بھی بانکا نہیں ہوا تھا۔

کار تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی پل پر چڑھ گئی۔ یہ دیکھ کر گارچ کا رنگ زرد ہو گیا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اب کار پل پر پھٹ جائے گی اور کار کے ساتھ سارا پل بھی تباہ ہو جائے گا۔ پل تباہ ہونے کی صورت میں اس کی ساری فورس پل سمیت دریا میں گر جائے گی اور اس کا ایک آدمی بھی زندہ نہیں بچے گا۔ پھر اچانک گارچ کا فائر کیا ہوا ایک میزائل تیز رفتاری سے بھاگتی ہوئی سرخ کار کے عین بمپر سے ٹکرایا۔ زور دار دھماکا ہوا۔ کار اس دھماکے سے تباہ تو نہیں ہوئی تھی لیکن دھماکے کی شدت سے کار بری طرح سے اچھل گئی تھی اور ہوا میں قلابازیاں کھاتے ہوئے پل کی طرف بڑھتی جا رہی تھی۔ کار کو ہوا میں بلند ہوتے دیکھ کر گارچ نے اس پر ایک اور میزائل فائر کر دیا۔ میزائل کار سے ٹکرایا۔ دھماکا ہوا اور ہوا میں اٹھی ہوئی کار اور زیادہ اچھل گئی اور اسی طرح الٹتی پلٹتی ہوئی پل

کے دائیں طرف دریا کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ یہ دیکھ کر گارچ کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ دوسرے لمحے کار پل سے اچھل کر الٹتی پلٹتی ہوئی دریا میں گرتی چلی گئی۔

''ہرا۔ ہرا۔ میں کامیاب ہو گیا۔ میں کامیاب ہو گیا۔ میں نے ہارڈ بلٹ سے اپنی فورس کو بچا لیا ہے اور ہارڈ بلٹ کو دریا برد کر دیا ہے۔ ہرا ہرا''...... کار کو دریا میں گرتے دیکھ کر گارچ نے زور دار نعرے لگاتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کی آنکھیں پھٹ پڑیں۔ اس نے دریا میں گرتی ہوئی سرخ کار کی چھت پر لگے ہوئے میزائل لانچر سے میزائل کو نکل کر تیزی سے پل کی طرف بڑھتے دیکھا۔ میزائل پل سے ٹکرایا اور ماحول ایک انتہائی زور دار دھماکے سے گونج اٹھا۔ دوسرے لمحے گارچ نے پل کو تباہ ہو کر دریا میں گرتے دیکھا۔ پل پر ہاسکل اور اس کی فورس تھی۔ تباہ ہوتے ہوئے پل سے وہ کسی بھی طرح نہیں نکل سکتے تھے اس لئے جیسے ہی پل تباہ ہوا ہاسکل اور اس کی فورس کے ساتھ ساتھ ان کی پل پر موجود تمام گاڑیاں بھی دریا میں گرتی چلی گئیں۔

''ویری بیڈ۔ ویری بیڈ۔ ہماری ساری فورس دریا برد ہو گئی ہے۔ ایکسٹو اور السلام مرتے مرتے بھی ہماری فورس کو ساتھ لے ڈوبے ہیں''...... گارچ نے جیسے سکتے کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پل مکمل طور پر تباہ ہو چکا تھا۔ تیز رفتار دریا میں اس کی فورس کے افراد اور ان کی گاڑیاں بہتی جا رہی تھیں۔

گارچ کافی دیر تک آنکھیں پھاڑے اپنی فورس کو دریا میں بہتے دیکھتا رہا پھر اچانک ٹرانسمیٹر کی سیٹی کی آواز سن کر وہ چونک پڑا۔

''یس۔ اوور''...... گارچ نے جیسے مردہ سی آواز میں کہا۔

''گیرن بول رہا ہوں جناب۔ میں فورس کے ساتھ کرونچ کی طرف آنے والی سڑک پر پہنچ گیا ہوں۔ اوور''...... گیرن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اچھا ہوا تم یہاں آ گئے ہو۔ جلدی کرو فوراً پل کی طرف آ جاؤ۔ میں نے ان کی کار دریا برد کر دی ہے۔ لیکن مرتے مرتے بھی انہوں نے پل پر ایک میزائل فائر کر دیا تھا جس کی وجہ سے سارا پل تباہ ہو گیا ہے اور پل پر موجود ہاسکل اور اس کی ساری فورس بھی دریا برد ہو گئی ہے۔ اوور''...... گارچ نے کہا۔

''اوہ گاڈ۔ یہ ایکسٹو اور السلام تو واقعی بے حد خطرناک ثابت ہو رہے ہیں۔ اچھا کیا آپ نے جو انہیں دریا برد کر دیا ہے۔ اوور''...... دوسری طرف سے گیرن نے کہا۔

''تم فوراً دریا کا محاصرہ کر لو۔ جس قدر ممکن ہو سکے اپنے ساتھیوں کو بچانے کی کوشش کرو اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایکسٹو، السلام اور اس کا ساتھی ابھی کار میں زندہ ہوں۔ اگر انہوں نے کار سے نکل کر باہر آنے کی کوشش کی تو تیز رفتار دریا انہیں اپنے ساتھ بہا کر لے جائے گا۔ لیکن اس کے باوجود تم چوکنے رہو اور دریا پر نظر

رکھو۔ دریا میں اگر تمہیں ایک مچھلی کا بچہ بھی دکھائی دے تو اسے زندہ نہیں بچنا چاہئے۔ اوور''...... گارچ نے گیرن کو انتہائی سخت لہجے میں حکم دیتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ میں دیکھتا ہوں۔ اوور''...... گیرن نے کہا۔

''کناروں کی طرف خاص دھیان دینا۔ اپنے آدمیوں کو بچانے کے ساتھ ساتھ ایکسٹو اور اس کے ساتھیوں کا بھی دھیان رکھنا۔ ہمارے ساتھی وردی میں ہیں اس لئے ہمارے آدمیوں اور ان کی پہچان آسانی سے ہو سکتی ہے۔ وہ زندہ ہوئے تو دریا سے نکلنے کے لئے کناروں کی طرف آنے کی کوشش کریں گے''...... گارچ نے کہا۔

''میں کنارے کی طرف آدمی بھیج دیتا ہوں باس۔ اگر ان میں سے کوئی باہر آیا تو وہ زندہ نہیں بچے گا''...... گیرن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں بھی ہیلی کاپٹر دریا کی طرف لاتا ہوں۔ اگر وہ مجھے نظر آئے تو میں خود ہی انہیں ہٹ کر دوں گا''...... گارچ نے کہا اور پھر اس نے گیرن سے رابطہ ختم کر دیا۔

''ہیلی کاپٹر دریا پر لے چلو۔ جلدی''...... گارچ نے کہا تو پائلٹ نے ہیلی کاپٹر موڑا اور دریا کی طرف لیتا چلا گیا۔

ہیلی کاپٹر کی گولیوں کا کار پر کچھ اثر نہیں ہوا تھا۔ البتہ کار پر ٹکا ٹک کی تیز آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ گولیاں کار سے ٹکرا کر اچٹتی جا رہی تھیں۔

ایکسٹو، پرنس چلی اور ڈی ایس اطمینان سے کار پر گولیاں برستے دیکھ رہے تھے۔ ایکسٹو نے ریسٹ واچ دیکھ کر گارچ کو آخری دس سیکنڈ کا بتا دیا تھا لیکن گارچ نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ دس سیکنڈ ختم ہوتے اچانک انہوں نے پل کی طرف سے دو میزائل تیزی سے کار کی طرف آتے دیکھے۔

''ہیلی کاپٹر مڑ رہا ہے''...... ڈی ایس نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ ایکسٹو اور پرنس چلی ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھتے اچانک دونوں میزائل ان کی کار کے فرنٹ سے ٹکرائے۔ دو زور دار دھماکے ہوئے۔ کار یکبارگی بری طرح سے اچھل گئی اور اچھل کر زور سے سڑک پر گری لیکن کار کا سسپنشن چونکہ سموتھ تھا اس لئے انہیں کار کے اچھلنے اور زور سے سڑک پر گرنے کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا اور نہ ہی دھماکوں سے کار کو کوئی نقصان ہوا تھا لیکن میزائل پھٹتے ہی کار کے باہر جیسے آگ کا طوفان سا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ کار کے ہر طرف آگ ہی آگ نظر آ رہی تھی۔

''تو اب گارچ نے ہمیں ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے''۔ ایکسٹو نے غراتے ہوئے کہا۔

''آپ نے اس کے پاس اور کوئی آپشن چھوڑا ہی نہیں تھا۔ اگر وہ ہم پر حملہ نہ کرتا تو خود اس کی جان جا سکتی تھی''...... پرنس چلی نے مسکرا کر کہا۔

''میں اسے ہلاک نہیں کرنا چاہتا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ وہ فورس ہٹا لے اور اس کا ہیلی کاپٹر ہمارے سامنے سڑک پر آ جائے۔ میں اسے نشانے پر رکھ کر ہیلی کاپٹر سے باہر لانا چاہتا تھا تاکہ اس پر قابو پایا جا سکے لیکن اس نے الٹا ہم پر حملہ کرا دیا ہے''...... ایکسٹو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''گارچ اور اس کے ساتھی یہی سمجھ رہے ہوں گے کہ بی سکس میزائلوں سے ہم ہٹ ہو گئے ہیں۔ لیکن انہیں یہ نہیں معلوم کہ ہم اس بھڑکتی ہوئی آگ میں بھی زندہ ہیں اور آگ سے نکلتے ہی ہم ان پر موت بن کر جھپٹ سکتے ہیں''...... ڈی ایس نے کہا۔ ان کی

کار تیز اور خوفناک آگ میں گھری ہوئی تھی لیکن اس آگ کی تپش کار میں داخل نہیں ہو رہی تھی۔ پرنس چلی نے کنٹرول پینل کا ایک بٹن پریس کر دیا تھا جس کی وجہ سے کار میں مزید آکسیجن بھر گئی تھی۔ کار میں آکسیجن ہونے کی وجہ سے وہ آسانی سے سانس لے رہے تھے۔

''انہوں نے اب اعلان جنگ کر دیا ہے اس لئے اب ہم بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ گارچ کو قابو کرنے کے لئے اب مجھے اس کی فورس پر حملہ کرنا ہو گا۔ فورس پر حملہ ہوتے ہی اس کے چھکے چھوٹ جائیں گے اور پھر میں اسے ہر حال میں ہیلی کاپٹر نیچے لانے پر مجبور کر دوں گا''...... ایکسٹو نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔ اس نے ڈیش بورڈ کے بٹنوں پر ہاتھ مارے تو اچانک سکرین پر جھماکا ہوا اور سکرین پر باہر کا منظر دکھائی دینے لگا۔ تیز آگ کے باوجود سکرین پر باہر کا منظر صاف دکھائی دے رہا تھا۔

ایکسٹو نے کار کا کیمرہ ایک ناب سے گھمایا تو اسے سامنے سڑک پر دو جیپیں تیزی سے اپنی طرف بڑھتی دکھائی دیں۔ دونوں جیپوں پر چار چار مسلح افراد سوار تھے۔ ایکسٹو نے ناب مزید گھمائی تو اسے دائیں طرف سے گارچ کا ہیلی کاپٹر گھوم کر واپس طرف آتا دکھائی دیا جو دھماکا ہونے سے پہلے ہی تیزی سے مڑ گیا تھا۔

ایکسٹو نے سب سے پہلے سامنے سے آنے والی دو جیپوں پر ایک میزائل فائر کیا۔ میزائل آگے آنے والی ایک جیپ سے ٹکرایا

اور جیپ کے پرخچے اُڑتے چلے گئے۔ دھماکے کی زد میں آ کر اس جیپ کے پیچھے آنے والی جیپ بھی اچھل کر الٹ گئی تھی اور پیچھے کی طرف دور تک گھسٹتی چلی جا رہی تھی۔

جیپوں کو ہٹ کرتے ہی ایکسٹو نے ایک بار پھر کنٹرول پینل کے بٹن پریس کئے تو سکرین پر ہیلی کاپٹر دکھائی دیا جو اب سڑک کے کافی نزدیک آ گیا تھا۔ ایکسٹو نے سکرین پر مشین گن سے ہیلی کاپٹر کے نیچے لگی ہوئی ہیوی مشین گن کو ٹارگٹ کیا اور پھر اس نے فائرنگ کر دی۔ گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی اور ہیلی کاپٹر کے نیچے لگی ہوئی مشین گن کے ٹکڑے اُڑتے چلے گئے۔ دھماکے کی وجہ سے ہیلی کاپٹر کو زور دار جھٹکا لگا لیکن ہیلی کاپٹر کا پائلٹ کافی مشاق معلوم ہوتا تھا اس نے فوراً ہیلی کاپٹر سنبھال لیا۔ ابھی ہیلی کاپٹر سنبھل ہی رہا تھا کہ پرنس چلی نے اپنے کنٹرول پینل کا ایک بٹن پریس کیا تو اچانک کار سے ایک چھوٹا سا پرزہ سا اُڑتا ہوا ہیلی کاپٹر کے نچلے حصے پر جا کر چپک گیا۔ ایکسٹو نے اس ٹکڑے پر کوئی توجہ نہیں دی تھی۔ اس کا دھیان ہیلی کاپٹر کی مشین گن پر تھا۔ اس نے ہیلی کاپٹر پر نہایت احتیاط سے فائرنگ کی تھی تاکہ وہ ہیلی کاپٹر کی مشین گن تباہ کر سکے۔ ہیلی کاپٹر کے پیڈز پر میزائل بھی نصب تھے۔ اگر ایکسٹو اندھا دھند فائرنگ کرتا تو گولیاں میزائلوں کو بھی لگ سکتی تھیں جس سے ہیلی کاپٹر تباہ ہو جاتا اور گارچ ہلاک ہو جاتا۔

ایکسٹو گارچ کو ہر حالت میں زندہ پکڑنا چاہتا تھا۔ اس لئے وہ

جان بوجھ کر گارج کے ہیلی کاپٹر کو نقصان نہیں پہنچا رہا تھا۔ جیسے ہی اس نے ہیلی کاپٹر کی مشین گن تباہ کی اس نے کار کا گیئر بدلا اور اسے ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دیا۔ کار اچھل کر بھڑکتی ہوئی آگ سے نکلی اور بجلی کی سی تیزی سے پل کی طرف بڑھنے لگی۔ جیسے ہی کار پل کی جانب بڑھنا شروع ہوئی اسی لمحے پل پر موجود فورس نے کار پر فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ سامنے سے آنے والی گولیاں کار کے فرنٹ اور ونڈ سکرین پر بارش کے قطروں کی طرح برس رہی تھی۔ گولیوں کے ساتھ ساتھ پل پر موجود فورس نے کار پر میزائل بھی داغنے شروع کر دیئے تھے جس کی وجہ سے سڑک پر زور دار دھماکوں سے آگ اور گرد کا طوفان سا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ کئی میزائل کار کے فرنٹ سے ٹکرائے تھے۔ دھماکوں سے ایک لمحے کے لئے کار اچھلتی ضرور تھی لیکن ان میزائلوں سے کار کو کوئی نقصان نہیں پہنچ رہا تھا۔ ابھی ایکسٹو کچھ ہی آگے گیا ہو گا کہ اس کے پیچھے گارج بھی ہیلی کاپٹر لے کر پہنچ گیا۔ گارج کے ہیلی کاپٹر کی مشین گن تباہ ہو چکی تھی اس لئے وہ کار پر اب میزائل برسا رہا تھا۔ سامنے اور پیچھے سے آنے والے میزائلوں سے وہاں طوفان سا برپا ہو گیا تھا۔ میزائل کار سے ٹکرا کر اور اس کے اردگرد پھٹ رہے تھے۔ ایکسٹو ہر بات کی پرواہ کئے بغیر کار پل پر لے آیا۔ ابھی وہ کار لے کر پل پر آیا ہی تھا کہ پیچھے سے گارج کے ہیلی کاپٹر سے نکلا ہوا ایک میزائل کار کے بمپر سے ٹکرایا۔ میزائل اس انداز میں ٹکرایا کہ دھماکا

ہوتے ہی کار یکلخت ہوا میں اچھل گئی۔ کار چونکہ آگے کی طرف الٹنے والے انداز میں اچھلی تھی اس لئے ایک لمحے کے لئے ایکسٹو گھبرا گیا اس سے پہلے کہ کار الٹ کر سڑک پر گرتی اسی لمحے عقب سے ایک اور میزائل کار سے ٹکرایا۔ اس بار دھماکا ہوا تو ایکسٹو کو کار اچھل کر دریا کی طرف جاتی ہوئی محسوس ہوئی اور پھر یہی ہوا۔ کار پل کے اوپر سے الٹتی پلٹتی ہوئی سیدھی دریا میں گرتی چلی گئی۔ کار دریا میں گرتے دیکھ کر ایکسٹو کا چہرہ غیظ و غضب سے بگڑ گیا اس نے فوراً دائیں طرف موجود ایک بٹن پر ہاتھ مارا تو اچانک کار کے ٹاپ پر لگا ہوا میزائل جھٹکے سے لانچر سے الگ ہوا اور بجلی کی سی تیزی سے پل کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ اس سے پہلے کہ ان کی کار دریا میں گرتی انہوں نے میزائل پل سے ٹکراتے اور آگ کا طوفان سا بلند ہوتے دیکھا اور پھر ان کی کار چھپاکے سے دریا میں جا گری۔ ایک تو دریا خاصا تیز رفتار تھا اور دوسرا دریا کا پانی انتہائی گدلا تھا۔ جیسے ہی کار دریا میں گری کار میں جیسے یکلخت اندھیرا سا چھا گیا۔ کار کو زوردار جھٹکے لگ رہے تھے اور وہ مسلسل پلٹنیاں کھاتی جا رہی تھی۔ شاید یہ جھٹکے اور پلٹیاں پانی کے تیز دباؤ کی وجہ سے تھے۔ کار گہرائی میں جا کر پانی کے تیز بہاؤ کے ساتھ الٹتی پلٹتی جا رہی تھی۔ پھر اچانک کار میں روشنی ہو گئی۔ پرنس چلی نے کار کے الٹنے پلٹنے کے باوجود کار میں روشنی کر دی تھی۔ روشنی ہوتے ہی پرنس چلی نے تیزی سے کنٹرول پینل کے دو بٹن پریس کئے تو

اچانک کار دریا کے تیز بہاؤ کے ساتھ بہنے کی بجائے ایک جگہ نیچے بیٹھتی چلی گئی جیسے کار کا وزن بڑھ گیا ہو۔ کچھ ہی دیر میں کار ٹائروں کے بل دریا کی تہہ میں تھی۔ تہہ میں زمین ٹھوس تو نہیں تھی لیکن کار تہہ میں ایک جگہ رک گئی تھی۔

''یہ کیا ہوا۔ کار میزائلوں کی شکار کیسے ہوگئی''...... ڈی ایس نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''یہ میزائلوں کے دھماکوں کا شکار ہوئی ہے۔ پیچھے سے آنے والا میزائل کار کے بمپر پر لگا تھا جس کی وجہ سے کار اچھل گئی تھی اس سے پہلے کہ کار نیچے جاتی گارچ نے جان بوجھ کر کار کو ایک اور میزائل مار دیا جس کے دھماکے سے کار اچھل کر دریا میں آ گری''...... ایکسٹو نے کہا۔

''میں نے کار کا پاور سسٹم آن کر دیا ہے جس کی وجہ سے کار دریا میں اس طرح سے بیٹھ گئی ہے ورنہ ہم نجانے کہاں تک پانی کے بہاؤ کے ساتھ بہتے چلے جاتے اور آپ نے بہت اچھا کیا ہے چیف کہ دریا میں گرتے گرتے آپ نے میزائل پل پر فائر کر دیا تھا۔ پل تباہ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے پل پر موجود ساری فورس پل سمیت دریا برد ہوگئی ہوگی۔ اگر میں کار نیچے نہ لے جاتا تو پل کا ملبہ اور فورس کی گاڑیاں ہماری کار سے ٹکرا سکتی تھیں''...... پرنس چلی نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اب اس کار کو منی آبدوز بناؤ۔ تم نے کہا تھا کہ ہم یہ کار دریا :

کسی سمندر میں بھی استعمال کر سکتے ہیں''...... ایکسٹو نے کہا۔

''یس چیف۔ ابھی لیں''...... پرنس چلی نے مسکرا کر کہا اور اس نے سکرین کے ساتھ لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو سکرین پر گدلا پانی دکھائی دینے لگا۔ پرنس چلی نے ایک اور بٹن پریس کیا تو سکرین پر ان کی کار کا خاکہ سا دکھائی دینا شروع ہو گیا پھر پرنس چلی اپنے کنٹرول پینل کے بٹن پریس کرنے اور سوئچ آن کرنے لگا۔ جیسے ہی اس نے سوئچ آن کئے اسی لمحے سکرین پر کار کے خاکے کے چاروں ٹائر سمٹتے چلے گئے۔ چاروں ٹائر کار کے نچلے حصے میں سما گئے تھے اور کار کے عقب میں بمپر کا ایک حصہ کھل گیا تھا جہاں سے تیز رفتار پنکھوں والی موٹر ابھر آئی تھی۔

''کار منی آبدوز میں تبدیل ہو گئی ہے چیف۔ اب ہم اس دریا میں آسانی سے آگے بڑھ سکتے ہیں''...... پرنس چلی نے کہا اور ایکسٹو کو دریا میں منی آبدوز چلانے کے فنکشنز سمجھانے لگا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کار کو منی آبدوز بناتے ہی پرنس چلی نے سکرین کا منظر بدل دیا تھا اور اب سکرین پر پانی دکھائی دے رہا تھا۔ نیلے رنگ کا پانی۔ جیسے وہ دریا کے گدلے پانی کی جگہ سمندر کے صاف و شفاف پانی میں ہوں۔ پانی کے بہاؤ کے ساتھ سخت اور ٹھوس چیز بھی آ سکتی ہے لیکن اب ایکسٹو آسانی سے سکرین پر نظر رکھ کر دریا کی سمت اور ٹھوس چیزوں کو دیکھ سکتا تھا جن سے وہ اپنی کار بچا کر لے جا سکتا تھا۔

ایکسٹو نے کار اوپر اٹھائی اور پھر اس نے کار کو واقعی کسی آبدوز کی طرح پانی کے بہاؤ کے مخالف سمت بڑھانا شروع کر دیا۔

دریا کے تیز رفتار بہاؤ میں مخالف سمت جاتے ہوئے کار کی رفتار بے حد کم تھی مگر ایکسٹو سکرین کی طرف دیکھتے ہوئے آبدوز آگے بڑھائے لئے جا رہا تھا۔

دریا چونکہ پہاڑیوں کے درمیان سے ہوتا ہوا گزر رہا تھا اس لئے جیسے ہی ایکسٹو کو سکرین پر کوئی ٹھوس دیوار یا چٹان دکھائی دیتی وہ کار کو فوراً سٹیئرنگ سے موڑ لیتا تھا۔ کار کی دونوں سائیڈوں پر ہائیڈرل سسٹم باہر نکلے ہوئے تھے جو اسی سٹیئرنگ سے منسلک تھے اس لئے ایکسٹو اسی سٹیئرنگ سے کار دائیں بائیں موڑ سکتا تھا۔ ایکسٹو کار سنبھال رہا تھا جبکہ پرنس چلی نے ڈیش بورڈ کے نچلے خانے سے ایک لیپ ٹاپ کمپیوٹر نکال لیا تھا۔ اس نے کمپیوٹر آن کر رکھا تھا اور اس پر مسلسل کام کر رہا تھا۔

''تم کیا کر رہے ہو''...... ایکسٹو نے پرنس چلی کو کمپیوٹر پر کام کرتے دیکھ کر پوچھا۔

''سوری چیف۔ جب آپ نے ہیلی کاپٹر کی مشین گن کو تباہ کرنے کے لئے فائرنگ کی تھی تو میں نے بھی اپنے کنٹرول پینل سے ہیلی کاپٹر پر ایک ٹریک سٹار فائر کر دیا تھا جو اس ہیلی کاپٹر سے چپک گیا تھا''...... پرنس چلی نے کہا۔

''ٹریک سٹار۔ گڈ شو۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم اس ہیلی کاپٹر کو

ٹریک کر سکتے ہیں کہ یہ کہاں جاتا ہے اور گارچ کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے''...... ایکسٹو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ ٹریک سٹار ہیلی کاپٹر پر اگر چپکا ہوا ہے تو پھر میں ایک سافٹ ویئر کے ذریعے اسے ٹریک کر سکتا ہوں۔ اگر ٹریک سٹار ٹریک ہو گیا تو پھر ہمیں یہ جاننے میں کچھ مشکل نہیں ہو گی کہ گارچ کا ہیلی کاپٹر کہاں گیا ہے''...... پرنس چلی نے کہا۔

''گڈ شو۔ یہ تم نے اچھا کام کیا ہے''...... ایکسٹو نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا تو پرنس چلی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ ایکسٹو آبدوز نما کار گہرائی سے کچھ بلندی پر لے آیا تھا۔ وہ کسی ایسی جگہ کی تلاش میں تھا جہاں سے وہ دریا سے کار باہر نکال سکے۔

تقریباً ایک گھنٹے کے بعد ایکسٹو کو دریا کا ایک ایسا کنارہ دکھائی دیا جو ساحل سمندر سے ملتا جلتا تھا۔ اس کنارے پر ٹھوس چٹانوں کی جگہ ریت دکھائی دے رہی تھی۔ سکرین پر چونکہ آگے کا منظر بھی دیکھا جا سکتا تھا اس لئے ایکسٹو کو کنارے کے دوسری طرف گھنے درختوں کا طویل سلسلہ دکھائی دے رہا تھا۔

''یہ کون سی جگہ ہے''...... ایکسٹو نے پوچھا۔ پرنس چلی نے چونک کر سکرین کی جانب دیکھا پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر سکرین کے نیچے لگے ہوئے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ سکرین پر ایک نقشہ سا پھیلا اور سمٹنے لگا۔ کچھ ہی دیر میں سکرین پر

ایک جنگل کا نقشہ اور اس کی ڈیٹیل دکھائی دینے لگی۔

''یہ تل ابیب کے نزدیکی شہر اوتان کا شمالی علاقہ ہے۔ یہاں ایک جنگل ہے جو تقریباً ساٹھ کلو میٹر تک پھیلا ہوا ہے۔ جنگل کے مشرق کی طرف وہی علاقہ حتاس ہے جہاں سے ہم آئے ہیں۔ مغرب کی طرف روزان ہے اور اگر ہم شمال کی جانب نکلیں گے تو ہم تل ابیب اور یروشلم میں داخل ہو جائیں گے جو اسرائیل کے بڑے اور مرکزی شہر ہیں''...... پرنس چلی نے سکرین پر نظر آنے والی تفصیل پڑھتے ہوئے بتایا۔

''کیا اس جنگل سے گزرنے کے راستے ہیں''...... ایکسٹو نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ یہ جنگل گھنا ضرور ہے مگر خطرناک اور پر پیچ نہیں ہے اور نہ ہی یہاں خطرناک جانور اور درندے بستے ہیں البتہ جنگل کے تینوں اطراف چھوٹے چھوٹے قصبے آباد ہیں۔ ہم جس طرف سے بھی جائیں گے ہمیں ان قصبوں سے ہو کر ہی گزرنا ہو گا''۔ ڈی ایس نے کہا۔

''تو کیا میں یہاں کار نکال لوں''...... ایکسٹو نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ یہی بہتر رہے گا کیونکہ ہمارے لئے دریا سے باہر نکلنے کا یہی ایک بہتر راستہ ہے ورنہ ہمیں مزید کئی گھنٹے دریا میں ہی سفر کرنا ہو گا۔ ایسا دوسرا ساحلی علاقہ یہاں سے سینکڑوں کلو میٹر دور ہے اور وہاں طویل و عریض پہاڑی سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ اگر ہم

وہاں گئے تو پھر ہم شہری علاقوں سے بہت دور ہو جائیں گے''۔ ڈی ایس نے کہا جیسے وہ ان تمام علاقوں کے بارے میں بخوبی جانتا ہو۔

''تب تو ہمارا یہیں سے نکلنا مناسب رہے گا۔ پرنس چلی اگر ٹریک سٹار کا پتہ لگا لیتا ہے تو اس سے ہمیں گارچ تک پہنچنے میں آسانی ہو جائے گی''...... ایکسٹو نے کہا اور اس نے کار دریا کے ریتیلے کنارے کی طرف بڑھانی شروع کر دی۔ وہ آہستہ آہستہ کار اوپر اٹھا رہا تھا۔ کنارے کی طرف آتے ہوئے اس نے ڈیش بورڈ کا ایک بٹن پریس کر کے کار کے ٹائر باہر نکال لئے تھے اور ہائیڈرل پاور کار کے اندر کر دیئے تھے۔ کار کے چاروں ٹائر گھوم رہے تھے اور کار آہستہ آہستہ تیرتی ہوئی کنارے کی جانب بڑھی جا رہی تھی۔ کچھ ہی دیر میں کار کے ٹائر ریتیلے کنارے سے لگ گئے۔ نرم ریت میں ٹائر دھنس دھنس جا رہے تھے لیکن کار چونکہ ابھی پانی کے اندر تھی اس لئے وہ آسانی سے کنارے کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ تقریباً پانچ منٹ کے بعد کار کنارے سے نکل کر باہر آ گئی تھی۔

جنگل کے ارد گرد موجود قصبوں کے افراد عام طور پر دریا کے کنارے آ کر مچھلیوں کا شکار کرتے تھے اور ان کی کشتیاں بھی دریا میں گھومتی ہوئی دکھائی دیتی تھیں لیکن ان دنوں چونکہ موسمی حالات کی وجہ سے دریا کا بہاؤ تیز تھا اس لئے علاقے کے لوگ نہ تو اپنی

کشتیاں دریا میں اتارتے تھے اور نہ ہی مچھلیوں کا شکار کرنے کے لئے کناروں کی طرف آتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ کنارے پر اس وقت کوئی موجود نہیں تھا ورنہ ایک کار کو اس طرح دریا سے باہر نکلتے دیکھ کر وہ حیرت زدہ رہ جاتا۔

ایکسٹو کار چلاتا ہوا خشکی پر لے آیا اور اس نے کار گھنے درختوں کے پاس لے جا کر روک دی۔ کار سے بری طرح سے پانی ٹپک رہا تھا۔ ایکسٹو جان بوجھ کر کار درختوں کے پاس لایا تھا تا کہ اگر اس طرف سے کوئی جہاز یا ہیلی کاپٹر گزرے تو اس کار کو آسانی سے دیکھا نہ جا سکے۔ کار رکتے ہی ایکسٹو کار سے نکل کر باہر آ گیا۔ ڈی ایس بھی کار سے نکل آیا تھا البتہ پرنس چلی نے صرف تازہ ہوا لینے کے لئے اپنی سائیڈ سے کار کا دروازہ کھولا تھا جبکہ وہ اسی طرح سیٹ پر بیٹھا کمپیوٹر سافٹ ویئر پر انہاکی سے کام کر رہا تھا۔

ایکسٹو تیز نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ تیز رفتار دریا کے شور کی وجہ سے اسے وہاں دوسری کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔

”کچھ پتہ چلا“...... ایکسٹو نے کار کے گرد گھوم کر پرنس چلی کی طرف آتے ہوئے کہا۔

”یس چیف۔ ہیلی کاپٹر ابھی :ریا پر ہی سرچ کر رہا ہے۔ میں اس کے واپس جانے کا انتظار کر رہا ہوں“...... پرنس چلی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کافی دیر ہو گئی ہے۔ وہ اب بھی سرچنگ کر رہے ہیں“۔ ایکسٹو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ڈاگ ایجنسی اس وقت تک کسی بات پر یقین نہیں کرتی جب تک کہ وہ اپنے ہاتھوں ہلاک ہونے والے افراد کی لاشیں نہیں دیکھ لیتی۔ ان کا خیال ہے کہ شاید ہم کار سمیت دریا میں ڈوب گئے ہیں۔ وہ مختلف آلات سے دریا سرچ کر رہے ہیں تا کہ ڈوبی ہوئی کار اور اس کار میں موجود ہماری لاشوں کا پتہ لگایا جا سکے۔ اس کے علاوہ آپ نے ان کی فورس کو بھی تو دریا برد کیا ہے۔ انہیں بھی دریا سے نکالنے کے لئے اسے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑے گا“...... پرنس چلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پھر تو ان کی سرچنگ وسیع پیمانے پر ہو رہی ہو گی“...... ایکسٹو نے کہا۔

”یس چیف۔ جب تک وہ دریا کا ایک ایک حصہ نہیں چیک کر لیتے اس وقت تک انہیں سکون نہیں آئے گا“...... پرنس چلی نے کہا۔

”تب پھر ہمارا یہاں رکنا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی سرچنگ ٹیم اس طرف آئی تو سرچنگ آلات سے وہ ہماری کار آسانی سے ٹریس کر سکتے ہیں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”نو چیف۔ ہماری کار ٹریس کرنا ان کے لئے آسان نہیں ہو گا۔ اس کار میں ایسا کوئی فنکشن نہیں ہے جس سے کار کو ٹریک یا

ٹریس کیا جا سکے۔ کار میں اینٹی راڈار اور اینٹی سیٹلائٹ سسٹم لگا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ اگر ہم تل ابیب کی مصروف ترین سڑکوں پر بھی یہ کار لے کر چلے جائیں تو سڑکوں کو مانیٹر کرنے والے کیمرے بھی اس کار کو نہیں دیکھ سکیں گے“...... پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو اس کی جانب تعریفی نظروں سے دیکھنے لگا۔ یہ کار واقعی ہارڈ بلٹ نام کی ہی نہیں حقیقت میں میں ہارڈ بلٹ ہی ہے۔

”میرا خیال ہے ہمیں یہاں سے چلنا چاہئے۔ ہیلی کاپٹر ابھی مصروف ہے۔ یہ جب یہاں سے جائے گا تب ہی اس بات کا علم ہو سکے گا کہ یہ کہاں گیا ہے۔ ورنہ اس خاموش اور ویران جنگل میں بیٹھے بیٹھے ہم بور ہو جائیں گے“...... پرنس چلی نے لیپ ٹاپ بند کرتے ہوئے کہا اور کار سے نکل کر باہر آ گیا۔ ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلایا اور ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھا۔

”چیف اگر آپ کو ناگوار نہ گزرے تو اس بار میں ڈرائیونگ کروں۔ جب سے یہ کار تیار ہوئی ہے میں نے اسے چلانا تو درکنار اس کا ہارن بجا کر بھی نہیں دیکھا ہے“...... پرنس چلی نے بڑے معصومانہ لہجے میں کہا۔

”او کے۔ تم چلا لو“...... ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”تھینک یو چیف۔ تھینک یو ویری مچ۔ آپ واقعی گریٹ ہیں۔ اگر مجھے آپ کے مرتبے کا احساس نہ ہوتا تو میں شکریئے کے لئے آپ کو باقاعدہ جھک کر شاہی انداز میں سلام کرنا شروع کر

دیتا“...... پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو چونک کر اس کی شکل دیکھنے لگا۔ پرنس چلی نے بالکل عمران کے سے انداز میں بات کی تھی۔

”ارے باپ رے۔ کک۔ کک۔ کیا میں نے کچھ غلط کہہ دیا ہے جو آپ مجھے ایسی نظروں سے گھور رہے ہیں“...... پرنس چلی نے اسے اپنی طرف گھورتا پا کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”نہیں کچھ نہیں۔ چلو“...... ایکسٹو نے سر جھٹک کر کہا۔ اس نے عمران اور پرنس چلی کی باتیں سنی تھیں۔ پرنس چلی عمران کے ہی انداز میں ہنسی مذاق کرنے کا عادی تھا۔ اس کے لا ابالی پن اور ہنسی مذاق کے فطری انداز کے میں بارے میں عمران نے پہلے ہی اسے بتا دیا تھا اور اس سے کہا بھی تھا کہ پرنس چلی کی موجودگی میں اس کی کمی بھی پوری ہو جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ بعض اوقات پرنس چلی اس انداز میں بات کر جائے کہ ایکسٹو کو اس پر عمران ہونے کا ہی گمان ہونا شروع ہو جائے۔

”یس چیف۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کے بیٹھنے کے بعد ہی میں کار کا دروازہ کھولنے اور اس میں بیٹھنے کی جسارت کر سکتا ہوں“...... پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو ایک طویل سانس لیتے ہوئے سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی پرنس چلی مسکراتا ہوا کار کی فرنٹ سے ہوتا ہوا دوسری طرف آیا اور ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ ڈی ایس بھی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔

ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہی پرنس چلی نے ڈیش بورڈ پر لگا ہوا

ایک بٹن پریس کیا تو حیرت انگیز طور پر نہ صرف کار کا رنگ تبدیل ہو گیا بلکہ اس کے فرنٹ اور بیک پر موجود نمبر پلیٹیں بھی پلٹ گئیں۔ اب کار پر نئے نمبر کی پلیٹیں نظر آ رہی تھیں۔ کار کا رنگ پہلے سرخ تھا اب نیلے رنگ میں بدل گیا تھا۔ کار کی یہ تبدیلی آسانی سے کار میں موجود سکرین پر دیکھی جا سکتی تھی۔

"یہ اچھا کیا ہے کہ تم نے کار کا رنگ اور نمبر بدل دیا ہے۔ اب اگر کوئی کار کو دیکھ بھی لے تو یہ نہیں کہہ سکے گا کہ یہ وہی کار ہے جس نے ڈاگ ایجنسی کی فورس کا کباڑہ کیا تھا"...... ایکسٹو نے کہا۔

"یس چیف۔ ابھی تو ہم نے ہارڈ بلٹ کو آزمائشی طور پر اور وہ بھی آپ کے لئے خاص طور پر نکالا ہے ورنہ ابھی ہمیں اس پر بہت کام کرنا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہارڈ بلٹ ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر ہو جائے اور یہ اس قدر جدید ترین بن جائے کہ ہم اسے نہ صرف سمندر میں لے جا سکیں بلکہ اسے کسی طیارے یا اسپیش شٹل کی طرح فضا میں بھی اڑا سکیں۔ ہمیں ابھی اس کار میں اور زیادہ اور جدید ترین اسلحہ فکس کرنا ہے جو سائنسی اور انتہائی تباہ کن اہمت کا حامل ہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس ایک کار میں ایسی تمام خوبیاں شامل کر دی جائیں کہ ایک کار کی مدد سے ہی ہم اسرائیل کی بڑی سے بڑی فورس اور ان کے اسلحہ کا مقابلہ کر سکیں۔ اس کار میں ابھی ہمیں اینٹی کرافٹ سسٹم اور اینٹی ٹینک سسٹم بھی لگانے ہیں اور ہم

اس ریسرچ میں بھی لگے ہوئے ہیں کہ کار ایک بٹن پریس کرتے ہی آسانی سے مختلف ماڈلز میں تبدیل ہو جائے تاکہ ہم اسے عام انسانی نظروں سے بھی چھپا لیں اور کوئی یہ نہ جان سکے کہ پہلے کار کون سے ماڈل اور کون سے ڈیزائن کی تھی اور اب اس کا ماڈل اور ڈیزائن کیسے بدل گیا ہے۔ کیوں ڈی ایس"...... پرنس چلی نے پہلے ایکسٹو سے کہا پھر ڈی ایس سے تائید کرانے والے انداز میں پوچھا۔

"یس باس۔ جلد نہیں تو بدیر ہم اپنے اس مقصد میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے"...... ڈی ایس نے پرنس چلی کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ اچھی سوچ ہے۔ اگر ایسی دو چار کاریں لے کر تم اسرائیل میں داخل ہو جاؤ تو اسرائیل کی بڑی سے بڑی فوج بھی تمہارا مقابلہ نہیں کر سکے گی"...... ایکسٹو نے کہا۔

"یس چیف۔ ہم ان کاروں کو محض دہشت گردی یا شدت پسندی کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہتے۔ ہمارا مقصد ہے کہ ہم ان اسرائیلی فوجیوں کو فلسطین کی پٹی سے دور بھاگنے پر مجبور کر دیں جو ہماری سرحدوں کے قریب غیر قانونی اور غیر اخلاقی طور پر دھڑلے سے اپنی بستیاں قائم کر رہے ہیں"...... پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

پرنس چلی نے کار سٹارٹ کی اور پھر وہ اسے لئے آہستہ آہستہ

جنگل میں داخل ہو گیا۔ جنگل گھنا ضرور تھا لیکن اتنا نہیں کہ ان کی کار وہاں سے نہ گزر سکے۔ درختوں کے درمیان چھوٹے موٹے راستے بنے ہوئے تھے جن سے وہ آسانی سے کار گزار کر لے جا سکتا تھا۔ ابھی وہ جنگل کے آدھے راستے سے گزرے ہوں گے کہ اچانک سکرین پر آٹو میٹک انداز میں راڈار سکرین آن ہوئی اور کار میں تیز بیپ کی آواز سنائی دی۔ بیپ کی آواز سن کر پرنس چلی نے چونک کر سکرین کی طرف دیکھا تو اسے سکرین پر راڈار کے گرین ڈائل پر چند نقطے دکھائی دیئے۔ ڈائل کی سوئی گھومتی ہوئی جب ان نقطوں پر آتی تو نقطے نہ صرف ریڈ ہو کر چمکنے لگتے بلکہ ساتھ ہی کار میں تیز سیٹی سی بج اٹھتی۔

"انہوں نے بمبار طیارے منگوا لئے ہیں۔ لگتا ہے کہ وہ دریا میں بمباری کرنا چاہتے ہیں تاکہ دریا سے ہمارے بچ نکلنے کا کوئی چانس باقی نہ رہ جائے"...... پرنس چلی نے کہا۔

"طیارے اس طرف آ گئے تو"...... ایکسٹو نے کہا۔

"طیاروں کے راڈار سسٹم اس کار کو ٹریس نہیں کر سکیں گے"...... پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کچھ ہی دیر بعد انہوں نے راڈار سکرین پر سبز نقطوں سے مزید چھوٹے چھوٹے نقطے سے نکلتے دیکھے جو نیچے گرتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ یہ شاید کلسٹر بم تھے جو طیاروں سے دریا میں پھینکے جا رہے تھے۔ پرنس چلی نے اپنے سائیڈ کی کھڑکی کھول رکھی

تھی۔ چند لمحوں کے بعد انہیں دور زور دار دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں۔ جس سے ایکسٹو سمجھ گیا کہ پرنس چلی نے غلط نہیں کہا تھا کہ دریا میں ان کی ہلاکت کے لئے بم برسائے جا رہے ہیں۔

پرنس چلی اطمینان بھرے انداز میں جنگل میں کار دوڑائے لئے جا رہا تھا۔ اگلے آدھے گھنٹے کے بعد اس کی کار جنگل سے نکل کر ایک قصبے میں داخل ہو رہی تھی۔ قصبے کی سڑکیں پختہ تھیں اور وہاں کی رہائش گاہیں بھی جدید انداز کی بنی ہوئی تھیں۔ قصبے کے لوگ نیلے رنگ کی کار جنگل سے باہر آتے دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔ چونکہ یہ نئے ماڈل کی کار تھی اس لئے سب کی نظریں اس کار پر جیسے جم سی گئی تھیں۔

"ہماری کار لوگوں کی توجہ کا مرکز بن رہی ہے۔ کہیں ان لوگوں کی وجہ سے ڈاگ ایجنسی کو پتہ نہ چل جائے کہ ہم کار سمیت دریا سے نکل آئے ہیں"...... ایکسٹو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اب کیا کیا جا سکتا ہے۔ نئی اور جدید ماڈل کی کار دیکھ کر لوگوں کا اشتیاق دیدنی ہو جاتا ہے"۔ پرنس چلی نے کہا وہ خاموشی سے وہاں سے کار نکالتا لے گیا۔ کچھ ہی دیر میں اس کی کار قصبے سے نکل کر شہر جانے والی ایک سڑک پر گامزن تھی۔ یہ قصبہ ایک صحرائی علاقے میں تھا۔ صحرائی علاقے سے شہر کی طرف جانے کے لئے ایک کارپٹڈ پختہ سڑک بنائی گئی تھی جو کئی کلو میٹر تک متوازی چلی جاتی تھی۔ دائیں بائیں جیسے ریت کے وسیع میدان پھیلے ہوئے

Downloaded from https://paksociety.com

تھے۔ جن کے ٹیلے اونچی پہاڑیوں کی طرح دکھائی دے رہے تھے۔ اس صحرا میں ٹھوس چٹانوں والی پہاڑیاں بھی تھیں جو آگے جا کر سڑک کے ساتھ مل جاتی تھیں اور پھر سڑک ان ٹھوس پہاڑیوں کے درمیان سے ہو کر گزرتی تھی۔

قصبے کی طرف جانے والی سڑکوں پر برائے نام ہی ٹریفک ہوتی تھی اس لئے پرنس چلی نے کار سڑک پر ڈالتے ہی اس کی سپیڈ بڑھا دی تھی۔ وہ جلد سے جلد شہر پہنچنا چاہتا تھا۔ ابھی وہ کار لے کر صحرائی پہاڑیوں کی طرف مڑا ہی تھا کہ اچانک اسے سامنے سے دو فائٹر طیارے اس طرف آتے دکھائی دیئے۔ فائٹر طیارے بجلی کی سی تیز رفتاری سے سامنے سے اسی طرف بڑھے چلے آ رہے تھے۔ طیارے زیادہ بلندی پر نہیں تھے۔ چند ہی لمحوں میں دونوں طیارے پہاڑیوں اور سڑک کے عین اوپر سے زائیں زائیں کرتے ہوئے گزرتے چلے گئے۔

''شاید ان طیاروں نے ہمیں دیکھ لیا ہے''...... ڈی ایس نے کہا۔

''دیکھ لینے دو۔ کیا فرق پڑتا ہے''...... پرنس چلی نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ طیارے آگے چلے گئے تھے اور پلٹ کر واپس نہیں آئے تھے۔ پرنس چلی نے کار کی رفتار اور تیز کر دی تھی۔

پہاڑی علاقے سے وہ نکل کر ایک اور متوازی سڑک پر آ گیا جو سیدھی شہر کی طرف جاتی تھی۔ اس سڑک پر دور سے ہی شہر کی بلند و

بالا عمارتیں دیکھی جا سکتی تھی۔ ابھی پرنس چلی شہر جانے والی سڑک پر کار لایا ہی تھا کہ سکرین پر ایک بار پھر راڈار ڈائل نمودار ہو گیا اور کار میں تیز بیپ کی آواز سنائی دی۔

''باس۔ دو ایئر ہاک اسی طرف آ رہے ہیں''...... ڈی ایس نے بیپ کی آواز سن کر پیچھے ونڈ سکرین سے باہر دیکھتے ہوئے کہا تو پرنس چلی راڈار سکرین کی طرف دیکھنے لگا۔ سکرین پر بھی اسے دو نقطے دکھائی دے رہے تھے جو تیزی سے اسی سڑک کی طرف بڑھے آ رہے تھے جس سڑک پر وہ کار دوڑا رہا تھا۔

''لگتا ہے انہیں ہم پر شک ہو گیا ہے یا پھر قصبے میں سے کسی نے جنگل کے راستے سے آنے والی ہماری کار کے بارے میں ڈاگ ایجنسی کو خبر دے دی ہے۔ کار کا رنگ تو بدلا ہوا ہے مگر اس کا ماڈل اور ڈیزائن ویسا ہی ہے''...... ایکسٹو نے کہا۔

''یس چیف''...... پرنس چلی نے کہا۔ اس بار اس کے لہجے میں قدرے پریشانی کا تاثر تھا۔

''کیا بات ہے۔ ایئر ہاک کا سن کر تم پریشان کیوں ہو گئے ہو۔ زیادہ سے زیادہ کیا ہو گا۔ یہ طیارے ہم پر فائرنگ اور بمباری کریں گے اور گزر جائیں گے۔ جب ہماری کار گن شپ ہیلی کاپٹروں اور میزائلوں سے محفوظ رہ سکتی ہے تو ان طیاروں کے حملے سے ہمیں کیا نقصان پہنچ سکتا ہے''...... ایکسٹو نے پرنس چلی کو پریشان دیکھ کر حیرت سے کہا۔

''ایئر ہاکس میں دوسرے طیاروں سے کہیں زیادہ اسلحہ نصب ہوتا ہے۔ ان طیاروں میں عام اسلحے کے ساتھ ساتھ سائنسی اسلحہ بھی نصب ہوتا ہے۔ خاص طور پر ان طیاروں پر زیرو گنیں لگی ہوتی ہیں جو خالصتاً بلاسٹنگ ریز گنیں ہیں۔ ان گنوں سے جو ریز نکلتی ہیں وہ عام میزائلوں اور بموں سے کہیں زیادہ خطرناک اور تباہ کن ہوتی ہیں۔ یہ کار بلٹ اور بم پروف ہے ہم نے کوشش کی ہے کہ اس کار پر کسی قسم کا کوئی اسلحہ کارگر نہ ہو مگر ہم نے ابھی اس کار پر بلاسٹر ریز کا کوئی تجربہ نہیں کیا ہے۔ اگر انہوں نے ہم پر بلاسٹر ریز فائر کر دی تو شاید ہمارے لئے مشکل ہو جائے۔ میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ ہم ایئر ہاکس کی بلاسٹر ریز سے بچ سکتے ہیں''...... پرنس چلی نے کہا۔

''اوہ۔ تمہارے کہنے کا مطلب ہے کہ اگر ایئر ہاکس نے بلاسٹر ریز فائر کیں تو ان ریز سے ہماری کار تباہ ہو جائے گی''۔ ایکسٹو نے چونکتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ ایسا ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی''...... پرنس چلی نے سنجیدگی سے کہا۔

''کیا مطلب ہوا ان دو باتوں کا۔ ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی''......ایکسٹو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مطلب یہ چیف کہ کار کا حفاظتی سسٹم ایسا ہے کہ ہم ان ریز سے بچ بھی سکتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ کار کا حفاظتی سسٹم بلاسٹر

ریز کو بھی برداشت کر جائے ورنہ''...... پرنس چلی کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ اس کے کہنے کا مطلب صاف تھا کہ اگر کار بلاسٹر ریز کا حملہ برداشت نہ کر سکی تو یہ تباہ ہو جائے گی اور کار تباہ ہونے کا مطلب صریحاً ان تینوں کی موت کے سوا اور کیا ہو سکتا تھا۔ تیز رفتار ایئر ہاکس متوازی سڑک پر تیزی سے آگے بڑھتے آ رہے تھے اور نیچے آتے ہوئے ان کی بلندی بھی کم ہوتی جا رہی تھی۔ پھر ایئر ہاکس جیسے ہی کار نے نزدیک پہنچے اچانک ان میں سے ایک طیارے سے سرخ رنگ کی لکیر سی نکلی اور ٹھیک کار کے عقبی حصے سے ٹکرائی۔ جیسے ہی سرخ لکیر کار سے ٹکرائی ایک شعلہ سا چمکا اور ماحول ایک لمحے کے لئے انتہائی تیز اور خوفناک دھماکے سے گونج اٹھا۔ زور دار دھماکے سے ایکسٹو کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس دھماکے سے کار بھی پھٹ پڑی ہو اور کار کے پھٹنے سے اس کے بھی ٹکڑے اُڑ گئے ہوں۔

گارچ مسلسل اپنی نگرانی میں دریا کی سرچنگ کرا رہا تھا۔ گیرن کے پاس چند ایسے سرچنگ آلے تھے جن کی مدد سے وہ دریا میں گری ہوئی گاڑیوں اور انسانی لاشوں کا بھی پتہ لگا سکتا تھا۔

دریا کا بہاؤ بے حد تیز تھا لیکن اس کے باوجود گیرن اپنی پوری کوششوں میں لگا ہوا تھا۔ اس نے فورس دریا کے کناروں پر پھیلا دی تھی اور وہ دریا کے بہاؤ کی سمت دور دور تک کا علاقہ چیک کر رہا تھا کہ کار اس بہاؤ میں بہتی ہوئی آگے نہ نکل گئی ہو۔ ساتھ ساتھ وہ اپنے ساتھیوں کی مدد سے ہاسکل کی فورس کو بھی دریا سے نکالنے کی کوشش کر رہے تھے جو دریا کے بہاؤ کے ساتھ بہتے چلے جا رہے تھے اور انہوں نے اب تک اپنے کئی ساتھیوں کو ریسکیو بھی کر لیا تھا۔

گارچ بھی ہیلی کاپٹر سے مسلسل دریا پر نظر رکھے ہوئے تھا اور

وہ دریا کے بہاؤ کے ساتھ ساتھ دریا اور اس کے کناروں کو مسلسل مانیٹر کر رہا تھا لیکن ابھی تک نہ تو اسے تیز رفتار دریا میں سرخ کار دکھائی دی تھی اور نہ ہی دریا کے کناروں پر اسے کوئی انسان ابھرتا ہوا اور نہ ہی اس کی لاش دکھائی دی تھی جنہوں نے اس کی فورس جیسی یونیفارم نہ پہن رکھی ہو۔

”لگتا ہے۔ وہ کار سمیت دریا کی گہرائی میں چلے گئے ہیں“...... پائلٹ نے کہا۔

”نہیں۔ کار جدید اور نئی ضرور ہے لیکن وہ ایک چھوٹی اور ہلکی کار ہے۔ پانی کا دباؤ اور بہاؤ بہت تیز ہے۔ پل سے گرتے ہوئے کار دریا میں ڈوب سکتی تھی لیکن پانی کے تیز بہاؤ میں زیادہ گہرائی میں نہیں جا سکتی۔ میرے خیال کے مطابق اب تک کار ہمیں پانی میں اچھلتی اور الٹی پلٹتی دکھائی دے دینی چاہئے تھی“...... گارچ نے کہا۔ اس سے پہلے کہ پائلٹ کوئی اور بات کرتا اچانک ٹرانسمیٹر پر مخصوص سیٹی کی آواز سنائی دی۔ گارچ نے وقتی طور پر ٹرانسمیٹر آف کر رکھا تھا۔ ٹرانسمیٹر کی آواز سنتے ہی وہ سیدھا ہو گیا۔ اس نے ایک بٹن پریس کر کے ٹرانسمیٹر آن کیا تو ٹرانسمیٹر سے ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے گراریاں سی چل رہی ہوں اور ان کے ٹکرانے کی آوازیں سنائی دے رہی ہوں۔ گراریوں کے ٹکرانے کی آوازیں سن کر گارچ چونک پڑا۔ ایسی آوازیں اسے ٹرانسمیٹر پر تب سنائی دی جاتی تھی جب مین ہیڈ کوارٹر سے بلیک ڈاگ اس سے

بات کرنا چاہتا ہو۔

''ہیلو ہیلو۔ چیف کالنگ فرام مین ہیڈ کوارٹر۔ ہیلو۔ اوور''۔ اچانک ٹرانسمیٹر پر ایک مشینی آواز سنائی دی۔ یہ آواز مین ہیڈ کوارٹر کے اس مشینی اور کمپیوٹرائزڈ سسٹم کی تھی جس پر بلیک ڈاگ بات کرتا تھا۔ اس مشینی سسٹم کے تحت کال کرنے اور سننے والی کی آوازیں چیک کی جاتی تھیں اور پھر جب کمپیوٹرائزڈ سسٹم سے اس بات کی تصدیق ہو جاتی کہ جسے کال کی جا رہی ہے یا جس کی کال وصول کی جا رہی ہے اس کی اصلی آواز کمپیوٹر ڈیٹا میں فیڈ ہے یا نہیں۔ اگر کال کرنے یا سننے والے کی آواز کمپیوٹر سسٹم کے ڈیٹا میں موجود آواز سے میچ کر جاتی تو کمپیوٹرائزڈ سسٹم کال فوراً بلیک ڈاگ کو ٹرانسفر کر دیتا تھا ورنہ کال ڈراپ ہو جاتی تھی۔

''یس۔ گارج اٹنڈنگ۔ اوور''...... گارج نے مشینی آواز سن کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''انتظار کرو۔ اوور''...... مشینی آواز نے کہا اور دوسری طرف سے پھر گراریاں چلنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں جس کا مطلب تھا کہ گارج کی آواز کمپیوٹرائزڈ سسٹم سے میچ کی جا رہی ہیں۔ چند لمحے گراریاں چلتی رہیں پھر ٹرانسمیٹر سے چیف کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

''چیف سپیکنگ۔ اوور''...... چیف نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ گارج بول رہا ہوں۔ اوور''...... گارج نے چیف

کی آواز سن کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم نے ابھی تک رپورٹ نہیں دی۔ کہاں ہے ایکسٹو اور السلام۔ کیا تم نے انہیں ابھی گرفتار نہیں کیا ہے۔ اوور''...... چیف نے درشت لہجے میں کہا تو ایک لمحے کے لئے گارج کے چہرے پر تاریکی سی چھا گئی۔ وہ چیف کی بات سن کر گھبرا گیا تھا۔ چیف نے اسے ہر حال میں ایکسٹو اور السلام کو زندہ گرفتار کرنے کے احکامات دیئے تھے اور گارج نے چیف کا دیا ہوا ٹف چیلنج قبول بھی کیا تھا لیکن صورتحال یکسر بدل جائے گی۔ ایکسٹو اور السلام اس طرح اس کے ہاتھ سے نکل جائیں گے اس کا گارج کو بھی گمان نہیں تھا۔ ایکسٹو اور السلام جس ہارڈ بلٹ میں موجود تھے وہ ان کے لئے وبال جان بن گئی تھی۔ اس قدر فورس کے باوجود انہوں نے گارج اور اس کی فورس کو ٹف ٹاسک دے دیا تھا اور وہ مجبور ہو گیا تھا کہ ایکسٹو اور السلام کو اس کار سمیت ختم کر دے۔ دوسری صورت میں ان سب کی زندگیاں خطرے میں پڑ سکتی تھیں جس کا ایکسٹو یا السلام نے انہیں الٹی میٹم بھی دے دیا تھا۔

''چیف وہ۔ وہ۔ ہم انہیں گرفتار نہیں کر سکے ہیں۔ اوور''۔ چند لمحے سوچنے کے بعد گارج نے ہکلاتے ہوئے انداز میں کہا۔

''گرفتار نہیں کر سکے ہیں۔ مطلب۔ اور یہ تم اس طرح سے ہکلا کیوں رہے ہو۔ اوور''...... چیف نے زخمی بھیڑیئے کی طرح غراتے ہوئے کہا تو گارج نے ڈرتے ڈرتے چیف کو ساری

صورتحال سے آگاہ کر دیا۔

''ہارڈ بلٹ۔ یہ اسرائیل میں ہارڈ بلٹ جیسی کار کہاں سے آ گئی۔ اسرائیل میں تو ایسی کوئی کار موجود نہیں ہے جو گن شپ ہو اور کار اس قدر ہارڈ ہو کہ اسے طاقتور میزائلوں سے بھی تباہ نہ کیا جا سکے اور انہوں نے اسی کار کے میزائلوں سے تمہارے تین ہیلی کاپٹر تباہ کر دیئے ہیں اور پل تباہ کر کے ہماری فورس کو بھی دریا برد کر دیا ہے۔ بیڈ نیوز۔ رئیلی ویری بیڈ نیوز اوور''...... چیف نے حیرت اور غصے سے بھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اس بات پر تو میں بھی حیران ہوں چیف۔ ایسی کار نہ میں نے کبھی دیکھی ہے اور نہ ہی اس کے بارے میں کبھی کچھ سنا ہے۔ اس جیسی کار عام طور پر انگریزی فلموں میں ضرور دیکھی جا سکتی ہے۔ لیکن اسے حقیقت میں بھی بنایا جا سکتا ہے یہ دیکھ کر میں بھی حیران رہ گیا تھا۔ چیف ایجنٹوں نے جب پل پر میزائل فائر کر کے ہماری فورس کو دریا برد کیا تو میرے پاس ان پر جوابی حملہ کرنے کے سوا اور کوئی آپشن باقی نہیں رہ گیا تھا۔ اوور''...... گارچ نے چیف کے لہجے میں قدرے نرمی دیکھ کر تیز تیز بولتے ہوئے اور بات بدلتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ جو بھی ہے۔ مجھے ہر حال میں ایکسٹو اور السلام زندہ چاہئے تھے مگر تم نے انہیں دریا برد کر دیا ہے۔ وہ کار سمیت دریا میں ڈوب گئے ہیں۔ اب ان کے زندہ بچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

تم نے میرا سارا پلان چوپٹ کر دیا ہے گارچ۔ تم اس کار پر گیس بموں کی بھی بارش کر سکتے تھے۔ کار کے ایئر سسٹم کی وجہ سے گیس کار کے اندر چلی جاتی اور کار میں موجود وہ تینوں بے ہوش ہو جاتے۔ زہریلی گیس کی وجہ سے ان کی کار رک جاتی یا کہیں الٹ جاتی۔ پھر تم انہیں کار سمیت اٹھا کر میرے پاس لا سکتے تھے۔ اوور''...... چیف نے غصیلے لہجے میں کہا اور گارچ کا رنگ ایک بار پھر زرد ہو گیا۔

''مم مم۔ میں نے یہ کوشش بھی کی تھی چیف۔ پہلے میں نے اس کار پر گیس بم ہی برسائے تھے لیکن گیس کا بھی ان پر کچھ اثر نہیں ہوا تھا۔ اوور''...... گارچ نے ایک اور جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے ہکلا کر کہا۔

''ہونہہ۔ تو اس کا مطلب ہے کہ ایکسٹو اور السلام یہاں پوری تیاری سے آئے ہیں۔ اوور''...... چیف نے غرا کر کہا۔

''یس چیف۔ اوور''...... گارچ نے فوراً کہا۔

''کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ کار سمیت دریا میں غرق ہو چکے ہیں۔ اوور''...... چیف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے پوچھا۔

''یس چیف۔ میں اور میری ٹیم مسلسل اور کافی دیر سے سرچنگ کر رہے ہیں لیکن ابھی ہمیں ان کا کچھ پتہ نہیں چل سکا۔ وہ چیف ایجنٹس ہیں لیکن کوئی بھی اتنی دیر تک دریا کے نیچے زندہ نہیں رہ سکتا اور دریا کا بہاؤ بھی بے حد تیز ہے۔ چٹانوں اور ٹھوس اشیاء سے ٹکرا

کر اس کار کے بھی ٹکڑے ہو گئے ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ نہ ہمیں ابھی ان کی کار ملی ہے اور نہ ان کی لاشیں۔ البتہ ہم نے اپنے بہت سے ساتھیوں کو ریسکیو کر لیا ہے اوور''...... گارچ نے جواب دیا۔

''یہ صرف ابہامی باتیں ہیں گارچ۔ اس کار پر جب میزائلوں اور بموں کا کچھ اثر نہیں ہوا تو وہ دریا میں ٹھوس چیزوں سے ٹکرا کر کیسے ٹوٹ پھوٹ سکتی ہے۔ تم نے یہ بھی بتایا ہے کہ تم نے کار پر گیس بم بھی برسائے تھے۔ گیس کا بھی ان پر کچھ اثر نہیں ہوا تھا جس کا مطلب ہے کہ کار ایئر ٹائٹ ہے اور اس کے اندر آکسیجن لینے کی بھی سہولت موجود ہے۔ ایسی صورت میں دریا میں گرنے کے باوجود ان کی کار بھی سلامت ہو سکتی ہے اور وہ کار میں زندہ بھی ہو سکتے ہیں۔ اوور''...... چیف نے کہا۔

''اوہ۔ یس چیف۔ ایسا ممکن ہے۔ لیکن ہم نے ریڈ ڈالس سے بھی دریا کی چیکنگ کی ہے۔ دریا میں کوئی بھی ڈوبی ہوئی کار کا کاشن نہیں مل رہا ہے۔ کار خطرناک اسلحے سے لیس ضرور ہے لیکن دیکھنے میں وہ بے حد ہلکی پھلکی دکھائی دے رہی تھی۔ میرے خیال کے مطابق کار کو دریا کے تیز بہاؤ کے ساتھ بہہ جانا چاہئے تھا۔ میں نے خود ہیلی کاپٹر پر دور تک سرچنگ کی ہے۔ مگر مجھے کار کہیں دکھائی نہیں دی۔ اوور''...... گارچ نے کہا۔

''اگر وہ کار اس قدر خوبیوں کی حامل ہے تو پھر یہ بھی تو ممکن

ہے کہ کار دریا میں بھی ان کے لئے کارآمد ثابت ہو سکتی ہو۔ اوور''...... چیف نے کہا۔

''میں سمجھا نہیں چیف۔ کار دریا میں ان کے لئے کیسے کارآمد ہو سکتی ہے۔ اوور''...... گارچ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''تم نے انگریزی فلموں کے حوالے سے بات کی ہے تو مجھے یاد آ رہا ہے کہ ایک فلم ایسی تھی جس میں ایسی ہی ایک کار کو سمندر میں گرنے کے بعد منی آبدوز میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔ ہو سکتا ہے یہاں بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ میرے خیال میں اس کار کو ہارڈ بلٹ کا نام ایسے ہی نہیں دیا گیا ہے۔ میری معلومات کے مطابق السلام بہترین سائنس دان ہے اور اس کی ٹیم میں سائنسدانوں کے ساتھ بڑے اور نامور انجینئروں کی ایک ٹیم ہے جن کی مدد سے وہ نئی اور انوکھی ایجادات کرتا رہتا ہے۔ اس لئے ان کے پاس ایسی کار کا ہونا کوئی انہونی بات نہیں ہے۔ اوور''...... چیف نے کہا تو گارچ نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''مجھے اس بات کا علم نہیں تھا چیف کہ السلام سائنس دان ہے اور اس کے ساتھ سائنسدانوں اور انجینئروں کی ٹیم بھی ہو سکتی ہے اور وہ ایسی کوئی کار ایجاد کر سکتے ہیں جو ان کے تمام کام پورے کر سکے۔ اوور''...... گارچ نے کہا۔

''وہ کار تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے اور اس پر تم نے حملے بھی کئے ہیں۔ اس کے باوجود تم یہ سب کہہ رہے ہو۔

اوور''...... چیف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ سوری چیف۔ میرا مطلب ہے کہ ایسی کار کے ہونے کا مجھے گمان بھی نہیں تھا ورنہ میں اس کا کوئی اور انتظام کرتا۔ اوور''...... گارچ نے کہا۔

''کیا انتظام کر سکتے تھے تم۔ جو بھی انتظام کرنا ہے وہ تم اب بھی کر سکتے ہو۔ میں اس بات کو نہیں مان سکتا کہ ایکسٹو اور السلام جیسے چیف ایجنٹس اس طرح آسانی سے ہلاک ہو جائیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران اور خاص طور پر عمران جیسا انسان جب اسرائیل میں آ کر دندناتا پھرتا ہے تو اسے بھی ہر ممکن طریقے سے ہلاک کرنے کی کوششیں کی جاتی ہیں اور متعدد بار اس بات کی تصدیق بھی ہوگئی تھی کہ وہ سب یقینی طور پر ہلاک ہو گئے ہیں لیکن پھر اچانک پتہ چلتا ہے کہ وہ سب نہ صرف زندہ ہیں بلکہ نہایت تیزی سے اپنا مشن پورا کر کے اسرائیل سے نکل بھی گئے ہیں اور پھر یہاں تو خود سیکرٹ سروس کا چیف موجود ہے۔ چیف ایکسٹو۔ جس کے ساتھ السلام جیسا خطرناک اور فعال دوسرا چیف ایجنٹ ہے۔ اوور''...... چیف نے کہا۔

''لیس چیف۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ واقعی آج تک عمران اور اس کا ایک ساتھی بھی ہمارے ہاتھوں ہلاک نہیں ہوا ہے تو پھر یہ چیف ایجنٹس اس قدر آسانی سے کیسے ہلاک ہو سکتے ہیں۔ اوور''...... گارچ نے چیف کی دلیل سے مرعوب ہوتے ہوئے کہا۔

''تو پھر ادھر ادھر کی تلاش چھوڑو اور فوری طور پر دریا کی دونوں سمتوں کی سرچنگ کرنا شروع کر دو۔ وہ دریا میں کہیں بھی ہوں دریا سے باہر ضرور نکلیں گے۔ کہاں نکلیں گے میں یہ تو نہیں کہہ سکتا لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ وہ جب بھی دریا سے باہر آئیں گے کار سمیت ہی باہر آئیں گے۔ تمہیں ہر حال میں ان کا محاسبہ کرنا ہے۔ مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ دونوں چیف ایجنٹس ہمارے لئے واقعی انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ اس لئے میں انہیں اب زندہ گرفتار کرنے کا رسک نہیں لینا چاہتا۔ تم کوشش ضرور کرو کہ وہ کسی طرح سے تمہارے ہاتھ زندہ آ سکیں۔ لیکن اگر ایسا ممکن نہ ہو تو پھر جیسے بھی ممکن ہو انہیں ہر حال میں ہلاک کر دو۔ دنیا مانے یا نہ مانے لیکن ہمارے لئے یہ ایڈوانٹیج ہو جائے گا کہ ہم نے دنیا کے دو بڑے اور انتہائی سیکرٹ خطرناک ترین چیف ایجنٹس ہلاک کر دیئے ہیں۔ السلام کے ہلاک ہونے سے اس کی شدت پسند تنظیم کی کمر ٹوٹ جائے گی اور ایکسٹو کی ہلاکت سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی شدید نقصان پہنچے گا۔ ہوسکتا ہے ایکسٹو کے ہلاک ہوتے ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔ ایکسٹو اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ختم ہوگئی تو ان سے اسرائیل ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے گا۔ ایسا بھی ہو جائے تو یہ ہماری بہت بڑی جیت ہو گی۔ ایکسٹو کے ہلاک ہونے کے بعد ہوسکتا ہے کہ ایکسٹو کی ہلاکت کا بدلہ لینے پاکیشیا سیکرٹ سروس یا عمران یہاں آ جائے۔ ایسی صورت

میں ہم انہیں اور زیادہ آسانی سے پکڑ سکتے ہیں۔ اور ہاں انہیں دریا کے مخالف بہاؤ کی طرف بھی تلاش کرو۔ اگر ان کی کار دریا میں چل سکتی ہے تو پھر مجھے یقین ہے کہ وہ تم سے بچنے کے لئے ہمارے ساتھیوں کی لاشوں کے ساتھ دریا کے بہاؤ کے ساتھ نہیں بلکہ دریا کی مخالف سمت میں گئے ہوں گے۔ اوور''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ یہ سب ممکن ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں آئے یا نہ آئے لیکن عمران ایسا ضرور کرسکتا ہے۔ وہ ایکسٹو کی ہلاکت کا ہم سے بدلہ لینے یہاں ضرور آئے گا اور جب یہاں ایکسٹو کے ساتھ السلام جیسا لیڈر بھی ہلاک ہو جائے گا تو عمران السلام کی بنائی ہوئی سائنسی چیزیں بھی حاصل نہیں کر سکے گا۔ ان دونوں چیف ایجنٹوں کی بہ نسبت اسے زندہ پکڑنا ہمارے لئے زیادہ آسان ہوگا۔ اوور''...... گارچ نے کہا۔

''تو پھر جو ممکن ہوسکتا ہے وہ کرو۔ اب میں تمہیں اس بات کا پابند نہیں کرتا کہ اب ایکسٹو یا السلام زندہ تمہارے ہاتھ آئیں۔ اوور''...... چیف نے کہا۔

''تھینک یو چیف۔ یہ سب کہہ کر آپ نے میرا مورال بلند کر دیا ہے۔ زندہ پکڑنے سے انہیں ہلاک کرنا میرے لئے زیادہ آسان ہے۔ ان کی ہارڈ بلٹ جس قدر مرضی ہارڈ ہو۔ اس پر ایٹم بموں کا بھی اثر نہ ہوسکتا ہو لیکن میرے خیال میں ایئر ہاکس کی

بلاسٹرز ریز کے سامنے ہارڈ بلٹ کی کوئی حیثیت نہیں ہوسکتی۔ بلاسٹر ریز سے ہم پہاڑ کے پہاڑ تباہ کر سکتے ہیں پھر اس ریز کے سامنے بھلا ہارڈ بلٹ کی کیا حیثیت ہوسکتی ہے۔ اوور''...... گارچ نے ایکسٹو اور السلام کی ہلاکت کی اجازت ملتے ہی ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا جیسے اس کے سر سے بہت بڑا بوجھ ہٹ گیا ہو۔

''یس۔ یہ ٹھیک ہے۔ جہاں بھی وہ کار نظر آئے اس پر ایئر ہاکس سے بلاسٹر ریز فائر کرا دو۔ اس ریز سے کار کے پرخچے اڑ جائیں گے اور کار میں موجود ایکسٹو اور السلام بھی سلامت نہیں رہیں گے۔ لیکن اس سے پہلے تمہیں یہ دیکھنا ہوگا کہ وہ کار لے کر دریا سے کہاں سے اور کیسے نکلتے ہیں۔ اوور''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ اس کے لئے میں ایئر بیس سے رابطہ کرتا ہوں۔ میں یہاں ہر طرف نائن تھری بم برساتا ہوں۔ نائن تھری ریز سے اس کار کے بارے میں فوراً پتہ چل جائے گا جس میں اسلحہ اور بارود چھپایا گیا ہوگا۔ جیسے ہی ایسی کسی کار کا پتہ چلے گا ہم اس پر فوری طور پر ایئر ہاکس سے اٹیک کر دیں گے۔ اوور''...... گارچ نے کہا۔

''اوکے۔ جب تم کامیاب ہو جاؤ تو مجھ سے خود ہی رابطہ کر لینا اور اس بار تمہیں مجھے صرف کامیابی کی رپورٹ دینی ہے۔ ہر صورت میں اور ہر حال میں۔ اوور''...... چیف نے ایک بار پھر سخت لہجہ اپناتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں اس بار آپ کو ایکسٹو اور السلام کی یقینی ہلاکت کی خبر دوں گا۔ انہیں ہلاک کرنے کے لئے مجھے اب کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے میں کروں گا۔ اوور"...... گارج نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"گڈ لک اینڈ اوور اینڈ آل"...... چیف نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔ گارج نے رابطہ ختم ہوتے ہی اطمینان بھرا ایک طویل سانس لیا اور پھر وہ ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی بدل کر ایئر بیس سے رابطہ کرنا شروع ہو گیا۔ بیس کمانڈر سے بات کر کے اس نے فوری طور پر چند ایئر ہاکس کو یہاں بھیجنے کی ہدایات دیں اور پھر اس نے ڈی فورس گروپ کے انچارج گیرن سے رابطہ کر کے اسے ہدایات دینی شروع کر دیں۔ اب وہ ہیلی کاپٹر سے دریا کے کناروں کی چیکنگ کر رہا تھا لیکن ابھی تک اسے وہاں کوئی کار دکھائی نہیں دی تھی۔ آدھے گھنٹے کے بعد دریا پر آٹھ فائٹر طیارے پہنچ گئے۔ گارج نے ان طیاروں کے اسکوارڈن لیڈر سے رابطہ کیا اور پھر اس کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے ان طیاروں نے دریا اور اس کے ارد گرد کے علاقے میں نائن تھری بم برسانے شروع کر دیئے جو کلسٹر بموں سے مشابہت رکھتے تھے۔

طیاروں نے وہاں بیسیوں بم گرائے تھے۔ ان بموں سے نکلنے والی ریز ایک سو کلو میٹر کے قطر میں پھیل سکتی تھی۔ اس دائرے میں کوئی بھی گن شپ طیارہ، ہیلی کاپٹر یا ہارڈ بلٹ جیسی کار ہوتی اس

کے بارے میں پتہ چل سکتا تھا۔ کار کو باقاعدہ ان ایئر ہاکس کی مدد سے ہی سرچ اور مانیٹر کیا جا سکتا تھا۔ بم برسانے کے بعد طیارے تیزی سے مختلف سمتوں میں پرواز کر گئے تھے۔

"ہیلو ہیلو۔ ایئر ہاک کمانڈر ہاسٹن کالنگ۔ اوور"...... اچانک گارج کو ٹرانسمیٹر پر ایئر ہاک کے اسکوارڈن لیڈر کی آواز سنائی دی۔

"یس ہاسٹن۔ گارج اٹنڈنگ یو۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور"۔ گارج نے کال اٹنڈ کر کے تیز اور انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہم نے ایک گن شپ کار مارک کی ہے جناب۔ کار میں خطرناک اسلحہ موجود ہے۔ مگر اس کار کا رنگ سرخ نہیں بلیو ہے۔ اوور"...... ہاسٹن نے کہا۔

"اوہ۔ کہاں ہے وہ کار اور اس کی ساخت کیسی ہے۔ اوور"...... گارج نے بری طرح سے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"کار اسپورٹس کار جیسی ہے۔ اس کے ٹاپ پر طاقتور مشین گن اور میزائل چھپے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ کار کے مختلف حصوں میں بھی مشین گنیں اور میزائل لانچر موجود ہیں۔ کار لاکاس قصبے کی طرف سے نکل کر تل ابیب کی طرف جا رہی ہے۔ اوور"۔ ہاسٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لاکاس قصبے کی طرف سے۔ اس طرف لاکاس جنگل بھی ہے

نا۔ اوور''...... گارچ نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں جناب۔ جنگل کے عقب میں وہ دریا بھی ہے جہاں آپ موجود ہیں۔ اوور''...... ہاسٹن نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ مجھے یاد آیا۔ اس جنگل کی طرف دریا کا جو کنارا ہے وہ خاصا چوڑا اور سپاٹ ہے۔ اس طرف کا کنارا ریتیلا بھی ہے جہاں مچھیرے مچھلیاں پکڑنے کے لئے دریا میں بھی اتر جاتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ریڈ کار اسی کنارے سے نکلی ہے۔ اوور''...... گارچ نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''یہ تو میں نہیں جانتا جناب کہ وہ کس کنارے سے نکلی ہے لیکن آپ نے ہمیں جس کار کے حوالے سے بات کی تھی وہ ہمیں مل گئی ہے البتہ اس کا رنگ ریڈ نہیں بلیو ہے۔ اوور''...... ہاسٹن نے کہا۔

''ہونہہ۔ وہ ہارڈ بلٹ ہی ہے۔ جس کار میں اتنی خوبیاں ہوں اس میں یہ خوبی بھی تو ہو سکتی ہے کہ اس کا رنگ بھی فوراً بدلا جا سکے''...... گارچ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''کیا تم یہ مانیٹر کر سکتے ہو کہ اس کار میں کتنے افراد موجود ہیں۔ اوور''...... گارچ نے ایک لمحہ توقف کے بعد پوچھا۔

''نہیں جناب۔ ہم نائن تھری ریز کی مدد سے کار اور خفیہ عمارتوں میں چھپے ہوئے اسلحے کے سوا کچھ نہیں دیکھ سکتے۔ اور میں آپ کو ایک بات اور بتا دینا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہم اس بلیو کار کو ڈائریکٹ تو دیکھ سکتے ہیں لیکن اس کار کے بارے میں نہ تو

ہمارا راڈار سسٹم کچھ بتا رہا ہے اور نہ ہی طیارے میں لگے ہوئے کیمروں میں کار دکھائی دے رہی ہے۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے اس کار کے گرد کسی خاص ریز کا حصار ہو جس کی وجہ سے کیمرے کی کوئی آنکھ اسے نہیں دیکھ سکتی ہے۔ اوور''...... ہاسٹن نے کہا۔

''تعجب ہے۔ یہ لوگ کیا سائنس کی ترقی میں اس قدر آگے نکل گئے ہیں کہ ہمیں ڈاج دینے اور نقصان پہنچانے کے نئے نئے اور جدید طریقے استعمال کرنا شروع ہو گئے ہیں''...... گارچ نے ایک بار پھر بڑبڑا کر کہا۔

''اگر راڈار سسٹم اور کیمرے پر تمہیں وہ کار دکھائی نہیں دے رہی ہے تو پھر تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ اس کار میں اسلحہ اور بارود موجود ہے۔ اوور''...... گارچ نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

''نائن تھری ریز کی چیکنگ کے لئے الگ سکرین ہوتی ہے جناب۔ اس سکرین کی مدد سے ہی ہم خفیہ جگہوں پر چھپے ہوئے اسلحے کو چیک کرتے ہیں۔ اوور''...... ہاسٹن نے اس انداز میں کہا جیسے وہ کسی ان پڑھ انسان کے نالج میں اضافہ کر رہا ہو۔

''اوکے۔ ٹھیک ہے۔ کیا وہ کار تمہارے ٹارگٹ پر ہے۔ اوور''...... گارچ نے سر جھٹک کر پوچھا۔

''یس سر۔ ہم اسی راستے کی طرف پرواز کر رہے ہیں جس طرف کار جا رہی ہے۔ اوور''...... ہاسٹن نے کہا۔

”اوکے۔ اس کار پر بلاسٹر ریز فائر کرو اور اسے تباہ کر دو۔ ابھی۔ فوراً۔ اوور“...... گارچ نے اس بار چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے جناب۔ ویٹ۔ اوور“...... ہاسٹن کی جواباً آواز سنائی دی اور چند لمحوں کے لئے ٹرانسمیٹر پر خاموشی چھا گئی۔

”کیا آپ آن لائن ہیں جناب۔ اوور“...... چند لمحوں کے بعد ہاسٹن کی دوبارہ آواز سنائی دی۔

”ہاں۔ بولو۔ کیا ہوا ہے۔ اوور“...... گارچ نے بڑے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

”میں نے بلیو سپورٹس جیسی کار پر ریڈ بلاسٹر ریز فائر کر دی ہے جناب۔ ٹارگٹ ہٹ ہو گیا ہے۔ اوور“...... ہاسٹن نے کہا اور ہاسٹن کا جواب سن کر گارچ کے چہرے پر جیسے رنگوں کی برسات ہو گئی۔ اس کا چہرہ انتہائی مسرت سے کھل اٹھا تھا۔

”کیا تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ کیا واقعی ٹارگٹ ہٹ ہو گیا ہے۔ اوور“...... گارچ نے مسرت سے لرزتے ہوئے اور یقین نہ آنے والے انداز میں پوچھا۔

”ہاں جناب۔ میں نے کار کو ڈائریکٹ بلاسٹر ریز سے نشانہ بنایا ہے۔ سڑک پر آگ اور دھول کے بادل پھیلے ہوئے ہیں جن میں اس کار کے سینکڑوں ٹکڑے موجود ہیں۔ اوور“...... ہاسٹن نے کہا تو گارچ کے چہرے پر گہرا اطمینان آ گیا۔

”گڈ نیوز۔ ویری گڈ نیوز ہاسٹن۔ تم نے واقعی بہت اچھا کام کیا

ہے۔ اب تم اپنے اسکواڈ کو لے کر واپس جا سکتے ہو۔ اوور اینڈ آل“...... گارچ نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ تو بہت گریٹ نیوز ہے باس کہ ریڈ بلاسٹر سے ہارڈ بلٹ کو تباہ کر دیا گیا ہے“...... پائلٹ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ چلو۔ لاکاس سے شہر جانے والی سڑک کی طرف چلو۔ میں اس کار کے ٹکڑے اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہوں“۔ گارچ نے کہا تو پائلٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا اس نے لیور کھینچ کر ہیلی کاپٹر اوپر اٹھایا اور پھر وہ ہیلی کاپٹر گھماتا ہوا اس سڑک کی طرف بڑھ گیا جہاں ایئر ہاکس نے ہارڈ بلٹ کو ٹارگٹ کیا تھا۔

دھماکے کی شدت اس قدر زیادہ تھی کہ ایکسٹو کو اپنے کانوں کے پردے سے پھٹتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے اور جدید سسپنشن ہونے کے باوجود جس طرح سے کار اچھلی تھی اور اسے زور دار جھٹکا لگا تھا اس سے ایکسٹو کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے واقعی ریڈ بلاسٹر کی وجہ سے کار کے پرخچے اُڑ گئے ہوں اور کار کے ساتھ اس کے بھی ٹکڑے ہو گئے ہوں۔ ایکسٹو کی آنکھوں میں تیز سرخی سی بھر گئی تھی۔

''آپ ٹھیک ہیں چیف''...... اچانک اسے پرنس چلی کی پریشان زدہ آواز سنائی دی۔ ایکسٹو نے زور سے سر جھٹکا تو اس کے معطل ہوتے ہوئے حواس جیسے اس کے قابو میں آ گئے۔ البتہ اس کی آنکھوں کے سامنے ابھی بھی تیز سرخ روشنی تھی۔ سرخ روشنی کی وجہ سے اسے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا پرنس چلی بھی سرخ

ہیولے جیسا دکھائی دے رہا تھا۔

''ہاں میں ٹھیک ہوں۔ لیکن یہ کیا ہوا تھا اور یہ سرخی''...... ایکسٹو نے فوری طور پر خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

''ہم پر ریڈ بلاسٹر ریز فائر کی گئی تھی چیف۔ لیکن اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہارڈ بلٹ اس خوفناک ریز کا دھماکا بھی برداشت کر گئی ہے۔ ریڈ بلاسٹر ریز سے بچنے کے لئے میں نے کار کو بریکیں لگا دیں تھیں جس کی وجہ سے کار کو زور دار جھٹکا لگا تھا اور آپ کا جسم اچھل کر ڈیش بورڈ سے اور سر ونڈ سکرین سے ٹکرا گیا تھا کی وجہ سے آپ کی آنکھوں کے سامنے سرخی آ گئی تھی۔ لیکن میں ایک بار پھر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر گزار ہوں کہ ہم ریڈ بلاسٹر کے خوفناک حملے سے محفوظ رہے ہیں۔ اس ریز سے نہ ہمیں کوئی نقصان ہوا ہے اور نہ ہی کار کو البتہ کار کے ارد گرد سڑک بری طرح سے تباہ ہو گئی ہے جس کے ٹکڑے چاروں طرف پھیل گئے ہیں اور سڑک پر آگ اور سیاہ دھواں پھیل گیا ہے جس میں ہماری کار چھپی ہوئی ہے''۔ پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو سمجھ گیا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا تھا۔ اس کا جسم زور سے اچھل کر ڈیش بورڈ سے اور سر ونڈ سکرین سے ٹکرایا تھا اسی وجہ سے اسے اپنے جسم کے ٹکڑے ہوتے ہوئے محسوس ہوئے تھے اور اس کی آنکھوں کے سامنے سرخی سی چھا گئی تھی۔ اب اس کی آنکھوں کے سامنے سے سرخی تو چھٹ چکی تھی لیکن کار کے باہر سڑک پر جو آگ لگی ہوئی تھی وہ بے حد تیز اور سرخ تھی۔ یہ آگ

اس آگ سے کہیں زیادہ تیز تھی جو گارج کے فائر میزائل سے پیدا ہوئی تھی۔ کچھ ہی دیر بعد ایکسٹو کی آنکھیں اس سرخ اور تیز روشنی میں دیکھنے کی عادی ہو گئیں۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ واقعی یہ اب تک کا ہونے والا سب سے بڑا اور خوفناک حملہ تھا جس سے تمہیں بھی خدشہ تھا کہ شاید ہارڈ بلٹ بلاسٹر ریز کے حملے کو نہیں جھیل سکے گی۔ لیکن یہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہوا ہے کہ کار ریڈ بلاسٹر ریز کے خوفناک دھماکے کو جھیل گئی ہے ورنہ اس کار کے ساتھ ہمارے بھی ٹکڑے بکھر گئے ہوتے"...... ایکسٹو نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس نے آنکھیں بند کیں اور ہاتھ جوڑ کر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر بجا لانا شروع ہو گیا۔

"ہم اس وقت سڑک کے گڑھے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اب ہمیں یہاں سے نکلنا ہے۔ کار کے پیندے پر پاور سپرنگ لگے ہوئے ہیں۔ میں ان سپرنگوں کو اوپن کروں گا تو کار کو ایک زور دار جھٹکا لگے گا اور کار اچھل کر دائیں طرف جا گرے گی۔ یہ جھٹکا زور دار ہو گا اس لئے چیف آپ اور ڈی ایس تم سنبھل کر بیٹھنا۔ ہو سکتا ہے کار جھٹکے سے اچھل کر دوسری طرف گرے تو الٹ جائے"۔ پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو اور ڈی ایس نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ ان دونوں نے سیٹ بیلٹس باندھ لیں اور سیٹوں کو دونوں ہاتھوں سے مضبوطی سے پکڑ لیا۔

پرنس چلی نے اپنا جسم سیٹ پر جمایا۔ ایک ہاتھ سے اس نے سٹیئرنگ پکڑا اور پھر اس نے ڈیش بورڈ کے دائیں طرف لگا ہوا ایک ہینڈل زور سے اپنی طرف کھینچ لیا۔ جیسے ہی اس نے ہنڈل کھینچا کار کو ایک زور دار جھٹکا لگا۔ دوسرے لمحے کار اچھلی اور ہوا میں رول ہوتی ہوئی دائیں طرف بڑھتی چلی گئی۔ اچھلنے کی وجہ سے کار نہ صرف گڑھے سے نکل آئی تھی بلکہ اس کے گرد پھیلی ہوئی آگ اور دھواں بھی ختم ہو گیا تھا۔

کار رول ہوتی ہوئی دائیں طرف موجود ریت پر گری۔ یہ ان کی قسمت ہی تھی کہ کار الٹنے کی بجائے ریت پر پہیوں کے بل گری تھی۔ پوری قوت سے گرنے کی وجہ سے کار کے ٹائر ریت میں دھنس گئے تھے لیکن یہ دیکھ کر ایکسٹو، پرنس چلی اور ڈی ایس کے چہرے دمک اٹھے تھے کہ کار ریت پر صحیح سلامت تھی۔ ان کے بائیں جانب سڑک پر اب بھی سرخ آگ دکھائی دے رہی تھی اور سڑک پر ہر طرف پتھر ہی پتھر پھیلے ہوئے تھے۔

جیسے ہی کار ریت پر گری وہ تینوں سر گھما گھما کر کھلے آسمان کی جانب دیکھنے لگے لیکن اب ایئر ہاکس وہاں نہیں تھے وہ شاید کار پر ریڈ بلاسٹر ریز کا حملہ کرتے ہی وہاں سے نکل گئے تھے۔ چونکہ کار آگ اور دھوئیں میں چھپ گئی تھی اس لئے شاید انہیں یقین آ گیا تھا کہ انہوں نے کار ہٹ کر دی ہے اس لئے وہ وہاں سے نکل گئے تھے اور یہ بھی اتفاق ہی تھا کہ سڑک پر دور نزدیک کوئی دوسری

گاڑی نہیں تھی۔

"ایئر ہاکس شاید یہ سمجھ کر یہاں سے چلے گئے ہیں کہ انہوں نے ہمیں ہٹ کر دیا ہے۔ لیکن ہمیں زیادہ خوش نہیں ہونا چاہئے۔ گارچ یا اس کی فورس جلد ہی یہاں آ سکتی ہے۔ جب تک وہ یہاں ہماری کار نہیں دیکھ لیں گے انہیں یقین نہیں آئے گا۔ اس لئے ہمیں جلد سے جلد یہاں سے نکل جانا چاہئے"...... ایکسٹو نے کہا۔

ابھی ایکسٹو نے اتنا ہی کہا تھا کہ انہیں بیپ سنائی دی اور سکرین پر راڈار سکرین ابھر آئی۔ اس بار راڈار سکرین کے ڈائل پر ایک نقطہ تیزی سے آگے بڑھتا دکھائی دے رہا تھا۔

"لگتا ہے یہ گارچ کا ہیلی کاپٹر ہے اور وہ کار کے تباہ ہونے کی تصدیق کرنے کے لئے یہاں آ رہا ہے"...... پرنس چلی نے کہا۔

"تو نکلیں یہاں سے باس۔ جب تک گارچ کا ہیلی کاپٹر یہاں آئے گا ہم شہر پہنچ چکے ہوں گے۔ ہم یہاں سے نکل جائیں گے تو گارچ اس آگ کو دیکھ کر یہی سمجھے کہ اس کے ایئر ہاکس نے ہمیں ٹارگٹ کر دیا ہے۔ تب وہ اپنا ہیلی کاپٹر لے کر اپنے یا ڈاگ ایجنسی کے مین ہیڈ کوارٹر چلا جائے گا۔ ایک بار اس بات کا پتہ چل جائے کہ ڈاگ ایجنسی کا مین ہیڈ کوارٹر کہاں ہے تو ہم وہاں حملہ کرنے کے لئے ڈائریکٹ پہنچ جائیں گے"...... ڈی ایس نے کہا۔

"نو۔ ہیلی کاپٹر خاصا تیز رفتار ہے۔ اگر ہم ریت کے میدان یا سڑک کی طرف گئے تو شہر پہنچنے سے پہلے ہیلی کاپٹر سے ہمیں دیکھا

جا سکتا ہے۔ اس لئے ہم فی الحال خود کو یہیں روپوش کر لیتے ہیں"...... پرنس چلی نے کہا۔

"یہاں روپوش۔ میں سمجھا نہیں۔ ہم یہاں کیسے روپوش ہو سکتے ہیں"......ایکسٹو نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ایسے"...... پرنس چلی نے مسکرا کر کہا۔ ساتھ ہی اس نے بریک پر پیر رکھتے ہوئے کار کے سپیڈ پیڈل پر دباؤ ڈال دیا۔ سپیڈ پیڈل پر جیسے ہی اس نے پیر رکھا کار کے پچھلے ٹائر تیزی سے گھومنے لگے اور ٹائروں کے نیچے موجود ریت اُڑ اُڑ کر کار پر گرنا شروع ہو گئی۔ کچھ ہی دیر میں کار پر جیسے ریت کا غلاف سا چڑھ گیا۔ پرنس چلی نے کلر چینج کرنے والا بٹن پریس کر کے کار کا رنگ بھی ریت جیسا بنا لیا تھا۔ اب ریت پر ایک چھوٹا سا ٹیلہ دکھائی دے رہا تھا جسے کم از کم بلندی سے نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔ البتہ اگر گارچ کا ہیلی کاپٹر دس پندرہ فٹ کی بلندی پر آ جاتا تب وہ اس کار کی موجودگی چیک کر سکتا تھا اس سے زیادہ بلندی پر کار کو نہیں دیکھا جا سکتا تھا اور پرنس چلی کو یقین تھا کہ سڑک پر جس قدر آگ بھڑک رہی ہے گارچ ہیلی کاپٹر زیادہ نیچے لانے کی کوشش نہیں کرے گا کیونکہ تیز آگ سے ہیلی کاپٹر کے فیول ٹینک بھی ہیٹ اپ ہو سکتا ہے جس سے فیول ٹینک میں گیس بڑھ سکتی ہے اور یہ گیس فیول ٹینک بلاسٹ کر کے ہیلی کاپٹر تباہ کر سکتی ہے۔

کچھ ہی دیر میں انہوں نے سکرین پر ایک گن شپ ہیلی کاپٹر کو

اس طرف آتے دیکھا۔ ہیلی کاپٹر دیکھتے ہی وہ پہچان گئے۔ یہ واقعی گارج کا ہی ہیلی کاپٹر تھا۔ جس کے نیچے تباہ شدہ مشین گن لٹک رہی تھی۔ ہیلی کاپٹر سو فٹ کی بلندی پر تھا اور سڑک پر بھڑکتی ہوئی آگ کے ارد گرد منڈلانا شروع ہو گیا تھا۔ کچھ دیر تک ہیلی کاپٹر سرخ آگ کے گرد منڈلاتا رہا پھر انہوں نے ہیلی کاپٹر بلندی کی طرف جانے کے بعد دائیں طرف جاتے دیکھا۔

''وہ واپس جا رہا ہے''...... ڈی ایس نے سکرین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اسے بلندی پر ہونے اور سڑک پر ہر طرف آگ ہونے کی وجہ سے کچھ دکھائی نہیں دیا ہوگا اس لئے وہ یہاں سے جا رہا ہے۔ وہ شاید یہی سمجھ رہا ہے کہ ہماری کار واقعی بلاسٹ ہو گئی ہے لیکن اس کے باوجود وہ یہاں جلد ہی سرچنگ ٹیم بھیجے گا جو اس بات کی تصدیق کریں گے کہ ہارڈ بلٹ تباہ ہوئی ہے یا نہیں''۔ پرنس چلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سرچ ٹیم زمینی راستے سے آئے گی اور انہیں یہاں آنے میں خاصا وقت لگے گا۔ اس لئے ہم اب بے فکری سے شہر کی طرف جا سکتے ہیں''......ڈی ایس نے کہا۔

''واپس جانے کی بجائے کیوں نہ ہم اس ہیلی کاپٹر کا تعاقب کریں''...... اچانک ایکسٹو نے کہا تو پرنس چلی اور ڈی ایس ایک ساتھ چونک پڑے۔

''ہیلی کاپٹر کا تعاقب۔ کیسے''...... پرنس چلی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''ہیلی کاپٹر دائیں طرف جا رہا ہے۔ ریت کا یہ میدان بے حد وسیع و عریض ہے۔ اس میدان کے دوسری طرف صحرا ہے جو اسرائیل کے ہمسایہ ملک موگار تک پھیلا ہوا ہے۔ ہیلی کاپٹر جس سمت جا رہا ہے اس سے مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے یہ ہیلی کاپٹر یا تو صحرا کی طرف جا رہا ہے یا پھر صحرائی علاقے سے نکل کر موگار کی طرف اور جہاں تک میری عقل کام کرتی ہے۔ موگار کی سرحدی پٹی پر اسرائیلی فورس کو دور رکھنے کے لئے انتہائی سخت انتظامات کئے گئے ہیں۔ اس طرف اسرائیل کے طیارے بھی جانے کی حماقت نہیں کرتے ورنہ وہ موگار کی سرحدی پٹی پر لگی ہوئی اینٹی ایئر کرافٹ گنوں اور ایئر کرافٹ میزائلوں کا شکار بن جاتے ہیں اس لئے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ گارج کا ہیلی کاپٹر صحرا کی طرف ہی جا رہا ہے۔ شاید اس کا یا پھر بلیک ڈاگ کا خفیہ ہیڈ کوارٹر اسی صحرا میں کہیں موجود ہو۔ اگر ہم اس ہیلی کاپٹر کا تعاقب کریں گے تو ہو سکتا ہے کہ ہم واقعی اس کے یا پھر ڈاگ ایجنسی کے مین ہیڈ کوارٹر میں پہنچ جائیں''...... ایکسٹو نے کہا۔

''اوہ۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں چیف۔ میرا تو اس بات کی طرف دھیان ہی نہیں گیا تھا''...... پرنس چلی نے کہا۔

''چلو اب تو پتہ چل گیا ہے نا تمہیں''...... ایکسٹو نے کہا۔

"یس چیف"...... پرنس چلی نے اثبات میں سر ہلا کر انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

"یہ بتاؤ کہ کیا یہ کار ریت کے سمندر میں اس قدر تیزی سے دوڑ سکتی ہے کہ ہیلی کاپٹر کا مقابلہ کر سکے اور وہ بھی اس ہیلی کاپٹر کا جو پانچ سو سے ایک ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کر رہا ہے۔ پھر یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ہیلی کاپٹر سے کار کو صحرا میں دوڑتے ہوئے دیکھ لیا جائے۔ میں مانتا ہوں کہ تم نے کار کا رنگ بدل لیا ہے مگر اس کے تیز رفتاری سے دوڑنے کی وجہ سے پیچھے ریت کا جو طوفان اُڑے گا کیا اس سے ہیلی کاپٹر میں موجود افراد متوجہ نہیں ہوں گے"۔ ایکسٹو نے کہا۔

"ہم ہیلی کاپٹر کے نزدیک جانے کی کوشش نہیں کریں گے کہ ہمیں ریت اُڑاتے دیکھ لیا جائے۔ یہ جس طرف جا رہا ہے ہم اسی طرف سفر کریں گے اور چیف آپ شاید بھول گئے ہیں کہ اس ہیلی کاپٹر پر ٹریک سٹار لگا ہوا ہے۔ میں ٹریک سٹار سے اس ہیلی کاپٹر پر نظر رکھوں گا جس سے اس کی منزل کا نشان ڈھونڈنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی"...... پرنس چلی نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ یہ مناسب رہے گا۔ اگر گارج یا بلیک ڈاگ ہیڈ کوارٹر اسی صحرا میں ہوا تو ہم اس ہیلی کاپٹر کی مدد سے وہاں پہنچ جائیں گے۔ اس کے بعد جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... ایکسٹو نے کہا تو پرنس چلی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ گارج کا ہیلی کاپٹر دور

جا چکا تھا۔ پرنس چلی نے کار کے کنٹرول پینل کا ایک بٹن پریس کر کے ایک ڈائل سا گھمایا تو کار اچانک اس بری طرح سے لرزی جیسے کسی انسان کو خوف سے پھریری سی آتی ہے۔ کار کی اس لرزش سے کار کے اوپر پڑی ہوئی ساری ریت جھڑ کر گر گئی۔

"تم کمپیوٹر کی مدد سے سٹار ٹریک کنٹرول کرو اور چیک کرو کہ ہیلی کاپٹر کہاں جاتا ہے۔ میں کار سنبھالتا ہوں"...... ایکسٹو نے کہا تو پرنس چلی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پرنس چلی اپنی سائیڈ کا دروازہ کھول کر کار سے باہر نکل گیا۔ ایکسٹو بھی کار سے باہر آیا اور پھر دونوں کار کے فرنٹ سے ہوتے ہوئے دائیں بائیں آ گئے۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ ایک بار پھر ایکسٹو کے ہاتھ میں تھی جبکہ پرنس چلی سائیڈ والی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا اور اس نے ڈیش بورڈ کے نیچے موجود خانے سے لیپ ٹاپ کمپیوٹر نکال لیا۔ پرنس چلی کے کہنے پر ایکسٹو نے کنٹرول پینل کے چند بٹن پریس کیے تو کار کے ٹائروں پر پٹیاں سی چڑھتی چلی گئیں۔ یہ بیلٹ نما پٹیاں تھیں جو عموماً ٹینکوں کے پہیوں پر لگی ہوتی تھی جن کی مدد سے ٹینک ریت پر، ٹھوس زمین پر اور اونچے نیچے راستوں پر بھی آسانی سے دوڑ سکتے تھے۔ ایکسٹو نے کار کا انجن سٹارٹ کیا اور پھر اس نے کار کو موڑ کر صحرائی میدان میں دوڑانا شروع کر دیا۔ کار کا رنگ اب چونکہ ریت کے رنگ جیسا تھا اس لئے اسے کم از کم فضا سے نہیں دیکھا جا سکتا تھا لیکن چونکہ کار تیزی سے دوڑ رہی تھی اس لئے اس کے ٹائروں کی

پٹیوں کے نیچے سے ریت بری طرح سے اُڑتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

گارج ہیلی کاپٹر لے کر دور جا چکا تھا اب وہ انہیں ونڈ سکرین سے دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ پرنس چلی مسلسل کمپیوٹر پر کام کر رہا تھا۔ کمپیوٹر پر کام کرتے ہوئے وہ ایکسٹو کو ساتھ ساتھ آگاہ کرتا جا رہا تھا کہ اسے کدھر جانا ہے۔ صحرائی میدان جلد ہی ختم ہو گیا۔ اس سے کچھ آگے ایک طویل صحرا تھا۔ ایکسٹو نے پرنس چلی کے کہنے پر کار اس صحرا میں داخل کر دی۔ صحرا میں داخل ہوتے ہی ایکسٹو نے کار فل سپیڈ سے صحرا میں دوڑانی شروع کر دی۔ کار کی تیز رفتاری کی وجہ سے ریت کا ایک طوفان سا اٹھتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

''یہ صحرا کس قدر طویل ہے''...... ایکسٹو نے کار ڈرائیو کرتے ہوئے پرنس چلی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''اس صحرا کی لمبائی چوڑائی کئی سو کلو میٹر تک پھیلی ہوئی ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق اس صحرا کی لمبائی سولہ سو کلو میٹر ہے اور چوڑائی چھ سو ساٹھ کلو میٹر تک ہے جس کے آخری ساٹھ کلو میٹر کے بعد موگار کی سرحد شروع ہو جاتی ہے''...... پرنس چلی نے جواب دیا۔

''ہم کس طرف جا رہے ہیں۔ لمبائی کی طرف یا چوڑائی کی طرف''...... ایکسٹو نے پوچھا۔

''ہیلی کاپٹر لمبائی کے راستے پر پرواز کر رہا ہے اور ہم اسی کے

پیچھے ہیں''...... پرنس چلی نے جواب دیا۔

''کیا تم اپنے سافٹ ویئر سے یہ معلوم نہیں کر سکتے ہو کہ ہیلی کاپٹر ہم سے کتنے فاصلے پر ہے اور اس کی بلندی کتنی ہے''۔ ایکسٹو نے پوچھا۔

''ہیلی کاپٹر اس وقت ہم سے پچاس کلو میٹر آگے ہے اور اس کی بلندی آٹھ سو فٹ ہے''...... پرنس چلی نے جواب دیا۔

''جس طرف ہم سفر کر رہے ہیں۔ اس کے دوسرے سرے پر کون سا شہر یا ملک ہے''......ایکسٹو نے پوچھا۔

''یہ سارا صحرا اسرائیل میں واقع ہے اور اس کے دوسرے سرے پر کاپاس نامی شہر ہے۔ کاپاس اسرائیل کا چوتھا بڑا شہر سمجھا جاتا ہے''...... پرنس چلی نے جواب دیا۔

''کہیں ایسا تو نہیں کہ گارج کاپاس سے ہی آیا ہو اور اس صحرائی راستے سے واپس وہیں جا رہا ہو''......ایکسٹو نے پوچھا۔

''نہیں۔ اگر گارج کاپاس سے آیا ہوتا تو اسے کاپاس واپس جانے کے لئے صحرا کا طویل راستہ نہ اختیار کرنا پڑتا۔ وہ اگر تل ابیب کا شمالی مغربی راستہ اختیار کرتا تو اس سے آدھے سفر پر ہی وہ کاپاس پہنچ سکتا تھا''...... پرنس چلی نے جواب دیا۔

''مطلب یہ کہ گارج صحرا میں ہی کہیں جا رہا ہے''......ایکسٹو نے کہا۔

''یس چیف''...... پرنس چلی نے جواب دیا۔ ایکسٹو پرنس چلی

کے بارے میں ایک خاص بات کافی دیر سے نوٹ کر رہا تھا۔ پرنس چلی، ایکسٹو کی ہر بات کا جواب نہایت سوچ سمجھ کر اور انتہائی محتاط انداز میں دیتا تھا۔ عمران نے اس کے بارے میں بتایا تھا کہ وہ بے حد باتونی اور تیز طرار ہے اور اس کی باتوں میں ہنسی مذاق بدرجہ اتم موجود ہوتا ہے۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر جس انداز میں عمران سے بات کی تھی اس سے ایکسٹو کو یہ اندازہ ضرور ہو گیا تھا کہ پرنس چلی عمران سے زیادہ نہیں تو کم بھی نہیں تھا۔ وہ ہنسی مذاق کرنے میں عمران جیسا ہی تھا۔ پرنس چلی نے ایک دو بار اس سے بھی ہنسی مذاق کرنے والے انداز میں باتیں کی تھیں لیکن ہنسی مذاق کی باتیں کرتے ہوئے بھی وہ انتہائی احتیاط سے کام لیتا تھا۔ ایکسٹو کے چہرے پر اطمینان تھا جیسے وہ جانتا ہو کہ پرنس چلی اس سے اس قدر محتاط انداز میں کیوں باتیں کرتا ہے۔ یہ بھی ممکن تھا کہ پرنس چلی اور ڈی ایس بلیک زیرو کی ایکسٹو کی حیثیت سے مرعوب ہو اسی لئے وہ اس سے قدرے محتاط رویئے سے بات کرتا ہو۔ ڈی ایس تو پرنس چلی سے بھی زیادہ محتاط اور کم گو نظر آتا تھا وہ زیادہ تر پرنس چلی کی باتوں کا ہی جواب دیتا تھا۔ اس نے ایکسٹو کی بھی باتوں کا جواب دیا تھا لیکن اس میں خاموشی کا عنصر زیادہ تھا۔

ایکسٹو، پرنس چلی کے کہنے پر کار مسلسل صحرا میں دوڑائے لئے جا رہا تھا۔ اس نے ایکسٹو کو بتایا تھا کہ یہ خاموش صحراؤں میں سے ایک ہے جو گرم تو ہوتا ہے لیکن اس صحرا میں طوفان نہیں آتے اور

نہ ہی اس صحرا میں خطرناک چٹانی علاقے اور پہاڑیاں موجود ہیں جو ریت تلے چھپی ہوئی ہوتی ہیں۔ اس صحرا میں سوائے شدید گرمی پڑنے کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ یہی وجہ تھی کہ دور تک صحرا سپاٹ اور خاموش دکھائی دے رہا تھا جیسے اس صحرا میں کبھی بھول کر بھی کوئی جاندار نہ آیا ہو۔

شام کے سائے ڈھلنا شروع ہو گئے تھے لیکن چونکہ یہ سپاٹ صحرا تھا اس لئے یہاں اس وقت تک اندھیرا نہیں ہوتا تھا جب تک کہ سورج اپنی کرنیں سمیٹ کر مکمل طور پر غروب نہ ہو جاتا۔ صحرا کا آسمان بالکل صاف شفاف تھا۔ عام طور پر وہاں چاند نکلا رہتا تھا جس کی وجہ سے صحرا میں روشنی سی بکھری رہتی تھی لیکن ان دنوں چاند کی آخری تاریخیں تھیں اس لئے جیسے ہی سورج غروب ہونا شروع ہوا وہاں تیزی سے اندھیرا پھیلنا شروع ہو گیا۔

ایکسٹو نے کار کی ہیڈ لائٹس آن نہیں کی تھیں۔ اسے چونکہ پرنس چلی نے کار کے تمام فنکشنز سمجھا دیئے تھے اس لئے ایکسٹو نے کنٹرول پینل کے چند بٹن پریس کئے تو اچانک ونڈ سکرین پر ہلکی ہلکی روشنی پھیل گئی۔ اس روشنی کی وجہ سے اب ایکسٹو کسی ورچوئل سکرین کی طرح دور تک صحرا میں آسانی سے دن کی روشنی کی طرح سے دیکھ سکتا تھا۔ پرنس چلی نے ایکسٹو کو بتایا کہ اس کار کی ونڈ سکرینیں بھی خصوصی طور پر بنائی گئی تھیں تاکہ ان سے گھپ اندھیرے میں بھی باہر کا ماحول آسانی سے دیکھا جا سکے اور نائٹ

آپریشن کے دوران انہیں کم سے کم ہیڈ لائٹس آن کرنی پڑیں۔ ونڈ سکرین پر جو روشنی پھیلی ہوئی تھی اس روشنی کو بھی کار کے اندر سے دیکھا جا سکتا تھا۔ باہر سے نہ تو سکرین دکھائی دیتی تھی اور نہ ہی اس کی روشنی۔

''ہم اب تک چھ سو کلو میٹر کا سفر کر چکے ہیں اور ہمیں ابھی مزید ساٹھ کلو میٹر آگے جانا ہے''...... پرنس چلی نے کہا۔

''ساٹھ کلو میٹر۔ کیا ہیلی کاپٹر کہیں لینڈ کر گیا ہے''...... ایکسٹو نے چونک کر پوچھا۔

''یس چیف۔ ہیلی کاپٹر صحرا کے وسطی حصے میں اترا ہے''۔ پرنس چلی نے جواب دیا۔

''اوہ۔ ہیلی کاپٹر صحرا کے کس حصے میں اترا ہے۔ کیا اس کا پتہ نہیں لگایا جا سکتا''...... ایکسٹو نے چونک کر پوچھا۔

''میں نے سافٹ ویئر کے ساتھ اس صحرا کر پورا نقشہ آن کر رکھا ہے چیف۔ نقشے کے مطابق ہیلی کاپٹر صحرا کے جس حصے میں اترا ہے یہ علاقہ چٹیل اور ٹھوس پہاڑی علاقے پر مشتمل ہے۔ اس علاقے کے دو اطراف پہاڑیاں ہیں۔ صحرا ان پہاڑیوں کے درمیان سے ہوتا ہوا گزرتا ہے۔ جن پہاڑیوں کے پاس یہ ہیلی کاپٹر اترا ہے وہاں ایک کافی بڑا نخلستان ہے۔ لیکن اس نخلستان میں کوئی نہیں آتا جاتا۔ اس نخلستان کو ڈیتھ ویلی کہا جاتا ہے۔ وہاں سبزہ، پانی اور ضروریاتِ زندگی کی بہت سی سہولیات موجود ہے لیکن ان کے

ساتھ ساتھ اس نخلستان میں ہر طرف نرم جھاڑیاں بھی اگی ہوئی ہیں جن سے ہر وقت زہریلی گیس خارج ہوتی رہتی ہے۔ زہریلی گیس اس قدر خطرناک ہے کہ اس کی زد میں آنے والا انتہائی خطرناک اور جان لیوا مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے اس نخلستان میں کوئی نہیں جاتا۔ وہاں زہر پیدا کرنے والی جھاڑیوں کو کئی مرتبہ تلف کرنے کی کوشش کی گئی تھی لیکن تلف کرنے کے باوجود جھاڑیاں راتوں رات اگ آتی تھیں جس کی وجہ سے اس علاقے کو ڈیتھ ویلی قرار دے دیا گیا تھا اور حکومت کی طرف سے اس علاقے میں ہر خاص و عام کے جانے پر پابندی عائد کر دی گئی تھی۔ شروع شروع میں اس علاقے پر سخت سیکورٹی تعینات کی گئی تھی۔ سیکورٹی فورس کے افراد ڈیتھ ویلی سے کافی دور رہتے تھے تاکہ اس طرف اگر کوئی بھول بھٹک کر آ جائے تو وہ اسے اس نخلستان یا ڈیتھ ویلی سے دور رکھ سکیں لیکن پھر آہستہ آہستہ پورے اسرائیل کو اس ڈیتھ ویلی کی حقیقت کا علم ہو گیا اس لئے اب کوئی بھی اس علاقے کی طرف نہیں جاتا ہے۔ اب اس علاقے سے سیکورٹی بھی ختم کر دی گئی ہے''...... اس بار پرنس چلی کی جگہ ڈی ایس نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ ڈاگ ایجنسی کے خفیہ ہیڈ کوارٹر کے لئے اس سے مناسب جگہ اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ ہو سکتا ہے زہریلی جھاڑیوں کی آڑ میں انہوں نے ہی یہاں اپنا ہیڈ کوارٹر بنانے کا یہ سارا ڈرامہ رچایا ہو''...... ایکسٹو نے کہا۔

”ہاں یہ ممکن ہے۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے کہ وہاں جان بوجھ کر ایسی جھاڑیاں پیدا کر دی گئی ہوں تاکہ لوگ اس سے خوفزدہ ہو کر اس طرف کا رخ نہ کر سکیں اور وہ خاموشی سے وہاں اپنا خفیہ ہیڈ کوارٹر بنا لیں“...... پرنس چلی نے کہا۔

”یس باس۔ میری اطلاعات کے مطابق آج سے چند سال پہلے اس علاقے میں ایسی کوئی زہریلی جھاڑی نہیں تھی بلکہ دور دراز کے علاقوں سے آنے والے قافلے اسی نخلستان میں ہی اپنا پڑاؤ ڈالتے تھے۔ وہاں انہیں کھجوروں کے ساتھ کھانے کے لئے دوسرے پھل بھی مل جاتے تھے۔ میٹھا پانی بھی اور شدید گرمی میں وہاں انہیں سایہ دار درختوں کے نیچے وافر جگہ بھی مل جاتی تھی۔ پھر اچانک ہی ایک مرتبہ وہاں جو ایک قافلہ رکا تو وہ زہریلی ہوا کا شکار ہو کر مختلف اور جان لیوا بیماریوں میں مبتلا ہو گیا۔ اس کے بعد تو جیسے یہ سلسلہ چل نکلا تھا۔ جو بھی اس نخلستان میں رکتا تھا وہ زہریلی ہوا کا شکار بن جاتا تھا۔ اعلیٰ حکام نے اس علاقے کا سرچ کیا تو ان کی طرف سے ہی یہ نوٹس جاری کیا گیا تھا کہ اس نخلستان میں ایسی زہریلی جھاڑیاں پائی جاتی ہیں جو دن اور رات کے وقت بھی زہر چھوڑتی ہیں اور وہ زہر ہوا میں شامل ہو کر پورے نخلستان میں پھیل جاتا ہے۔ نخلستان میں جو بھی جاندار ہوتا ہے وہ اس زہریلی گیس کا شکار ہو جاتا ہے اور پھر وہ ایسے خطرناک مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے جو لاعلاج ہوتا ہے“...... ڈی ایس نے کہا۔

”تب پھر یہ سارا کیا دھرا ڈاگ ایجنسی کا ہی ہے۔ گارج ک ہیلی کاپٹر اسی نخلستان میں اترا ہے۔ ضرور وہاں انہوں نے اپنا کوئ خفیہ ہیڈ کوارٹر بنا رکھا ہے تاکہ لوگ اس طرف نہ آئیں اس لئے انہوں نے وہاں وقتی طور پر زہریلی جھاڑیوں کا شوشہ چھوڑ رکھا ہو گا۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے اپنا ہیڈ کوارٹر انڈر گراؤنڈ بنایا ہو اور باہر ایسی جھاڑیاں اگا دی ہوں جو دوسروں کے لئے نقصان کا باعث بن سکتی ہوں“...... ایکسٹو نے کہا۔

”جو بھی ہے چیف۔ یہ کنفرم ہے کہ ہیلی کاپٹر اسی نخلستان میں ہی اتارا گیا ہے۔ مجھے اس ہیلی کاپٹر کے سگنل تو مل رہے ہیں لیکن اب یہ سگنل کافی کمزور ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ ہیلی کاپٹر انڈر گراؤنڈ کیا گیا ہے“...... پرنس چلی نے کہا۔

”تب پھر انہوں نے ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کا بھی وہاں خاطر خواہ انتظام کر رکھا ہو گا“...... ایکسٹو نے کہا۔

”ظاہر سی بات ہے چیف۔ وہ ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے لئے محض زہریلی جھاڑیوں پر کیسے اکتفا کر سکتے ہیں“...... پرنس چلی نے مسکرا کر کہا۔

”تو کیسے پتہ چلے گا کہ انہوں نے ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے کیا انتظامات کئے ہیں اور ہم انڈر گراؤنڈ ہیڈ کوارٹر میں کیسے جائیں گے“...... ایکسٹو نے پوچھا۔

”یہ سب تو ہمیں آگے چل کر ہی پتہ چلے گا۔ آپ کار بیٹھ

کوارٹر سے دس کلو میٹر پہلے روک لیں۔ پھر میں کار سے نکل کر ایک ریز فائر کروں گا۔ اس ریز سے نہ صرف ہمیں ہیڈ کوارٹر کی لوکیشن کا پتہ چل جائے گا بلکہ اس ہیڈ کوارٹر کے حفاظتی انتظامات کے بارے میں بھی علم ہو جائے گا۔ بس یہ ریز ایک بار ہیلی کاپٹر پر لگے اس ٹریک سٹار سے لنک ہو جائے پھر تو میں آپ کو زمین کے اندر چھپے ہوئے کیڑے مکوڑوں کو بھی گن کر ان کی پوری تعداد سے آگاہ کر سکتا ہوں''...... پرنس چلی نے کہا۔

''تم شاید کروموسو ریز کی بات کر رہے ہو جس سے زمین کے اندر چھپی ہوئی دھاتوں کا بھی پتہ لگایا جا سکتا ہے''...... ایکسٹو نے کہا۔

''یس چیف۔ آپ کے ہوتے ہوئے کسی شاید کی گنجائش کہاں رہ جاتی ہے۔ میں یقینی طور پر کروموسو ریز کا ہی استعمال کروں گا''...... پرنس چلی نے مسکرا کر کہا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پرنس چلی نے اسے واقعی بہت سی سہولتیں دے دی تھیں ورنہ ڈاگ ایجنسی اور اس کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے کے لئے نجانے بلیک زیرو کو کون کون سے پاپڑ بیلنے پڑتے اور اسے نجانے کہاں کہاں کی خاک چھاننی پڑ جاتی۔ اس نے کار مزید پچاس کلو میٹر تک دوڑائی پھر پرنس چلی کے کہنے پر اس نے ایک جگہ کار روک لی۔

''بس چیف۔ اس سے آگے نہیں۔ زہریلا نخلستان یہاں سے دس کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ ہم اگر اب چند میٹر بھی آگے گئے تو

انہیں ہمارے بارے میں فوراً علم ہو جائے گا۔ میرا کمپیوٹر بتا رہا ہے کہ یہاں سے پانچ سو فٹ کے فاصلے پر کرام ٹو ریز کا جال پھیلا ہوا ہے جو سرچ ریز ہیں۔ ان ریز کی زد میں آنے والی ہر چیز کو کسی سکرین پر باقاعدہ لائیو دیکھا جا سکتا ہے۔ ہماری کار کو کوئی راڈار یا کسی کیمرے کی آنکھ تو نہیں دیکھ سکتی لیکن اگر ہم کرام ٹو ریز کے حصار میں آ گئے تو پھر ہمیں وہ آسانی سے دیکھ لیں گے کیونکہ کرام ٹو ریز کا ڈائریکٹ لنک ایک سیٹلائٹ سے ہوتا ہے''...... پرنس چلی نے کہا۔

''اور یہ ریز ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے لئے پھیلائی گئی ہیں تاکہ جیسے ہی کوئی اس رینج میں آئے ہیڈ کوارٹر والے اسے آسانی سے لائیو چیک کر سکیں''...... ایکسٹو نے کہا۔

''یس چیف۔ کرام ٹو ریز کے یہاں ہونے سے یہ بات اور بھی کنفرم ہو جاتی ہے کہ ڈاگ ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر اس زہریلے نخلستان میں ہی موجود ہے''...... پرنس چلی نے کہا۔ وہ چند لمحے کمپیوٹر پر کام کرتا رہا پھر اس نے لیپ ٹاپ بند کر دیا۔

''ڈی ایس''...... پرنس چلی نے ڈی ایس سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... پرنس چلی نے مستعدی سے جواب دیا۔

''اپنے جادو کے تھیلے سے کروموسو گن نکال کر دو مجھے''۔ پرنس چلی نے کہا۔

"اوکے باس"...... ڈی ایس نے کہا اور اس نے پرنس چلی کی سیٹ کا عقبی حصہ کھول لیا۔ جہاں متعدد اسلحہ موجود تھا۔ ڈی ایس نے ایک لمبے نال والی ریوالور جیسی ایک گن نکالی اور پرنس چلی کو دے دی۔ گن کے اگلے سرے پر ایک چھوٹا سا لٹو جیسا بم لگا ہوا تھا۔ پرنس چلی گن لے کر کار کا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور اس نے ہاتھ اونچا کر کے سامنے کے رخ گن سے فائر کر دیا۔ گن کے سرے پر لگا ہوا لٹو نما بم بغیر کسی آواز اور بغیر کسی شعلے کے نال سے الگ ہوا اور بجلی کی سی تیزی سے گھومتا ہوا اور بلند ہوتا ہوا دور چلا گیا۔ دو منٹ کے بعد انہیں دور ایک جگنو سا چمکتا ہوا دکھائی دیا تو پرنس چلی کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ گن لے کر واپس کار میں آ بیٹھا۔ اس نے گن ڈی ایس کو واپس دی اور ایک بار پھر اپنا لیپ ٹاپ کھول کر بیٹھ گیا۔

"کتنی دیر لگے گی"...... ایکسٹو نے پوچھا۔

"شادی ہونے کے بعد باپ بننے میں نو ماہ کا وقت تو لگتا ہی ہے۔ ارے ہپ۔ سس۔ سس سوری چیف۔ مم مم میرا مطلب ہے کہ وہ وہ"...... پرنس چلی نے پہلے جیسے نادانستگی میں کہا پھر اس نے چونک کر ایکسٹو کو دیکھا اور بری طرح سے بوکھلا گیا۔ جیسے ایکسٹو کے سامنے ایسے الفاظ بولنے سے وہ گریز کرنا چاہتا ہو۔

"کوئی بات نہیں۔ مجھے تمہاری باتیں بری نہیں لگ رہیں"۔ ایکسٹو نے مسکرا کر کہا۔

"تھینک یو چیف۔ ورنہ میں ڈر گیا تھا کہ کہیں میرا بھونڈا مذاق سن کر آپ مجھے صحرا میں ہیڈ کوارٹر کی تلاش میں پیدل ہی روانہ نہ کر دیں۔ صحراؤں میں لیلیٰ کو تو تلاش کر سکتا ہوں مگر ریت کے نیچے چھپے ہوئے خفیہ ہیڈ کوارٹر کو نہیں"...... پرنس چلی نے مخصوص انداز میں دانت نکوستے ہوئے کہا تو ایکسٹو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"تم میں اور عمران میں واقعی کوئی فرق نہیں ہے"...... ایکسٹو نے کہا۔

"نو چیف۔ ایسی بات نہیں ہے۔ مجھ میں اور عمران صاحب میں زمین اور آسمان کا فرق ہے"...... پرنس چلی نے کہا۔

"کیا فرق ہے۔ مجھے تو ایسا نہیں لگتا۔ تم عمران کی طرح ذہین بھی ہو اور تیز طرار بھی۔ ہنسی مذاق کرنا اس کی بھی فطرت ہے اور تمہاری بھی۔ اس نے بھی سائنس میں اعلیٰ ترین ڈگریاں حاصل کر رکھی ہیں اور میری اطلاعات کے مطابق تم بھی ڈگریوں کے معاملے میں عمران سے پیچھے نہیں ہو"...... ایکسٹو نے کہا۔

"میں فطرتی انداز اور ڈگریوں کے فرق کی بات نہیں کر رہا ہوں چیف۔ میرے کہنے کا مطلب ہے۔ کہ عمران صاحب مجھ سے کہیں زیادہ ہینڈسم اور مردانہ وجاہت سے مالا مال ہیں۔ ان کے اور میرے رنگ روپ، ناک نقشے اور قد کاٹھ میں بھی بہت فرق ہے۔ ان کی آنکھوں کی چمک مجھ سے کہیں زیادہ ہے اور ان کے

سر کے بال بھی مجھ سے دوگنے، گھنے اور سٹائلش ہیں اور اس کی ایک لیلیٰ بھی ہے اور ایک رقیب بھی“...... پرنس چلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم اس وقت میک اپ میں ہو۔ میک اپ میں ان باتوں کے فرق کے بارے میں مجھے کیسے معلوم ہو سکتا ہے لیکن تمہارے قد کاٹھ کے بارے میں، میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ تمہارا اور عمران کا قد کاٹھ ایک جیسا ہی ہے۔ اگر پاکیشیا سے عمران کی اور تمہاری باتیں ٹرانسمیٹر پر میں نے نہ سنی ہوتیں تو میں یہی سمجھتا کہ تم عمران ہی ہو“...... ایکسٹو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ توبہ توبہ کریں چیف۔ میں کہاں اور عمران صاحب کہاں“...... پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو بے اختیار مسکرا دیا۔

”تم بھی یہیں ہو اور عمران بھی یہیں ہے“...... ایکسٹو نے اسی انداز میں کہا اور پرنس چلی حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔

”میں کچھ سمجھا نہیں چیف“...... پرنس چلی نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”میرا مطلب ہے تم میں اور عمران میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس لئے مجھے تمہارے روپ میں عمران ہی نظر آ رہا ہے“...... ایکسٹو نے جواب دیا۔

”یہ آپ کی ذرا۔ اوہ نہیں ذرا نہیں بہت نوازش ہے کہ آپ میرے روپ میں عمران جیسے عظیم انسان کو دیکھ رہے ہیں۔ ورنہ میں

کہاں اور عمران صاحب کہاں“...... پرنس چلی نے کسرِ نفسی سے کام لیتے ہوئے کہا۔

”ان باتوں کو چھوڑو اور اپنا کام کرو“...... ایکسٹو نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”یس چیف“...... پرنس چلی نے بڑے سعادتمندانہ لہجے میں کہا۔

”چیف اگر برا نہ منائیں تو آپ سے ایک بات پوچھوں“۔ پرنس چلی نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

”پوچھو“...... ایکسٹو نے کہا۔

”کیا آپ نے کبھی عمران صاحب کے ساتھ بھی کسی مشن پر کام کیا ہے“...... پرنس چلی نے پوچھا۔

”نہیں۔ کیوں“...... ایکسٹو نے حیران ہو کر کہا۔

”کیا آپ عمران صاحب کے سامنے آتے ہیں“...... پرنس چلی نے اسی انداز میں پوچھا۔

”نہیں کبھی نہیں۔ مگر تم یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو“...... ایکسٹو نے کہا۔

”آپ مجھ پر عمران ہونے کا شک کر رہے ہیں اس لئے میرے ذہن میں ایک خیال آ گیا تھا کہ آپ اگر عمران صاحب کے اتنے قریب ہیں تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ عمران صاحب آپ کی اصلی شخصیت سے واقف نہ ہوں“...... پرنس چلی نے کہا اور

ایکسٹو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''نہیں۔ تم غلط انداز میں سوچ رہے ہو۔ میں نے اپنی اصلی شخصیت اپنی ذات میں ہی گم کر رکھی ہے۔ تمہارے سامنے میں جس روپ میں ہوں ایسے میرے ہزاروں روپ ہیں۔ ان روپوں میں، میں عمران کے سامنے بھی جاتا ہوں اور سیکرٹ سروس کے ممبران کے سامنے بھی لیکن سب میرے روپ ہوتے ہیں۔ تمہارے ساتھ میں اس لئے فرینک ہوں کہ تم بھی چیف ایجنٹ ہو۔ میری طرح تم بھی میک اپ میں ہو۔ تم چونکہ فلسطین کے مفادات کے لئے کام کرتے ہو۔ تمہارا اپنا ایک امیج ہے اس لئے میں تم سے کبھی نہیں کہوں گا کہ تم مجھے اپنا اصلی چہرہ دکھاؤ۔ اسی طرح میں بھی کسی بھی صورت میں تمہیں اپنا اصلی چہرہ نہیں دکھا سکتا۔ میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ میں اور تم یہاں چیف ایجنٹس کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ یہاں میں ایکسٹو اسرائیلیوں کے لئے اور ڈاگ ایجنسی کے لئے ہوں تمہارے لئے نہیں''...... ایکسٹو نے کہا۔

''مطلب یہ کہ مجھے اس بات سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ایکسٹو میرے کسی عمل سے مجھ پر ناراض ہو جائے گا اور مجھے زندہ درگور کر دے گا''...... پرنس چلی نے کہا۔

''میں جلاد نہیں ہوں کہ دوستوں کو زندہ درگور کر دوں''۔ ایکسٹو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پھر ٹھیک ہے چیف۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ آپ بھی سینے میں

دل اور سر میں دماغ رکھتے ہیں۔ عمران صاحب نے مجھے آپ کے بارے میں جو کچھ بتایا تھا اس وجہ سے میں آپ سے محتاط رویئے میں بات کر رہا تھا کہ کہیں مجھ سے آپ کی شان میں کوئی گستاخی نہ ہو جائے اور اس گستاخی کے نتیجے میں آپ میرے لئے صحرا کی خاک چھاننے کا شاہی فرمان نہ جاری کر دیں''...... پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو مسکرا کر خاموش ہو گیا۔

''کروموسو ریز کا ٹریک سٹار سے لنک ہو گیا ہے۔ میں نے اردگرد کے پچیس کلو میٹر کے ایریئے پر سرچنگ کوڈ لگا دیا ہے۔ ابھی چند ہی لمحوں میں اس علاقے کی ساری تفصیل ہمارے سامنے ہو گی۔ پوری رپورٹ آنے پر ہمیں پچیس کلو میٹر کے دائرے میں موجود ریت کے نیچے چھپے ہوئے ایک ایک کنکر کا بھی علم ہو جائے گا اور ہمیں یہ بھی پتہ چل جائے گا کہ یہاں ڈاگ ایجنسی کا کوئی ہیڈ کوارٹر ہے یا نہیں اور اگر ہے تو اس ہیڈ کوارٹر میں کیا ہو رہا ہے اور وہاں کتنے زندہ انسان اور کتنی مشینیں کام کر رہی ہیں۔ اس سرچ پروگرام سے ہمیں اس ایریئے میں برسوں پرانی چھپی ہوئی لاشوں کا بھی پتہ چل جائے گا''...... تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد پرنس چلی نے دوبارہ اعلان کرنے والے انداز میں کہا۔ اس کی نظریں بدستور لیپ ٹاپ کی سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔

دس منٹ کے بعد اس نے ایک طویل سانس لیا اور مسکراتے ہوئے ایکسٹو کی جانب دیکھنا شروع ہو گیا۔

''کیا پتہ چلا ہے''...... ایکسٹو نے اسے اپنی جانب دیکھتے پا کر سنجیدگی سے پوچھا۔

''یہ کہ آپ حد سے زیادہ سنجیدہ ہو گئے ہیں اور آپ مجھے تیز نظروں سے دیکھ رہے ہیں''...... پرنس چلی نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''میں ڈاگ ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں پوچھ رہا ہوں''...... ایکسٹو نے اس کے مذاق کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

''ڈاگ۔ یعنی کتے۔ وری بیڈ اب کتوں نے بھی اپنی ایجنسیاں بنانی شروع کر دی ہیں۔ ویسے یہ اسرائیل ہے اور ایسی ایجنسیاں بنانے کا انہیں پورا حق ہے۔ ہمیں اس سے کیا کہ وہ اپنی ایجنسیوں کے کیا نام رکھتے ہیں۔ جن کی جیسی خصلت ہوتی ہے ویسے ہی ان کے کام اور ان کے نام ہوتے ہیں۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا چیف''...... پرنس چلی نے بڑے معصومانہ لہجے میں کہا۔

''تم یہ فضول باتیں بعد میں بھی کر سکتے ہو''...... ایکسٹو نے منہ بنا کر کہا۔ اسے اب خود پر غصہ آ رہا تھا کہ پرنس چلی جس طرح پہلے محتاط انداز میں اس سے بات کر رہا تھا وہی ٹھیک تھا اب اسے جیسے خود ایکسٹو نے ہی بے بہا بولنے کا لائسنس دے دیا تھا اور پرنس چلی اس کا فوری طور پر فائدہ اٹھانا شروع ہو گیا تھا۔

''فضول باتیں۔ یہ فضول باتیں کیا ہوتی ہیں چیف''...... پرنس چلی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم کچھ بتا رہے ہو یا میں خود معلوم کروں''...... ایکسٹو نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''خود کیسے معلوم کریں گے آپ''...... پرنس چلی نے مسکرا کر کہا تو ایکسٹو نے اس کی گود سے لیپ ٹاپ اٹھا لیا۔

''ارے ارے چیف۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ میں نے بڑی مشکلوں سے دنیا کی ایک خطرناک اور طاقتور خفیہ ایجنسی کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں۔ میں یہ معلومات آپ کو بیچ کر اپنی شادی کے لئے آپ سے دس بیس کروڑ حاصل کرنا چاہتا تھا اور آپ مفت میں سب کچھ معلوم کر رہے ہیں۔ یہ سب مجھ جیسے معصوم بچے کے ساتھ زیادتی نہیں تو اور کیا ہے''...... پرنس چلی نے رو دینے والے انداز میں کہا۔

''معصوم بچوں کی شادیاں نہیں ہوتیں۔ انہیں گود لیا جاتا ہے۔ بڑے ہو جاؤ پھر میں خود تمہاری شادی کرا دوں گا''...... ایکسٹو نے برجستہ جواب دیتے ہوئے کہا تو پرنس چلی کا ہاتھ بے اختیار اپنے سر پر پہنچ گیا۔ اپنے آپ کو بچہ کہہ کر اس نے خود ہی خود کو چغد ثابت کر دیا تھا۔ چیف کی بات سن کر ڈی ایس بے اختیار مسکرا دیا تھا۔

ایکسٹو نے سکرین پر نظریں دوڑائیں۔ سکرین پر ایک صحرائی نقشہ بنا ہوا تھا اور اس کے ساتھ ایک ونڈو کھلی ہوئی تھی جس میں باقاعدہ ایک تحریر آ رہی تھی۔ ایکسٹو غور سے تحریر پڑھنا شروع ہو

گیا۔ تحریر کے مطابق یہاں سے دس کلو میٹر کے فاصلے پر نخلستان کے نیچے ایک بہت بڑا اور انتہائی جدید ہیڈ کوارٹر بنا ہوا تھا جس میں سینکڑوں افراد اور مشینیں کام کر رہی تھیں۔ تفصیل کے مطابق۔ اس ہیڈ کوارٹر میں انڈر گراؤنڈ ہیلی پیڈ بھی تھے اور وہاں جنگ میں استعمال ہونے والی جدید گاڑیاں اور انتہائی جدید اسلحے کی بھی بہت بڑی کھیپ موجود تھی۔

تحریر میں انڈر گراؤنڈ ہیڈ کوارٹر کی تمام حفاظتی تفصیل بھی موجود تھی اور ہیڈ کوارٹر کے داخلی اور خارجی راستوں کی بھی تفصیل موجود تھی۔ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کے چار راستے تھے جو سرنگوں کی شکل میں اس ہیڈ کوارٹر تک آتے تھے۔ ان میں سے تین راستے صحرائی پہاڑیوں میں تھے جبکہ ایک راستہ اور سب سے طویل سرنگ تل ابیب کے ایک نواحی علاقے میں بنائی گئی تھی جو سیدھی اس ہیڈ کوارٹر میں آتی تھی۔ تمام سرنگوں میں سرچنگ سسٹم لگے ہوئے تھے جن کی وجہ سے سرنگوں میں آنے والے ایک ایک فرد کی مخصوص چیکنگ اور کمپیوٹر کے ذریعے شناخت ممکن بنائی جاتی تھی۔ تمام سرنگوں میں نہ صرف انسانوں کی بلکہ ان کی گاڑیوں کی بھی اسکیننگ کی جاتی تھی۔ مکمل کلیئرنس کے بعد ہی گاڑیوں کو ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کی اجازت دی جاتی تھی۔ ہیڈ کوارٹر میں چونکہ سائنسی حفاظتی انتظامات بھی تھے اس لئے ہیڈ کوارٹر میں وہی اسلحہ لایا جا سکتا تھا جس کا ڈیٹا ہیڈ کوارٹر کے مخصوص ماسٹر کمپیوٹر میں موجود ہوتا

تھا اگر ہیڈ کوارٹر میں ایک نیا چاقو بھی لایا جاتا تو ماسٹر کمپیوٹر اس کا فوراً کاشن دے کر الارم بجا دیتا تھا اور جب تک اس چاقو کا ڈیٹا کمپیوٹر میں فیڈ نہ کر دیا جاتا اس وقت تک الارم بجتا ہی رہتا تھا۔

ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے لئے ہیڈ کوارٹر میں ڈبل پی ریز پھیلی ہوئی تھی جس کی موجودگی میں صرف ہیڈ کوارٹر کے ماسٹر کمپیوٹر میں فیڈ اسلحہ ہی استعمال ہوتا تھا جبکہ دیگر اور نیا اسلحہ مکمل طور پر جام ہو جاتا تھا اور ڈبل پی جس کا اصل نام پاور پروٹیکشن ریز تھا، ہر قسم کے تباہ کن مواد کو بھی ڈی ویلیو کر دیتی تھی۔ یہاں تک کہ ڈبل پی ریز کی موجودگی میں کوئی بارودی مواد بھی بلاسٹ نہیں ہو سکتا تھا اور اگر فائٹر طیارے بھی آ کر ہیڈ کوارٹر پر میزائلوں یا بموں کی بارش بھی کر دیتے تو ڈبل پی ریز کی وجہ سے ہیڈ کوارٹر میں معمولی سی بھی تباہی نہیں ہو سکتی تھی۔

ہیڈ کوارٹر میں داخلی راستوں کو چھوڑ کر اس کے ارد گرد صحرا میں دور دور تک ایسی بارودی سرنگیں بچھائی گئی تھیں کہ جن پر پیر پڑتے ہی انسان کے پرخچے اُڑ جاتے تھے اور یہ بارودی سرنگیں ہر ایک فٹ کے فاصلے پر موجود تھیں جنہیں مخصوص آلات کے سوا انسانی آنکھ سے دیکھا ہی نہیں جا سکتا تھا۔ تمام بارودی سرنگوں کو مخصوص ریز سے ایک دوسرے سے لنکڈ کر دیا گیا تھا جس کی وجہ سے وہاں ہر طرف سرخ رنگ کے باریک دھاگوں جیسے ریڈ لیزر وائرز کے مربعے سے بنے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ سرخ روشنی کے یہ مربعے

جو ایک مربع فٹ کے ہی تھے دن کی روشنی میں تو دکھائی ہی نہیں دیتے تھے لیکن رات میں چمکتے تھے۔ ان مربعوں کی طرف بڑھتے ہوئے اگر کسی ایک بھی ریڈ لیزر وائر کے درمیان کوئی حائل ہو جاتا تو اس کے ارد گرد ایک دو نہیں بلکہ کئی بارودی سرنگیں بلاسٹ ہو جاتیں جس سے وہاں موجود کسی بھی شخص کے ٹکڑے اُڑ سکتے تھے۔ اس کے علاوہ ہیڈ کوارٹر کسی بڑے بیس کیمپ جیسا تھا جہاں فوجی ٹائپ کی بیرکیں بھی تھیں۔ اس کے علاوہ اس ہیڈ کوارٹر کے مخصوص حصوں میں بڑے بڑے میزائل لانچر بھی لگے ہوئے تھے جن میں با قاعدہ میزائل بھی نصب تھے۔ ان میزائلوں سے لابیا، ساڈان اور اس جیسے کئی قریبی اسلامی ممالک کو ٹارگٹ کیا گیا تھا۔ سرچنگ کے مطابق یہ میزائل وار ہیڈ سے تو لیس نہیں تھے لیکن اگر انہیں ان ملکوں میں فائر کر دیا جاتا تو ان تمام ملکوں میں زبردست تباہی پھیل سکتی تھی۔

''بڑا سخت حفاظتی نظام بنایا ہوا ہے۔ یہ سب تفصیل پڑھ کر ہمیں اس ہیڈ کوارٹر میں داخلی راستوں کا تو علم ہو گیا ہے لیکن کیا ہم کار سمیت اس ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو کر وہاں کچھ کر سکیں گے۔ تفصیل کے مطابق ہیڈ کوارٹر اور اس کے باہر دس کلو میٹر تک ڈبل پی ریز ز پھیلی ہوئی ہیں جن کی وجہ سے ہیڈ کوارٹر کے مخصوص اسلحے کے سوا دوسرا کوئی اسلحہ قابل استعمال نہیں رہتا۔ اس سارے علاقے میں صرف وہی اسلحہ بارود کام کرتا ہے جس کا ڈیٹا ہیڈ کوارٹر کے کمپیوٹر

میں درج ہوتا ہے۔ باہر سے آنے والا اسلحہ ڈبل پی کی رینج میں آتے ہی زیرو ہو جاتا ہے''...... ایکسٹو نے ساری تفصیل پڑھ کر حیرت بھری نظروں سے پرنس چلی کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

پرنس چلی نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس کا منہ پھولا ہوا تھا اور وہ دوسری طرف منہ کئے بیٹھا ہوا تھا۔

''میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں''...... ایکسٹو نے کہا۔

''جائیں۔ میں نہیں بولتا آپ سے۔ آپ نے مجھ سے میرا کمپیوٹر کیوں چھینا ہے''...... پرنس چلی نے ننھے بچے کی طرف منہ پھلاتے ہوئے کہا۔

''پرنس میں سنجیدہ ہوں''...... ایکسٹو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تو ہوتے رہیں مجھے کیا''...... پرنس چلی نے اسی انداز میں کہا۔

''ہونہہ۔ تو تم مجھ سے بات نہیں کرو گے''...... ایکسٹو نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''نہیں''...... پرنس چلی نے روٹھتے ہوئے بچے کی طرف کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں کار آگے لے جا رہا ہوں۔ دیکھا جائے گا پھر جو کچھ ہو گا''...... ایکسٹو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور اس نے بریک سے پیر اٹھا کر سپیڈ پیڈ دبانا شروع کر دیا جس سے کار کا انجن بری طرح سے غرانا شروع ہو گیا۔

''ارے ارے۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں چیف۔ اس طرح اگر

آپ کار آگے لے گئے تو کار کو ریت میں چھپی ہوئی مائنز سے نقصان تو نہیں ہو گا لیکن دھماکوں سے ہماری کار کسی فٹ بال کی طرح اچھلنا شروع ہو جائے گی۔ کبھی اس طرف گرے گی اور کبھی اس طرف۔ ہم کب تک خود کو سنبھالتے رہیں گے۔ یہاں ایک دو نہیں ہزاروں مائنز بچھی ہوئی ہیں“...... پرنس چلی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”جب تم مجھ سے بات نہیں کرو گے تو مجھے تو کچھ نہ کچھ کرنا ہی ہے۔ پھر چاہے کار فٹبال کی طرح اچھلے یا سپرنگوں کی طرح۔ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں میں ہیڈ کوارٹر تک پہنچ کر ہی دم لوں گا“۔ ایکسٹو نے منہ بنا کر کہا۔

”آپ نے ساری تفصیل پڑھ ہی لی ہے تو آپ ان مائنز سے بچ کر ان راستوں کی طرف کیوں نہیں چلتے جو سرنگوں کی شکل میں ہیڈ کوارٹر کے اندر تک جاتے ہیں“...... پرنس چلی نے کہا۔

”میں نے بھی یہی سوچا تھا لیکن میں ڈبل پی ریز کی بات کر رہا ہوں جس کی رینج میں آتے ہی ہمارا سارا اسلحہ بے کار ہو جائے گا“...... ایکسٹو نے کہا۔

”ڈبل پی میں اگر آپ دو اور پی شامل کر دیں تو ہر طرف پی پی ہو جائے گا جس سے ہمارا سارا مسئلہ حل ہو جائے گا“...... پرنس چلی نے کہا۔

”پی پی۔ میں کچھ سمجھا نہیں“...... ایکسٹو نے حیران ہوتے

ہوئے کہا جیسے وہ واقعی ڈبل پی اور پھر پی پی کا مطلب نہ سمجھ سکا ہو۔

”دیکھیں چیف سیدھی سی بات ہے آپ یہاں پاور آف ایکسٹو کا مظاہرہ کرنے کے لئے آئے ہیں۔ پاور پی سے بنتا ہے اور ایک پی آپ کے سامنے ہے۔ مطلب۔ پرنس چلی۔ پرنس بھی پی سے ہی شروع ہوتا ہے۔ اگر آپ کی پاور کی پی اور میرے پرنس کی پی مل جائے تو یہ بھی پی پی یعنی ڈبل پی بن جائے گا اور جہاں اتنے سارے پی اکٹھے ہو جائیں تو وہاں پاگلوں کی کوئی کمی نہیں رہتی۔ مم مم۔ میرا مطلب ہے پاگل بھی پی سے ہی بنتا ہے۔ ارے ہپ“...... پرنس چلی اپنے مخصوص انداز میں بولتا چلا گیا اور پھر اس نے ایکسٹو کی تیز نظریں دیکھ کر بوکھلا کر خود ہی اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

”تم پہلے جیسے نہیں بن سکتے“...... ایکسٹو نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”بن سکتا ہوں چیف۔ کیوں نہیں بن سکتا۔ لیکن پہلے جیسا بننے کے لئے آپ کو کوئی مثال بھی دینی پڑے گی۔ ورنہ میں یہی سمجھوں گا کہ پہلے جیسا بچہ بن جاؤں جیسا کہ میں دس پندرہ سال پہلے تھا“...... پرنس چلی بھلا اب آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔

”پرنس چلی۔ پلیز اب بس کرو۔ بہت ہو گیا مذاق“...... ایکسٹو نے بری طرح سے سر جھٹک کر کہا۔

"پلیز۔ ارے واہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا پراسرار اور دھانسو قسم کا چیف مجھ جیسے نام نہاد پرنس کو پلیز کہہ رہا ہے۔ سنا تم نے ڈی ایس۔ ایکسٹو نے مجھے پلیز کہا ہے مطلب مجھ سے درخواست کی ہے"...... پرنس چلی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ میں سب سن رہا ہوں"...... ڈی ایس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سب سن رہے ہو۔ پھر تو تم بڑے بے شرم ہو۔ بڑوں کی باتیں سنتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آتی"...... پرنس چلی سر گھما کر اسے گھورتے ہوئے کہا تو ڈی ایس بے اختیار ہنس پڑا۔

"پرنس چلی"...... اچانک ایکسٹو نے ایکسٹو کے انداز میں غرا کر کہا اور پرنس چلی اس بری طرح سے اچھلا جیسے اس کے پیروں میں بم پھٹ پڑا ہوا۔ اچھلنے کی وجہ سے اس کا سر کار کی چھت سے ٹکرا گیا تھا جس کی وجہ سے اس کے منہ سے بے اختیار سسکاری سی نکل گئی اور اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا۔

"یس۔ یس چیف"...... پرنس چلی نے ایکسٹو کی جانب سہمی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ جیسے وہ ایکسٹو کی غراہٹ سن کر سچ مچ ڈر گیا ہو۔

"تم سنجیدہ ہوتے ہو یا نہیں"...... ایکسٹو نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔

"آپ اس انداز میں بات کریں گے تو میں تو کیا میرے مرحوم

دادا حضور کی روح بھی سنجیدہ ہو جائے گی چیف"...... پرنس چلی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اب بتاؤ۔ ورنہ اس بار میں نہیں رکوں گا اور کار آگے لے جاؤں گا"......ایکسٹو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"چیف۔ اس کار میں پروکو پراک سسٹم بھی موجود ہے۔ اگر ہم اس سسٹم کو آن کر لیں تو اس سسٹم کی بدولت دوسرے تمام سسٹم بے کار ہو جاتے ہیں۔ مطلب یہ کہ پروکو پراک سسٹم کے تحت باقی تمام ریز زیرو ہو جاتی ہیں۔ پھر یہاں کوئی پاور پروٹیکشن ریز کام نہیں کر سکے گی۔ پروکو پراک ریز پاور پروٹیکشن ریز کو ختم کر دیں گی جس کی وجہ سے ہم کار میں موجود ہر قسم کا اسلحہ استعمال کر سکیں گے اور اس کا ہیڈ کوارٹر پر اثر بھی ہو گا۔ مطلب ہم کار میں موجود اسلحے کی بدولت اس ہیڈ کوارٹر کی اینٹ سے اینٹ بھی بجا سکتے ہیں"...... پرنس چلی نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا جیسے کسی اسکول کا بچہ استاد کے کہنے پر رٹا رٹایا سبق سنا رہا ہو۔

"گڈ شو۔ یہ ہوئی نا بات"...... ایکسٹو نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ پروکو پراک ریز کی مدد سے واقعی دوسری تمام ریز کے حصار کو بلاک کیا جا سکتا تھا۔ چاہے وہ کسی بھی نوعیت کی ہی کیوں نہ ہوں۔

"کار کے ٹینکر میں ریڈیو ڈرامک بھی موجود ہے۔ جسے ایک ریموٹ کنٹرول کے ذریعے بلاسٹ کیا جا سکتا ہے۔ ریڈیو ڈرامک

کی پاور ایک ہزار میگا پاور کی ہے جو اگر بلاسٹ ہو جائے تو اس سے اس صحرا کا آدھا حصہ تباہ سکتا ہے“...... پرنس چلی نے اس بار سنجیدگی سے کہا۔

”اوہ اوہ۔ تم نے اس کے بارے میں مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ ریڈیو ڈرامک تو انتہائی طاقتور اور خوفناک بم ہے“...... ایکسٹو نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

”پہلے اس کے بارے میں بتانے کی میں نے ضرورت محسوس نہیں کی تھی لیکن اب شاید اس کی ضرورت پڑ جائے“...... پرنس چلی نے کہا۔

”ہاں۔ اس بم سے زیر زمین بڑے سے بڑے ہیڈ کوارٹر کو نیست و نابود کیا جا سکتا ہے۔ گریٹ۔ تم واقعی گریٹ ہو پرنس چلی۔ میں تم سے بہت خوش ہوں“...... ایکسٹو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”لیکن میں خوش نہیں ہوں“...... پرنس چلی نے ایک بار پھر منہ پھلا کر کہا۔

”تمہاری خوشی کی اب مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ مجھے ڈاگ ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ چل گیا ہے اور اس ہیڈ کوارٹر میں موجود ایک ایک اسلحے کی انفارمیشن بھی اب میرے پاس ہے اور میرے پاس بھی اسلحے کی کوئی کمی نہیں ہے۔ اب میں وہ سب کر سکتا ہوں جو یہاں میں کرنے کے لئے آیا ہوں۔ اب میں بلیک ڈاگ کو

مجبور کر دوں گا کہ وہ خود اپنے ہاتھوں سے مجھے نائن ایکس تھری کا فارمولا دے کر جائے گا۔ میں اسے اس کے لئے مجبور کر دوں گا“...... ایکسٹو نے عزم بھرے لہجے میں کہا۔

”لیکن چیف“...... پرنس چلی نے کہنا چاہا۔

”بس اب تم خاموش ہو جاؤ۔ اب دیکھتے جاؤ میں کیا کرتا ہوں“...... ایکسٹو نے سخت لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی اس نے کار دائیں طرف موڑی اور اسے ایک بار پھر ریت پر بھگانا شروع ہو گیا۔ اس نے کار دوڑاتے ہوئے پروکو پراک سسٹم آن کرنے کے ساتھ ساتھ ہارڈ بلٹ کے تمام چھپے ہوئے ویپنز کار کے خانوں سے باہر نکال لئے تھے۔ کار برق رفتاری سے سامنے موجود ایک پہاڑی کی جانب بڑھی جا رہی تھی جو ٹھوس چٹانوں کی بنی ہوئی تھی۔ ایکسٹو کے چہرے پر انتہائی سختی کے تاثرات نمایاں تھے جیسے اس نے اب قطعی طور پر پاور ایکشن کرنے کا تہیہ کر لیا ہو۔ ٹھوس پہاڑی کے قریب جاتے ہی اس نے کنٹرول پینل کا ایک بٹن پریس کیا تو کار کی ہیڈ لائٹس کے پیچھے چھپے ہوئے میزائل لانچروں سے دو میزائل نکلے اور بجلی کی سی تیزی سے پہاڑی کی جانب بڑھتے چلے گئے۔ دوسرے لمحے صحرا زور دار اور تیز دھماکوں کی آوازوں سے بری طرح سے گونج اٹھا۔

گارج نے الیف سکس ہیڈ کوارٹر میں پہنچ کر سب سے پہلے بلیک ڈاگ کو ہارڈ بلٹ کی تباہی کی رپورٹ دی اور پھر وہ چند ضروری کام نمٹا کر ہیڈ کوارٹر میں موجود اپنے مخصوص کمرے میں آ گیا جہاں وہ ریسٹ کرتا تھا۔

اس کے ریسٹ روم میں اس کی ضرورت کا تمام سامان موجود تھا۔ وہ آج کی ساری کارروائی میں بری طرح سے تھک گیا تھا اس لئے اب اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ بیڈ پر گرے اور گہری نیند سو جائے۔ ابھی وہ سونے کے لئے بیڈ پر لیٹا ہی تھا کہ اچانک سارا ہیڈ کوارٹر تیز اور زور دار سائرن کی آوازوں سے گونجنا شروع ہو گیا۔

سائرن کی آواز سنتے ہی گارج بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

''یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ خطرے کا سائرن کیوں بجنا شروع ہو گیا ہے۔ الیف سکس ہیڈ کوارٹر کو کیا خطرہ ہو سکتا ہے''...... گارج نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کمرے میں میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو گارج بری طرح سے اچھل پڑا جیسے فون کی گھنٹی بجنے کی بجائے وہاں کوئی بم پھٹا ہوا۔ پھر فون کی گھنٹی بجتے دیکھ کر اس کے چہرے پر سکون آ گیا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''گارج سپیکنگ''...... گارج نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''پرونو بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے الیف سکس ہیڈ کوارٹر کے آپریشن روم کے انچارج کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

''یہ سب کیا ہو رہا ہے پرونو۔ یہ خطرے کے سائرن کیوں بج رہے ہیں۔ کیا ہوا ہے یہاں''...... گارج نے بری طرح سے چیختے ہوئے پوچھا۔

''غضب ہو گیا ہے باس۔ آپ۔ آپ آپریشن روم میں آ جائیں۔ پلیز باس''...... پرونو نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''غضب ہو گیا۔ یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو پرونو۔ ہوا کیا ہے اور تم اس طرح چیخ کیوں رہے ہو''...... گارج نے غصے سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"باس ڈیزرٹ وے تباہ کر کے ایک گرے کلر کی کار اس سرنگ میں داخل ہو گئی ہے جو سیدھی ہیڈ کوارٹر کی طرف آتی ہے"۔ پرونو نے بری طرح سے گھبرائے ہوئے کہا تو گارچ کا چہرہ حیرت سے بگڑ گیا۔

"گرے کلر کی کار۔ کیا مطلب"...... گارچ نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"وہ سپورٹس کار جیسی ایک گن شپ کار ہے باس۔ کار میں مشین گنیں اور میزائل لانچر لگے ہوئے ہیں۔ اس کار نے میزائل مار کر سرنگ کا داخلی راستہ تباہ کیا تھا اور پھر کار سرنگ میں داخل ہو گئی تھی اور اب وہ تیزی سے ہیڈ کوارٹر کی جانب بڑھی آ رہی ہے"...... دوسری طرف سے پرونو نے جواب دیتے ہوئے کہا اور گن شپ کار کا سن کر گارچ جیسے حواس باختہ ہو گیا۔ اسے اپنے جسم میں زہریلی چیونٹیاں سی رینگتی ہوئی محسوس ہونے لگیں۔

"گن شپ کار"...... گارچ کے منہ سے ہکلاتی ہوئی آواز نکلی۔

"یس باس۔ وہ بلاشبہ ایک گن شپ کار ہے۔ اس کار میں بے حد طاقتور اور خطرناک اسلحہ نصب ہے"...... پرونو نے جواب دیا اور اس بار گارچ کو جیسے اپنے پیروں تلے سے زمین نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے وہ ریڈ کار گھوم گئی جس میں ایک رہائش گاہ سے ایکسٹو، السلام اور اس کا ایک ساتھی فرار ہوئے تھے۔ اس کار کو تباہ کرنے کے لئے اس نے کیا کچھ نہیں کیا تھا۔ لیکن وہ

اس کار کا ایک پرزہ تک نہیں الگ کر پایا تھا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ ہارڈ بلٹ کار یہاں کیسے آ سکتی ہے۔ جب اس کار کا رنگ بلیو تھا تو ایئر ہاکس نے کار ریڈ بلاسٹرز سے اسے تباہ کر دیا تھا"...... گارچ نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ہارڈ بلٹ کار"...... پرونو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ رکو میں آ رہا ہوں"...... گارچ کو یکلخت جیسے ہوش آ گیا۔ اس نے دوسری طرف سے پرونو کا جواب سنے بغیر فون کا رسیور پٹخا اور تیزی سے مڑ کر بھاگتا ہوا کمرے کے دروازے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ دروازہ بند تھا اس نے دیوار کے ساتھ لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو دروازہ سرر کی آواز کے ساتھ دائیں دیوار میں دھنستا چلا گیا۔ دروازہ کھلتے ہی گارچ بجلی کی سی تیزی سے باہر نکلا اور ایک راہداری میں بھاگتا چلا گیا۔ راہداری میں ہر طرف بھگدڑ سی مچی ہوئی تھی۔ ڈی فورس کے افراد سائرن بجنے کی وجوہات جاننے کے لئے ادھر ادھر بھاگتے پھر رہے تھے۔

گارچ پاگلوں کی طرف مختلف راستوں سے بھاگتا ہوا ایک ہال نما کمرے میں آ گیا جہاں ہر طرف مشینیں ہی مشینیں لگی ہوئی تھیں۔ دائیں دیوار کے ساتھ ایک بڑی سکرین نصب تھی جس پر ایک سرنگ کا منظر تھا اور اس منظر میں واقعی ایک گرے کلر کی سپورٹس کار جیسی کار تیزی سے دوڑتی چلی آ رہی تھی۔ کار کے کئی خانے کھلے ہوئے تھے جن سے میزائل لانچر اور مشین گنیں نکلی ہوئی

دکھائی دے رہی تھیں۔ سکرین پر اس کار کو دیکھتے ہی گارچ کا رنگ ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا۔ کار کا رنگ ایک بار پھر بدلا ہوا تھا لیکن اس کار میں اور اس سرخ کار کے ڈیزائن میں کوئی فرق نہیں تھا جسے کرونچ کے پل پر گارچ نے میزائل مار کر دریا برد کر دیا تھا۔

''باس آپ آ گئے باس۔ یہ دیکھیں باس۔ یہ کار ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھی آ رہی ہے''...... سامنے مشین پر بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے اسے آپریشن روم میں داخل ہوتے دیکھ کر کرسی سے اٹھ کر تیزی سے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ یہ آپریشن روم کا انچارج پرونو تھا۔ آپریشن روم میں صرف یہی ہوتا تھا جو صرف مشینوں کی دیکھ بھال پر مامور تھا باقی تمام مشینیں آٹو کنٹرول تھیں۔

''کیسے داخل ہوئی ہے یہ کار ڈیزرٹ وے میں۔ تم نے اسے روکا کیوں نہیں اور پاور پروٹیکشن ریز کا کیا ہوا۔ پاور پروٹیکشن ریز کی وجہ سے تو یہاں سے سو کلو میٹر کے دائرے میں کوئی بھی اسلحہ استعمال نہیں کیا جا سکتا ہے پھر انہوں نے ڈیزرٹ وے کا راستہ کیسے کھولا ہے''...... گارچ نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہونا شروع ہو گیا تھا۔

''باس۔ میں یہاں کام کر رہا تھا کہ اچانک پاور پروٹیکشن ریز پھیلانے والی مشین نے کام کرنا چھوڑ دیا اور مشین خود بخود بند ہوتی چلی گئی۔ میں حیران ہو کر اس مشین کے پاس آیا اور اسے چیک کر ہی رہا تھا کہ اچانک ایک زور دار دھماکے کی آواز سن کر میں چونک

پڑا۔ میں نے سرچنگ مشینیں آن کیں تو میں نے ڈیزرٹ وے کا داخلی راستہ تباہ شدہ دیکھا۔ داخلی راستے کو تباہ شدہ دیکھ کر میں حیران رہ گیا تھا۔ میں نے فوری طور پر دوسری مشین آن کی اور اس مشین سے ڈیزرٹ وے کو چیک کیا تو مجھے وے پر یہ کار دکھائی دی۔ کار پر نصب اسلحہ دیکھ کر میں بوکھلا گیا تھا۔ اسی لئے میں نے فوری طور پر خطرے کا سائرن بجا دیا ہے''...... پرونو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن ڈبل پی مشین خود بخود کیسے آف ہو سکتی ہے۔ کیا ہوا ہے اسے''...... گارچ نے اسی طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''میں اسے چیک کر رہا ہوں باس لیکن اس کے بند ہونے کی مجھے کوئی وجہ سمجھ نہیں آ رہی ہے''...... پرونو نے دائیں طرف ایک بڑی کمپیوٹرائزڈ مشین کی جانب پریشان نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''اوہ گاڈ۔ کچھ کرو پرونو۔ جلدی کچھ کرو۔ کسی بھی طرح ڈبل پی مشین کو آن کرو۔ اگر یہاں پاور پروٹیکشن ریز نہیں ہوں گی تو یہ لوگ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو کر ہر طرف تباہی پھیلا دیں گے۔ سب ختم ہو جائے گا سب کچھ''...... گارچ نے غصے اور بے چارگی سے بری طرح سے اپنے بال نوچنے والے انداز میں کہا۔

''یس باس۔ میں جانتا ہوں باس۔ لل لل۔ لیکن''...... پرونو نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

”لیکن۔ لیکن کیا۔ جلدی بکو نانسنس“...... گارچ نے غرا کر کہا۔

”ڈبل پی مشین کی چیکنگ کی ذمہ داری ہارگ کی ہے باس۔ وہی اس مشین کو آن رکھتا ہے اور اس کی مینٹیننس کا کام کرتا ہے“...... پرونو نے کہا۔

”تو کہاں ہے نانسنس ہارگ۔ بلاؤ۔ اسے جلدی بلاؤ۔ فوراً بلاؤ۔ نانسنس“...... گارچ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”ہارگ تل ابیب گیا ہوا ہے باس۔ اس نے مجھ سے دو روز کی رخصت لی تھی“...... پرونو نے ہکلاتے ہوئے کہا اور گارچ نے غصے سے بے اختیار اپنا سر پیٹ لیا۔

”تو کیا اب تم اس مشین کو آن نہیں کر سکتے“...... گارچ نے بے چارگی کے عالم میں پوچھا۔

”نو باس۔ سوری باس“...... پرونو نے شرمندہ انداز میں سر جھکا کر کہا اور گارچ کا دل چاہا کہ وہ جیب سے پسٹل نکالے اور اس پسٹل کی ساری کی ساری گولیاں پرونو کے سینے میں اتار دے۔

”بس پھر اب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تم سب تیار ہو جاؤ۔ یہ لوگ ہیڈ کوارٹر میں گھس کر یہاں ہر طرف تباہی پھیلا دیں گے۔ اب یہاں کچھ باقی نہیں بچے گا۔ یہ سب ختم کر دیں گے“۔ گارچ نے غصے اور پریشانی سے چیختے ہوئے کہا۔

”نہیں چیف۔ میں نے ہیڈ کوارٹر کا راستہ سیلڈ کر دیا ہے۔ ریڈ بلاکس سے سیلڈ ہونے والے راستے کو یہ کسی بھی طرح نہیں کھول

سکیں گے اور جب تک یہ راستہ نہیں کھولیں گے یہ ہیڈ کوارٹر میں داخل نہیں ہو سکیں گے“...... پرونو نے کہا۔

”ان کی کار میں ہارڈ میزائل بھی نصب ہیں نانسنس۔ ہارڈ میزائلوں کے سامنے ریڈ بلاکس تو کیا بلیک بلاکس بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتے“...... گارچ نے غرا کر کہا تو پرونو کا رنگ زرد ہو گیا۔

”اب کیا کیا جائے باس“...... پرونو نے پریشانی اور خوف بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا تم کسی طرح سے اس سرنگ کو تباہ کر سکتے ہو“...... اچانک گارچ نے خیال آنے پر پرونو کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ یس باس۔ اس داخلی راستے کو تباہ کیا جا سکتا ہے۔ اس سرنگ میں نائن ہنڈرڈ ٹی کے بم نصب ہیں جن کے بلاسٹ ہوتے ہی ساری سرنگ بیٹھ جائے گی اور کار ہمیشہ کے لئے سرنگ میں ہی دفن ہو جائے گی“...... پرونو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”گڈ شو۔ جلدی کرو۔ اس سے پہلے کہ یہ ریڈ بلاکس کی دیوار کے پاس پہنچ کر اسے تباہ کر کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوں تم سرنگ تباہ کر دو جلدی۔ ابھی فوراً“...... گارچ نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

”یس باس“...... پرونو نے کہا اور تیزی سے ایک مشین کی جانب لپکا۔ مشین کے پاس جاتے ہی اس نے تیزی سے مشین کے بٹن پریس کرنے اور سوئچ آن کرنے شروع کر دیئے۔ دوسرے ہی

لمحے اس مشین پر بے شمار بلب جلنے بجھنے اور ڈائل حرکت کرنا شروع ہو گئے۔ مشین کے دائیں طرف ایک لیور نما ہینڈل لگا ہوا تھا۔ مشین آن کرتے ہی پرونو نے لیور نما ہینڈل پکڑا اور اسے پوری قوت اور ایک جھٹکے سے نیچے کی جانب کھینچ لیا۔ جیسے ہی اس نے ہینڈل نیچے کھینچا مشین میں تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور مشین کے جلتے بجھتے بلب خود بخود بجھتے چلے گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے مشین خود بخود آف ہوتی چلی گئی۔

''یہ کیا ہو گیا۔ یہ مشین کیوں آف ہو گئی ہے''...... گارچ نے مشین آف ہوتے دیکھ کر حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا۔

''مم مم۔ میں نہیں جانتا باس''...... پرونو نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم نہیں جانتے تو اور کون جانتا ہے نانسنس۔ جلدی کرو۔ چیک کرو اسے اور اسے دوبارہ آن کرو۔ ہری اپ''...... گارچ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور پرونو بوکھلا کر ایک بار پھر مشین کے سوئچ آن کرنے اور بٹن پریس کرنے میں مصروف ہو گیا لیکن اس بار مشین کا ایک بلب بھی آن نہیں ہوا تھا۔

''یہ آن نہیں ہو رہی ہے باس''...... پرونو نے خوف بھرے لہجے میں کہا اور گارچ کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے۔ اسی لمحے ایک کان پھاڑ دینے والا دھماکا ہوا اور وہ دونوں بری طرح سے اچھل پڑے۔ انہوں نے سکرین کی جانب دیکھا تو انہیں گرے

کلر کی کار کے فرنٹ سے یکے بعد دیگرے کئی میزائل فائر ہوتے ہوئے دکھائی دیئے جو سامنے موجود ریڈ بلاک کی دیوار پر فائر ہو رہے تھے۔ زور دار دھماکوں سے کنکریٹ کی ہارڈ وال کے ٹکڑے اُڑ گئے تھے اور دیوار میں ایک بہت بڑا خلاء بن گیا تھا۔ دوسرے لمحے انہوں نے کار کو اچھل کر اس خلاء سے گزر کر ایک بڑے ہال نما کمرے میں داخل ہوتے دیکھا۔

''اوہ گاڈ۔ وہ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو گئے ہیں۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا''...... گارچ نے کار کو ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوتے دیکھ کر کہا۔ پرونو بھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کار کو ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوتے دیکھ رہا تھا۔ ہال نما اس کمرے میں کئی مسلح افراد موجود تھے انہوں نے ہال نما کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کار پر فائرنگ کرنا شروع کر دی تھی لیکن ان کی فائرنگ کا بھلا ہارڈ بلٹ پر کیا اثر ہو سکتا تھا۔

کار ہال نما کمرے میں داخل ہو کر رک گئی تھی اور پھر اچانک کار کی مشین گنوں کے دہانے کھل گئے۔ کار کی مشین گنوں نے چند ہی لمحوں میں ہال نما کمرے میں موجود مسلح افراد کو بھون کر رکھ دیا تھا۔ ہال میں موجود تمام افراد کو ہلاک کر کے کار کے فرنٹ سے ایک اور میزائل فائر ہوا جس سے سامنے کی ایک دیوار دھماکے سے تباہ ہو گئی۔ دیوار کے دوسری طرف ایک اور بڑا ہال بنا ہوا تھا جہاں ہیلی پیڈز اور آپریشنل گاڑیاں موجود تھیں۔ وہاں مسلح افراد بھی موجود

تھے۔ اس ہال میں داخل ہوتے ہی کی مشین گنیں ایک بار پھر گرجنا شروع ہو گئی تھیں جن سے نکلنے والی گولیوں سے ہال میں موجود مسلح افراد لٹو کی طرح گھومتے ہوئے اور اچھل اچھل کر گرنا شروع ہو گئے تھے۔ پھر گارچ اور پرونو نے ایک اور حیرت انگیز منظر دیکھا۔ انہوں نے کار نے نچلے حصے سے ایک سٹینڈ پر گول پلیٹ سی نکلتے دیکھی۔ کار اس سٹینڈ اور گول پلیٹ پر آہستہ آہستہ اوپر اٹھ رہی تھی جیسے اس کے نیچے باقاعدہ جیک لگا کر اسے اوپر اٹھایا جا رہا ہو۔ اوپر اٹھتے ہی کار آہستہ آہستہ چاروں طرف گھومنے لگی اور پھر اس سے تسلسل کے ساتھ مشین گنوں سے گولیاں اور میزائل فائر ہونا شروع ہو گئے جس سے ہال میں موجود ہیلی کاپٹرز اور گاڑیاں دھماکوں سے تباہ ہونا شروع ہو گئیں۔ ہال نما یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہونے کے ساتھ مکمل طور پر کنکریٹ کا بنا ہوا تھا جس کی وجہ سے میزائلوں سے گاڑیاں اور ہیلی کاپٹر تباہ ہو کر بکھر رہے تھے جبکہ دیواریں اپنی جگہ قائم تھیں۔ گن شپ کار نے چند ہی لمحوں میں وہاں موجود ہر چیز تباہ کر دی تھی اور تمام مسلح افراد ہلاک کر دیئے تھے۔

کار اسی طرح سے میزائل مار کر دیواریں توڑتی ہوئی ہیڈ کوارٹر میں تباہی پھیلا رہی تھی اور گارچ آپریشن روم میں پرونو کے ساتھ بے بسی کی تصویر بنا کھڑا یہ سب دیکھنے پر مجبور تھا کیونکہ اب وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ ایکسٹو اور السلام کو زندہ پکڑنے کی حسرت تو ایک طرف انہیں ہلاک کرنے اور ان پر ایک بار بھی قابو نہ پانے کا

خیال اس کے دل میں رہ گیا تھا۔ ایکسٹو نے وہاں اپنی پاور کا استعمال کر کے نہ صرف ڈاگ ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کر لیا تھا بلکہ وہ، السلام اور ڈی ایس ہارڈ بلٹ کار سمیت ہیڈ کوارٹر میں داخل بھی ہو گئے تھے اور یہ بات بھی گارچ کے لئے ناقابلِ فہم ہی تھی کہ انہوں نے ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے لئے جو انتظامات کئے تھے وہ سب دھرے کے دھرے رہ گئے تھے۔ اس حیرت انگیز کار نے واقعی ایک طاقتور اور ناقابلِ تسخیر سمجھی جانے والی ڈاگ ایجنسی کے بری طرح سے بخیئے ادھیڑنے شروع کر دیئے تھے اور گارچ سوائے ہاتھ ملنے کے اور کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

ابھی گارچ یہ سب دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک اسے تیز اور انتہائی ناگوار بو کا احساس ہوا اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا یا سانس روکتا اس کے ذہن پر اندھیرے کی یلغار سی ہوتی چلی گئی اور وہ کسی خالی ہوتی ہوئی بوری کی طرح فرش پر گرتا چلا گیا۔ یہی حال اس کے ساتھی پرونو کا بھی ہوا تھا۔ وہ بھی لہراتا ہوا فرش پر آ گرا تھا۔

ابھی انہیں بے ہوش ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ اچانک ایک زور دار دھماکا ہوا اور دائیں طرف کی ایک دیوار پھٹ کر بکھرتی چلی گئی۔ جیسے ہی دیوار پھٹی ہارڈ بلٹ کار اچھل کر آپریشن روم میں داخل ہوتی ہوئی دکھائی دی۔

Downloaded from https://paksociety.com

بلیک ڈاگ ہیڈ کوارٹر سے جانے کے لئے اپنے آفس سے نکلا ہی تھا کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس کے دروازے کی طرف اٹھتے قدم وہیں رک گئے۔

"اس وقت کس کا فون آ گیا ہے"...... بلیک ڈاگ نے ریسٹ واچ دیکھ کر حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ ایک لمحے کے لئے رکا اور پھر میز کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

میز کے قریب جا کر اس نے دیکھا میز پر سرخ رنگ کے فون کا بلب جل بجھ رہا تھا اور اسی کی گھنٹی بج رہی تھی۔ سرخ فون ٹاپ ایجنٹوں سے متعلق تھا جو بلیک ڈاگ سے ڈائریکٹ بات کر سکتے تھے۔

"یس"...... بلیک ڈاگ نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"آپ سے گارچ بات کرنا چاہتا ہے چیف"...... کمپیوٹرائزڈ مشین کی آواز سنائی دی۔

"گارچ۔ اس وقت۔ او کے۔ کراؤ بات"...... بلیک ڈاگ نے پہلے حیرت سے پھر مشینی آواز سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے رسیور میں ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ چیف سپیکنگ"...... کلک کی آواز سنتے ہی بلیک ڈاگ نے کرخت لہجے میں کہا۔

"ایف سکس ہیڈ کوارٹر سے گارچ بول رہا ہوں چیف"۔ دوسری طرف سے گارچ کی لرزتی ہوئی اور انتہائی پریشان کن آواز سنائی دی۔

"اس وقت کیوں کال کی ہے اور تمہاری آواز کیوں لرز رہی ہے"...... بلیک ڈاگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سب ختم ہو گیا ہے چیف۔ پاور آف ایکسٹو نے سب ختم کر دیا ہے"...... دوسری طرف سے گارچ نے انتہائی لرزہ براندام لہجے میں کہا۔

"کیا سب ختم ہو گیا ہے اور تم کس پاور آف ایکسٹو کی بات کر رہے ہو"...... گارچ نے چونک کر اور بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"چیف۔ ایکسٹو اور السلام جس ہارڈ بلٹ کار میں سوار تھے۔ اس کار پر ایئر باکس سے ریڈ بلاسٹرز کا حملہ کرایا گیا تھا۔ سڑک پر ہر طرف ہزاروں ٹکڑے اور آگ ہی آگ پھیل گئی تھی جس کی وجہ

سے میں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ ریڈ بلاسٹرز سے کار ہٹ ہو گئی ہے لیکن ایسا نہیں ہوا تھا۔ ریڈ بلاسٹر نے ہارڈ بلٹ کار کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا''...... گارچ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور بلیک ڈاگ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

''اگر کار بلاسٹ نہیں ہوئی تھی تو تم نے مجھے اس کے ہٹ ہونے کی رپورٹ کیوں دی تھی۔ بولو۔ کیوں جھوٹ بولا تھا تم نے مجھ سے''...... بلیک ڈاگ نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''میں ریڈ بلاسٹر کی تیز اور سرخ آگ کے نزدیک نہیں گیا تھا چیف۔ ہیلی کاپٹر سے ہی میں نے ہر طرف ٹکڑے دیکھے تھے جو شاید سڑک کے ٹکڑے تھے اور میں نے انہیں کار کے ٹکڑے سمجھ لئے تھے''...... گارچ نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو پھر اب وہ کار کہاں ہے اور وہ ایکسٹو اور السلام۔ ان کا کیا ہوا ہے کیا وہ بھی ابھی زندہ ہیں''...... بلیک ڈاگ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ وہ دونوں زندہ ہیں۔ اور اور......'' گارچ نے ہکلاتے ہوئے کہا اور پھر بولتے بولتے رک گیا جیسے اس میں مزید کچھ بتانے کی ہمت نہ ہو رہی ہو۔

''اور اور کیا کر رہے ہو۔ جلدی بتاؤ کہاں ہیں وہ دونوں''۔ بلیک ڈاگ نے غرا کر کہا۔

''وہ دونوں یہاں میرے سامنے ہیں چیف''...... گارچ نے

لرزتی ہوئی آواز میں کہا اور بلیک ڈاگ اس بری طرح سے اچھلا جیسے اس کے پیروں پر طاقتور بم پھٹ پڑا ہو۔

''تمہارے سامنے۔ کیا مطلب۔ اوہ کہیں وہ دونوں ایف سکس ہیڈ کوارٹر تو نہیں پہنچ گئے''...... بلیک ڈاگ نے بری طرح سے چیختے ہوئے پوچھا۔

''یس چیف''...... گارچ نے کہا اور پھر اس نے ہارڈ بلٹ کار کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کی تفصیل بتانی شروع کر دی۔

''پھر انہوں نے ہیڈ کوارٹر میں ہر طرف بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی جس کے اثر سے میں بے ہوش ہو گیا تھا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں ایک راڈز والی کرسی پر جکڑا ہوا تھا۔ میرے سامنے اس وقت تین نقاب پوش موجود ہیں جن میں ایک ایکسٹو ہے، ایک السلام اور ایک اس کا ساتھی ڈی ایس جو میزائل سے آپریشن روم کی دیوار توڑ کر اندر آ گئے تھے۔ انہوں نے مجھے اپنے قبضے میں کر لیا ہے اور میں ایکسٹو کے کہنے پر آپ کو کال کرنے پر مجبور ہوا ہوں''...... دوسری طرف سے گارچ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو بلیک ڈاگ کو اپنی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا بھرتا ہوا محسوس ہوا۔

''اوہ گاڈ۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ یہ سب کیسے ممکن ہے۔ پاور پروٹیکشن ریز کی موجودگی میں ان کا اسلحہ وہاں کیسے کام کر سکتا ہے اور وہ ہیڈ کوارٹر میں کیسے داخل ہو سکتے ہیں''...... بلیک ڈاگ نے

حیرت سے چیختے ہوئے کہا۔

''جب ایکسٹو پاور میں آتا ہے تو اس کے لئے سب کچھ کرنا ممکن ہو جاتا ہے مسٹر بلیک ڈاگ''...... اچانک فون میں ایک انتہائی غراہٹ بھری آواز سنائی دی اور یہ آواز سن کر بلیک ڈاگ ایک بار پھر اچھل پڑنے پر مجبور ہو گیا۔

''تم۔ کون ہو تم''...... بلیک ڈاگ نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''ایکسٹو''...... غراہٹ بھری آواز سنائی دی اور بلیک ڈاگ کو ایک بار پھر اپنے سر پر بم پھٹتا ہوا محسوس ہوا۔

''تم نے پاکیشیا میں ایکسٹو کی آواز کا استعمال کر کے اس کے ممبران سے ایک غیر قانونی کام کرایا تھا۔ اس کارروائی میں نہ صرف میرے تمام ممبران شدید زخمی ہو گئے تھے بلکہ گارچ نے بیس کیمپ کے تمام افراد کو بھی ہلاک کر دیا تھا جس پر مجھے طیش آ گیا تھا اور جب مجھے پتہ چلا کہ اس ساری کارروائی کے پیچھے تمہارا ہاتھ ہے تو پھر میں نے خود حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا اور اس کے بعد کیا کچھ ہوا ہے یہ سب تمہیں گارچ نے بتا ہی دیا ہے''۔ ایکسٹو نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''لل۔ لل۔ لیکن یہ سب کیسے ہو گیا۔ تمہیں ایف سکس ہیڈ کوارٹر کا کیسے علم ہوا تھا اور ہارڈ بلٹ کار۔ یہ ہارڈ بلٹ کار کیا ہے۔ کہاں سے لی ہے تم نے یہ گن شپ کار جس پر کسی اسلحے کا کوئی اثر

ہی نہیں ہوتا''...... بلیک ڈاگ نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''یہ کار میری نہیں السلام کی ایجاد ہے جو ہر وقت موت بن کر تمہارے اعصابوں پر سوار رہتا ہے۔ السلام نے اس کار کے ذریعے میرا کام آسان بنا دیا تھا اور میں اسی کار کی بدولت تمہارے اس ایف سکس نامی ہیڈ کوارٹر اور میزائل اسٹیشن تک پہنچنے میں کامیاب ہوا ہوں''...... ایکسٹو نے اسی طرح انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مم مم۔ میزائل اسٹیشن۔ کیا مطلب''...... بلیک ڈاگ نے اس بار ہکلا کر کہا۔

''ہم نے ایف سکس ہیڈ کوارٹر مکمل طور پر تباہ کر دیا ہے بلیک ڈاگ اور اس سے منسلک میزائل اسٹیشن اس وقت ہمارے قبضے میں ہے جس سے تم نے لابیا، ساڈان اور دوسرے اسلامی ممالک کو اپنے نشانے پر لے رکھا ہے''...... ایکسٹو نے غرا کر کہا تو بلیک ڈاگ کا رنگ زرد ہو گیا۔

''اوہ گاڈ۔ تم۔ تم انسان نہیں انسان کے روپ میں کوئی بدروح ہو آخر تم نے یہ سب کیسے کر لیا۔ کیسے''...... بلیک ڈاگ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''تم یہاں آ جاؤ اور خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لو کہ یہ سب ہم نے کیسے کیا ہے''...... ایکسٹو نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''میں وہاں آؤں۔ کیوں۔ کیا میں پاگل ہوں جو وہاں

آؤں''...... بلیک ڈاگ نے غصے سے کہا۔

''پاگل نہیں ہو تو میں تمہیں پاگل بنا دوں گا۔ میں تمہیں آدھے گھنٹے کا وقت دیتا ہوں بلیک ڈاگ۔ تم آدھے گھنٹے میں اگر نائن ایکس تھری فارمولا لے کر خود یہاں نہ آئے تو تمہارے حق میں بہت برا ہو گا''...... ایکسٹو نے کہا۔

''برا ہو گا۔ ہونہہ۔ کیا برا ہو گا۔ تم نے میرے ایک ہیڈ کوارٹر کو تباہ کیا ہے مسٹر ایکسٹو۔ پوری دنیا میں اس سے بڑے اور فعال ہیڈ کوارٹر ہیں میرے۔ میں ایسے سینکڑوں ہیڈ کوارٹر کا اکیلا مالک ہوں۔ اس ایک ہیڈ کوارٹر کے تباہ ہونے سے میری صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ تم ایف سکس ہیڈ کوارٹر تک تو پہنچ گئے ہو لیکن تم میرے مین ہیڈ کوارٹر تک کبھی نہیں پہنچ سکو گے۔ کبھی بھی نہیں''...... بلیک ڈاگ نے بھی جواباً غرا کر کہا۔

''اس ہیڈ کوارٹر کی تباہی سے تمہاری صحت پر کچھ اثر نہیں ہو گا یہ میں جانتا ہوں لیکن اگر میں اسرائیل کے پرائم منسٹر یا پھر پریذیڈنٹ ہاؤس کو نشانہ بناؤں گا تو کیا تب بھی تمہاری صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا''...... ایکسٹو نے انتہائی طنزیہ اور سخت لہجے میں کہا اور بلیک ڈاگ ایک بار پھر چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ تم پرائم منسٹر ہاؤس اور پریذیڈنٹ ہاؤس پر کیسے حملہ کر سکتے ہو''...... بلیک ڈاگ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میزائل اسٹیشن پر جن میزائلوں سے تم نے مسلم ممالک کو نشانہ بنا رکھا ہے میں ان کے رخ تل ابیب اور یروشلم کی طرف موڑ دوں گا پھر پریذیڈنٹ ہاؤس اور پرائم منسٹر ہاؤس تو کیا میں پارلیمنٹ ہاؤس اور اسرائیل کی ایٹمی تجربہ گاہ بھی اُڑا سکتا ہوں مسٹر بلیک ڈاگ۔ اب یہ نہ کہنا کہ مجھے اس بات کا علم نہیں ہے کہ اسرائیل کی ایٹمی تجربہ گاہیں کہاں کہاں واقع ہیں''...... دوسری طرف سے ایکسٹو نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر بلیک ڈاگ پر جیسے لرزہ سا طاری ہو گیا اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا آ گیا تھا۔

''تت تت۔ تم ایسا نہیں کر سکتے۔ یہ غلط ہے سو فیصد غلط ہے''...... بلیک ڈاگ نے بری طرح سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیا غلط ہے اور کیا صحیح اس کا فیصلہ تم نے کرنا ہے۔ میں نے تمہیں آدھے گھنٹے کا وقت دیا ہے۔ اگر آدھے گھنٹے میں تم فارمولا لے کر یہاں نہ آئے تو پھر اسرائیل پر جو قیامت ٹوٹے گی اس کے تم ذمہ دار ہو گے۔ تب تمہیں حقیقی معنوں میں پاور آف ایکسٹو کا مطلب بھی سمجھ میں آ جائے گا''...... ایکسٹو نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی دوسری طرف سے رسیور پٹکنے کی آواز سنائی دی جیسے ایکسٹو نے زور سے کریڈل پر رسیور پٹک دیا ہو۔

''نہیں نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ ایکسٹو یہ سب نہیں کر سکتا۔ یہ

یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ ایکسٹو اس طرح محض ایک کار سے میری سالوں کی کمائی ہوئی محنت کیسے تباہ کر سکتا ہے۔ نہیں۔ نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ مم مم۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گا''...... بلیک ڈاگ نے رسیور کریڈل پر پٹخ کر غصے اور پریشانی سے اپنے سر کے بال نوچتے ہوئے کہا۔

''مم مم۔ میں کیا کروں۔ اس نے مجھے صرف آدھے گھنٹے کا وقت دیا ہے۔ اگر آدھے گھنٹے میں اسے میں نے فارمولا نہ پہنچایا تو وہ میزائلوں کا رخ تل ابیب اور یروشلم کی طرف موڑ دے گا اور پھر۔ اوہ اوہ۔ نہیں۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔ میں ایک فارمولے کے لئے اسرائیل کو اس طرح تباہ نہیں ہونے دوں گا۔ میں فارمولا ایکسٹو کو واپس کر دوں گا۔ فارمولا چلا گیا تو اسے واپس لایا جا سکتا ہے لیکن اگر اس نے تل ابیب کی طرف میزائل فائر کر دیئے تو انہیں کسی بھی صورت میں نہیں روکا جا سکے گا۔ پھر سب ختم ہو جائے گا۔ گریٹ تل ابیب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ملیا میٹ ہو جائے گا۔ اُف گاڈ۔ میں کیا کروں۔ کہاں جاؤں۔ یہ میں کس مشکل اور کس عذاب میں پھنس گیا ہوں''...... بلیک ڈاگ نے غصے اور بے بسی سے اپنے بال نوچتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے اٹھ کر اپنے آفس کے ایک خفیہ لاکر سے ایک چرمی بیگ نکالا۔ اسے کھول کر اس نے بیگ میں موجود تھری ایکس نائن فارمولے کو حسرت بھری نظروں سے دیکھا اور پھر اس نے چرمی بیگ کی زپ بند کر

کے بیگ لا کر اپنی میز پر رکھا اور اپنی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ وہ کچھ دیر اسی حالت میں رہا پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک کوندا سا لپکا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

''اوہ اوہ۔ وہ سب اس وقت ایف سکس ہیڈ کوارٹر میں موجود ہیں۔ اگر میں گن شپ ہیلی کاپٹر لے کر جاؤں اور میزائل اسٹیشن کو ہی تباہ کر دوں تو اس کے ساتھ ہی ایکسٹو اور السلام بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گے۔ میزائل اگر وہیں پھٹ گئے تو ان کی تباہی سے صحرا ہی متاثر ہو گا۔ ٹھیک ہے میں پہلے ایسا ہی کرتا ہوں۔ اگر میرا پلان کامیاب ہو گیا تو دیکھتا ہوں کہ ایکسٹو اور السلام وہاں سے کس طرح سے بچ کر نکلتے ہیں۔ میں ان دونوں چیف ایجنٹس کو وہیں ختم کر دوں گا اور اس بار میں خود اپنے ہاتھوں سے انہیں ختم کروں گا''...... بلیک ڈاگ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے کچھ سوچ کر وہ چرمی بیگ اٹھایا جس میں نائن ایکس تھری فارمولے کی فائل تھی اور میزائل اسٹیشن کو تباہ کرنے کا تہیہ کرتا ہوا تیز تیز چلتا ہوا اپنے آفس سے نکلتا چلا گیا۔

ایکسٹو نے سرنگ میں داخل ہو کر سامنے آنے والی دیوار پر
سیزائل مار کر اسے تباہ کر دیا تھا اور پھر وہ کار لے کر ایک ہال نما
کمرے میں آ گیا تھا جہاں بے شمار مسلح افراد موجود تھے اور انہوں
نے کار کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر کار پر مسلسل فائرنگ کرنی شروع
کر دی تھی لیکن بھلا مشین گنوں کی گولیوں کا اس کار پر کیا اثر ہو
سکتا تھا۔ ایکسٹو نے مسلح افراد کو دیکھتے ہی کار پر لگی مشین گن کے
دہانے کھول دیئے تھے جس سے وہاں موجود تمام مسلح افراد ہلاک ہو
گئے تھے۔

ایکسٹو جس سرنگ کے راستے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوا تھا تو
اچانک کار میں ایک تیز بیپ کی آواز سنائی دی تھی جسے سن کر پرنس
چلی نے فوراً کنٹرول پینل کا ایک بٹن پریس کر دیا تھا۔ اس نے
بتایا تھا کہ گارج یا ہیڈ کوارٹر والوں نے اس سرنگ کو تباہ کرنے کے

لئے بلاسٹرز آن کئے تھے جس کی وجہ سے کار میں ان بلاسٹرز کے
آن ہونے کا کاشن ملا تھا جسے پرنس چلی نے ریز مشین آن کر کے
ڈسکنکٹ کر دیا تھا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو ساری سرنگ تباہ ہو جاتی
اور وہ کار سمیت اس سرنگ میں دفن ہو جاتے۔

ایکسٹو ہارڈ بلٹ کار لے کر ہیڈ کوارٹر میں ہر طرف تباہی مچاتا
پھر رہا تھا۔ کار کے نیچے ایک ہائیڈرل پاور لگا ہوا تھا جو ایک سٹینڈ
اور پلیٹ کی شکل میں تھا۔ اس ہائیڈرل پاور کی مدد سے کار اوپر اٹھا
کر چاروں طرف ایک دائرے کی شکل میں گھمائی جا سکتی تھی۔

ایکسٹو نے کار گھماتے ہوئے اردگرد جمع ہونے والے مسلح افراد پر
فائرنگ کی تھی اور پھر اس نے وہاں موجود ہیلی کاپٹروں اور جنگی
گاڑیوں کو میزائل مار مار کر تباہ کرنا شروع کر دیا۔ پھر ایکسٹو نے
وہاں ایک بم پھینکا جو گیس بم تھا۔ گیس بم کے اثر سے ہیڈ کوارٹر
میں موجود تمام زندہ افراد بے ہوش ہو گئے تھے۔

ایکسٹو اور اس کے ساتھی کار سے ہیڈ کوارٹر کی دیواریں توڑتے
اور ان میں راستے بناتے ہوئے ایک مشین روم میں داخل ہو گئے۔
جہاں ہر طرف مشینیں ہی مشینیں کام کر رہی تھیں۔ مشین روم میں
داخل ہوتے ہی ایکسٹو سمجھ گیا کہ یہ روم ہیڈ کوارٹر کا آپریشن روم
ہے۔ وہاں دو افراد بے ہوش پڑے ہوئے تھے جن میں سے ایک
گارج تھا۔ گارج کو پرنس چلی اور ڈی ایس نے پہچانا تھا۔ ایکسٹو
اور اس کے ساتھی انہیں بے ہوش دیکھ کر کار سے نکل آئے اور

Downloaded from https://paksociety.com

انہوں نے کار سے سیاہ رنگ کے لباس اور نقاب نکال کر پہن لئے۔ اس کے بعد ایکسٹو کے کہنے پر ایک سیٹلائٹ مشین کو چھوڑ کر پرنس چلی اور ڈی ایس نے وہاں موجود تمام مشینوں کو بم مار کر تباہ کر دیا۔ ایکسٹو نے پرنس چلی اور ڈی ایس کے ساتھ مل کر میزائل اسٹیشن میں جانے والا راستہ بھی تلاش کر لیا تھا جہاں سے مسلم ممالک کو ٹارگٹ کیا گیا تھا۔ ایکسٹو نے میزائل اسٹیشن میں موجود افراد کو ہلاک کیا اور میزائل اسٹیشن کا کنٹرول سنبھال کر میزائلوں کے رخ مسلم ممالک سے ہٹا کر ان کے رخ یروشلم اور تل ابیب کی جانب کر دیئے۔ مسلسل اور کافی دیر تک وہ اس کام میں مصروف رہا پھر اس نے ڈی ایس کو میزائل اسٹیشن کا کنٹرول دیتے ہوئے اسے ہدایات دیں اور اسے وہیں چھوڑ کر پرنس چلی کے ساتھ واپس اس روم میں آ گیا جہاں اس نے گارچ کو بے ہوشی کی حالت میں ایک راڈز والی کرسی پر جکڑ دیا تھا۔

گارچ کو ہوش میں لانے سے پہلے ایکسٹو نے اس کے جسم پر گہرے کٹ لگائے اور پھر وہ اسے ہوش میں لے آیا۔ گہرے اور بڑے کٹس کی وجہ سے گارچ کی قوت مدافعت تقریباً ختم ہو گئی تھی۔ پھر ایکسٹو نے اس پر مخصوص انداز میں تشدد کیا تو گارچ اس کے سامنے مٹی کا ڈھیر ثابت ہوا۔ ایکسٹو اس سے جو پوچھ رہا تھا گارچ اس کی ہر بات کا جواب دے رہا تھا۔

ایکسٹو نے گارچ سے کہہ کر بلیک ڈاگ کو کال کرنے کا حکم دیا۔

گارچ کی حالت بے حد ابتر تھی۔ اس نے ایکسٹو کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے بلیک ڈاگ سے فون پر بات کی اور پھر ایکسٹو نے اس کے ہاتھ سے فون کا رسیور جھپٹ لیا اور خود بلیک ڈاگ سے بات کرنا شروع ہو گیا۔ بلیک ڈاگ کو آدھے گھنٹے کا وقت دے کر ایکسٹو نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"آپ کا کیا خیال ہے چیف۔ کیا بلیک ڈاگ آپ کی اس دھمکی سے ڈر جائے گا اور وہ خود نائن ایکس تھری فارمولا لے کر یہاں آ جائے گا"...... پرنس چلی نے غور سے ایکسٹو کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"اسے معلوم ہے کہ اسے یہ حکم ایکسٹو نے دیا ہے اور ایکسٹو جو کہتا ہے اس پر عمل کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا چاہے اس کا نتیجہ کچھ ہی کیوں نہ نکلے"...... ایکسٹو نے کہا۔

"لیکن چیف۔ اگر اس نے یہاں گن شپ ہیلی کاپٹر یا فائٹر طیارے بھیج دیئے اور ان سے میزائل اسٹیشن پر حملہ کر دیا تو تمام میزائل یہیں پھٹ پڑیں گے اور پھر میزائل اسٹیشن اور اس ہیڈ کوارٹر سمیت ہمارے بھی ٹکڑے اُڑ جائیں گے"...... پرنس چلی نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی بلیک ڈاگ ایسا کر سکتا ہے"...... ایکسٹو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"تب پھر ہمیں پہلے سے ہی اس حملے سے بچنے کی تیاری کر لینی چاہئے"...... پرنس چلی نے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔ میزائل اسٹیشن میں موجود ڈی ایس سے کہو کہ وہ الرٹ رہے اور اردگرد کے ماحول پر نظر رکھے۔ اسے جیسے ہی ہیلی کاپٹروں یا فائٹر طیاروں کا اسکوارڈن دکھائی دے وہ ان پر میزائل فائر کر دے اور کسی بھی قیمت پر انہیں میزائل اسٹیشن تک نہ پہنچنے دے"...... ایکسٹو نے کہا۔

"اسے ہدایات دینے کے ساتھ ساتھ میں ہارڈ بلٹ کار باہر لے جاتا ہوں۔ اگر بلیک ڈاگ نے کوئی شیطانی حرکت کرنے کی کوشش کی تو میں اسے ہارڈ بلٹ کار سے ایسا سبق سکھاؤں گا کہ دوبارہ اس کے دماغ میں کوئی شیطانی سوچ آئے گی ہی نہیں"۔ پرنس چلی نے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔ تم جاتے ہوئے یہ سیٹلائٹ مشین آن کر دو۔ میں بھی اس مشین سے ماحول چیک کرتا رہوں گا اور اگر مجھے بلیک ڈاگ کا ہیلی کاپٹر دکھائی دیا تو میں اس مشین سے لنکڈ ٹرانسمیٹر پر اس سے رابطہ بھی کر لوں گا"...... ایکسٹو نے کہا تو پرنس چلی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

پرنس چلی نے سیٹلائٹ مشین آن کی تو اس پر لگی ہوئی ایک سکرین بھی روشن ہو گئی جس سے ہیڈ کوارٹر کے باہر کا منظر دکھائی دینا شروع ہو گیا تھا۔ مشین آن کر کے اور مشین سے منسلک ایک لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے ایکسٹو کو دے دیا تھا اور پھر وہ ہارڈ بلٹ کار لے کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ ایکسٹو چند لمحے سوچتا

رہا۔ اس کے سامنے گارچ دگرگوں حالت میں پڑا تھا۔ وہ مر رہا تھا۔ اس کے جسم پر لگے ہوئے زخموں کی وجہ سے اس کے جسم کا سارا خون بہہ گیا تھا جس کی وجہ سے اس کا رنگ انتہائی حد تک زرد ہو گیا تھا۔

"گارچ گارچ۔ میری بات سنو گارچ"...... ایکسٹو نے اسے بری طرح سے جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ سن رہا ہوں"...... گارچ نے جیسے مردہ ہوتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا پہلے بلیک ڈاگ یہاں کبھی آیا ہے"...... ایکسٹو نے پوچھا۔

"ہاں۔ وہ مختلف روپ میں یہاں آتا رہتا ہے"...... گارچ نے اسی انداز میں جواب دیا۔

"وہ کس ہیلی کاپٹر میں آتا ہے"...... ایکسٹو نے پوچھا۔

"اس کا اپنا ایک گن شپ ہیلی کاپٹر ہے۔ وہ زیادہ تر وہی استعمال کرتا ہے"...... گارچ نے کہا۔

"اس ہیلی کاپٹر کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی بتاؤ جلدی"...... ایکسٹو نے گرجدار لہجے میں کہا تو گارچ مردہ ہوتے ہوئے انداز میں اسے ایک فریکوئنسی بتانا شروع ہو گیا۔ فریکوئنسی بتاتے ہی اس کا سر ایک طرف ڈھلک گیا تھا جیسے اب اس میں مزید بات کرنے کی سکت نہ رہ گئی ہو یا پھر اس کی روح قبض کر لی گئی ہو۔

ایکسٹو نے اس کی بتائی ہوئی فریکوئنسی لانگ ویو ٹرانسمیٹر پر ایڈجسٹ کی اور دوسری طرف کال دینا شروع ہو گیا۔

"یس۔ بلیک ڈاگ اٹنڈنگ یو۔ تمہیں میرے ہیلی کاپٹر کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی کا کیسے پتہ چلا ہے اور تم نے اب کیوں کال کی ہے۔ میں فارمولا لے کر آ ہی رہا تھا۔ اوور"...... چند لمحوں کے بعد بلیک ڈاگ کی غصیلی آواز سنائی دی۔ ایکسٹو نے چونک کر سیٹلائٹ سکرین کی جانب دیکھا تو اسے دور ایک سیاہ نقطہ سا اس طرف آتا دکھائی دیا۔

"یہ مت بھولو کہ گارچ میرے قبضے میں ہے۔ جب وہ میری تم سے بات کرا سکتا ہے تو اس سے تمہارے ہیلی کاپٹر کی فریکوئنسی حاصل کرنا کیا مشکل ہو سکتا ہے۔ اوور"...... ایکسٹو نے کہا۔

"ہونہہ۔ کال کیوں کی ہے۔ اوور"...... بلیک ڈاگ نے غراتے ہوئے کہا۔

"تمہیں انفارم کرنے کے لئے۔ اوور"...... ایکسٹو نے کہا۔

"انفارم کرنے کے لئے۔ اب کیا انفارم کرنا باقی ہے۔ اوور"۔ بلیک ڈاگ نے غرا کر کہا۔

"میں تمہارے شیطانی دماغ سے یہ بات نکال دینا چاہتا ہوں کہ تم اپنے گن شپ ہیلی کاپٹر سے میزائل اسٹیشن کو نشانہ بنانے کی کوشش نہ کرنا۔ میں تمہیں سیٹلائٹ مشین سے مسلسل چیک کر رہا ہوں۔ اگر تم نے میزائل لانچر آن کئے تو یہ مت بھولنا کہ تم بھی

میرے نشانے پر ہو گے۔ ادھر تم نے میزائل لانچر کو متحرک کیا ادھر میزائل اسٹیشن سے ایک میزائل نکلے گا اور تمہارے ہیلی کاپٹر کا کیا حشر ہو گا یہ تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے اور پھر اس کے بعد وہی ہو گا جو میں نے کہا ہے۔ اس کے علاوہ اگر اس طرف فائٹر طیارے یا گن شپ ہیلی کاپٹر آئے تو ان کا بھی یہی انجام ہو گا۔ اس لئے تمہارے اور اسرائیل کے لئے یہی بہتر ہو گا کہ تم نائن ایکس تھری فارمولا لا کر مجھے دے دو۔ اس کے سوا تمہارے پاس دوسرا کوئی آپشن نہیں ہے۔ اوور"...... ایکسٹو نے کرخت لہجے میں کہا اور دوسری طرف بلیک ڈاگ کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔ اسے خاموش ہوتے دیکھ کر ایکسٹو سمجھ گیا کہ بلیک ڈاگ ذہن میں ایسا ہی منصوبہ لے کر وہاں آ رہا تھا اگر پرنس چلی اسے اس خطرے سے آگاہ نہ کرتا تو بلیک ڈاگ یہاں آتے ہی میزائل اسٹیشن پر حملہ کر دیتا اور پھر جو کچھ ہوتا وہ اظہر من الشمس تھا۔

"تم واقعی خطرناک ہو۔ بہت خطرناک۔ مجھے پاور آف ایکسٹو پر یقین آ گیا ہے۔ تم واقعی وہ سب کچھ کر سکتے ہو جو کہتے ہو۔ ٹھیک ہے۔ میں ڈاگ ایجنسی کا چیف بلیک ڈاگ تم سے شکست ماننے کے لئے تیار ہوں اور میں تمہیں نائن ایکس تھری فارمولا بھی دے دوں گا لیکن اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ فارمولا حاصل کرنے کے بعد تم میزائل اسٹیشن سے قبضہ چھوڑ دو گے اور مجھے ہلاک نہیں کرو گے اور یہ کہ تم فارمولا لے کر یہاں سے واپس چلے

جاؤ گے۔ اوور‘‘...... چند لمحوں کے بعد بلیک ڈاگ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے شکست خوردہ انداز میں کہا۔

’’اس وقت پاور میرے ہاتھ میں ہے بلیک ڈاگ۔ تمہارے پاس میری بات ماننے کے سوا دوسرا کوئی آپشن نہیں ہے۔ لیکن بہرحال مجھے تم سے اور تمہاری ایجنسی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پاکیشیا میں گارچ نے کارروائی کی تھی اور وہ میرے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچ چکا ہے۔ اس لئے میں تمہیں معاف کر سکتا ہوں اور اس میزائل اسٹیشن سے ان میزائلوں کا رخ تل ابیب اور یروشلم سے ہٹا لوں گا لیکن میں اس بات کی ضمانت نہیں دوں گا کہ یہ میزائل اسٹیشن سلامت رہے گا۔ اوور‘‘...... ایکسٹو نے کہا۔

’’اوہ۔ ٹھیک ہے۔ اگر یہ میزائل اسٹیشن یہیں تباہ ہو جائے گا تو اس سے اسرائیل کو کوئی نقصان نہیں ہو گا۔ ٹھیک ہے مسٹر ایکسٹو۔ میں فارمولا لا رہا ہوں۔ لیکن میں نیچے نہیں آؤں گا۔ میں فارمولے کا مسودہ ہیلی کاپٹر سے باہر پھینک دوں گا۔ میں جانتا ہوں تمہارے پاس ہارڈ بلٹ جیسی ناقابلِ تسخیر کار ہے۔ تم اس میں سوار ہو گئے تو پھر نہ تمہیں ختم کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی تمہیں اسرائیل سے واپس جانے سے روکا جا سکتا ہے۔ تمہیں روکنے کی کوشش خود ہمارے لئے ہی مزید نقصان کا باعث بن جائے گی۔ اس لئے میں تمہارے راستے میں حائل نہیں ہوں گا۔ تم فارمولا لے کر بس یہاں سے چلے جاؤ۔ اوور‘‘...... بلیک ڈاگ نے انتہائی بے چارگی سے اور بے بس

سے لہجے میں کہا۔

’’او کے۔ مسٹر برانڈس۔ میں اپنا وعدہ پورا کروں گا۔ اوور‘‘۔ ایکسٹو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’برانڈس۔ کک کک۔ کیا مطلب۔ تت تت۔ تم میرا نام کیسے جانتے ہو۔ اوور‘‘...... بلیک ڈاگ کی انتہائی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

’’تم اسرائیل کے وزیر خارجہ کے سیکرٹری ہو مسٹر برانڈس۔ پہلے میں تمہیں نہیں پہچان سکا تھا۔ تم آواز بدل کر بات کر رہے تھے لیکن شکست تسلیم کرنے کے بعد شدید ذہنی ڈپریشن کی وجہ سے تم نے مجھ سے اپنی اصلی آواز میں باتیں کرنی شروع کر دی ہیں اور میں تمہاری آواز بخوبی پہچانتا ہوں۔ اوور‘‘...... ایکسٹو نے مسکرا کر کہا۔

’’اوہ گاڈ۔ یہ کیا ہو گیا۔ میں نے برسوں سے خود کو ساری دنیا سے چھپایا ہوا تھا اور تم۔ گاڈ گاڈ۔ میں کیا کروں۔ پلیز مسٹر ایکسٹو میری حقیقت جاننے والے ایک لمحہ بھی اس دنیا میں نہیں رہ سکتے لیکن میں تمہارے سامنے مجبور ہوں۔ میں تم سے درخواست ہی کر سکتا ہوں کہ تم میری اس اصلیت کو راز ہی رکھو گے۔ پلیز پلیز۔ اوور‘‘...... بلیک ڈاگ نے اس بار بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

’’میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ مجھے تم سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ مجھے بس اپنے ملک کا فارمولا چاہئے۔ میں فارمولا لے کر

یہاں سے چلا جاؤں گا اور بھول جاؤں گا کہ میری کبھی تم سے بات ہوئی تھی یا میں تمہاری اصلیت جان چکا ہوں۔ اوور''...... ایکسٹو نے سخت لہجے میں کہا۔

''تھینک گاڈ۔ میں جانتا ہوں۔ ایکسٹو اصولوں اور اپنے وعدے کا پکا ہے۔ اس لئے میری اصلیت اب کسی کے سامنے نہیں آئے گی۔ تھینک یو مسٹر ایکسٹو۔ تھینک یو۔ میں ہیڈ کوارٹر کے اوپر پہنچ گیا ہوں اور اب میں ایک بیگ میں نائن ایکس تھری فارمولے کا مسودہ نیچے پھینک رہا ہوں۔ امید ہے تم اپنا وعدہ پورا کرو گے۔ دیٹس آل''...... بلیک ڈاگ نے کہا۔ ایکسٹو نے سکرین پر ہیلی کاپٹر کو ہیڈ کوارٹر کے اوپر منڈلاتے دیکھا۔ پھر ہیلی کاپٹر سے ایک ہاتھ نکلا اور ایک سیاہ رنگ کا چرمی بیگ نیچے گرتا دکھائی دیا۔ جیسے ہی چرمی بیگ نیچے گرا ہیلی کاپٹر مڑا اور تیزی سے اس طرف بڑھتا چلا گیا جس طرف سے آیا تھا۔

ایکسٹو نے اطمینان کا سانس لیا۔ تمام کام بخوش اسلوبی اپنے انجام کو پہنچ گیا تھا۔ یہ سب پرنس چلی کی بدولت ممکن ہوا تھا جو وہ اس قدر آسانی سے ڈاگ ایجنسی کے ایک ہیڈ کوارٹر تک پہنچ گیا تھا۔ پرنس چلی کی ہارڈ بلٹ نے واقعی اسرائیلیوں کو اس بار زمین چاٹنے پر مجبور کر دیا تھا۔ بلیک ڈاگ ہیلی کاپٹر لے کر وہاں سے جا چکا تھا۔ ایکسٹو نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور ہیڈ کوارٹر سے باہر کی طرف چل پڑا۔ جہاں پرنس چلی پہلے ہی ہارڈ بلٹ لے کر جا چکا تھا۔

ایکسٹو کو باہر جاتے ہوئے ایک خیال آیا تو اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور پاکیشیا دانش منزل میں کال کرنا شروع ہو گیا۔

''ایکسٹو۔ اوور''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''تو بڑے صاحب نے میری جگہ تمہیں یہاں بٹھا دیا ہے تاکہ تم دانش منزل کی تمام ہنڈیا جلا سکو۔ اوور''...... بلیک زیرو نے اندھیرے میں تیر چلاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ طاہر صاحب آپ ہیں۔ میں سمجھا کوئی اور ہے۔ اوور''...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو بلیک زیرو کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

''ہاں۔ یہاں بیٹھ کر میں مکھیاں مارنے اور ہنڈیا جلانے کے سوا کر بھی کیا سکتا ہوں۔ اوور''...... سلیمان نے جیسے بے چارگی سے کہا۔ بلیک زیرو نے اس سے عمران کے بارے میں پوچھا تو سلیمان نے اسے بتا دیا کہ وہ کئی روز سے یہاں ہے اور صاحب کہاں ہیں اس کے بارے میں اسے کوئی علم نہیں ہے۔ بلیک زیرو نے اس سے مزید چند باتیں کیں اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور مسکراتا ہوا ہیڈ کوارٹر سے باہر آ گیا۔ جہاں پرنس چلی اور ڈی ایس اس کے منتظر تھے۔ پرنس چلی نے ڈی ایس کو کال کر کے باہر بلا لیا تھا۔

پرنس چلی کے ہاتھ میں وہ چرمی بیگ تھا جو بلیک ڈاگ نے

ہیلی کاپٹر سے وہاں پھینک دیا تھا۔

''چیک کر لیا ہے۔ اصلی فارمولا ہی ہے نا''...... بلیک زیرو نے ایک بار پھر ایکسٹو کا انداز اپناتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔

''یس چیف۔ اصلی فارمولا ہے۔ اس فارمولے کی ڈوپلیکٹ نہیں بن سکتی اس لئے ہمیں اب اس فارمولے کی فکر نہیں کرنی چاہئے''...... پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''میرا خیال ہے کہ اب ہمیں یہاں سے نکلنا چاہئے۔ میں نے میزائل اسٹیشن میں بلاسٹر لگا دیئے ہیں جو آدھے گھنٹے میں پھٹ پڑیں گے اور تمام میزائل یہیں تباہ ہو جائیں گے''...... ڈی ایس نے کہا۔ تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سب کار میں سوار ہو گئے۔ اس بار کار کی ڈرائیونگ سیٹ ڈی ایس نے سنبھالی تھی۔

''لگتا ہے ڈی ایس اب ہمیں سیدھا فلسطین لے جائے گا کیونکہ یہ فلسطین جانے والے خفیہ راستوں سے آگاہ ہے۔ کیوں عمران صاحب میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا''...... بلیک زیرو نے سادہ سے انداز میں کہا۔

''ہاں۔ ٹھیک ہے۔ کک۔ کیا مطلب۔ کون عمران صاحب۔ مم میں تو پرنس ہوں۔ پرنس چلی۔ آپ مجھے عمران صاحب کیوں کہہ رہے ہیں''...... پرنس چلی نے پہلے عام انداز میں ہاں کہا پھر اس نے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''رہنے دیں۔ میری اصل ایکسٹو سے بات ہو گئی ہے۔ وہ دانش منزل میں ہے۔ اگر اصلی ایکسٹو دانش منزل میں ہے تو پھر عمران صاحب میرے علاوہ اور کس کے ساتھ ہو سکتے ہیں''...... بلیک زیرو نے چہرے سے نقاب اتار کر ایک طرف رکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ اسے عمران نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ پرنس چلی ان کی اصلیت جانتا ہے۔ اس لئے ڈی ایس کے سامنے ہی ایکسٹو نے یہ سب کہہ دیا تھا وہ ایکسٹو تھا اس لئے وہ سمجھ سکتا تھا کہ اگر پرنس چلی کے روپ میں عمران ہو سکتا ہے تو پھر ڈی ایس کے روپ میں ان کے ساتھ اصلی السلام یا پرنس چلی کے سوا دوسرا کون ہو سکتا ہے۔

''واقعی ایکسٹو کی نظر سے چھپا رہنا اتنا آسان نہیں ہے۔ میں نے انتہائی محتاط رویہ استعمال کیا تھا اور میک اپ سے خود کو ہر ممکن طریقے سے چھپانے کی کوشش کی تھی لیکن میں یہ بھول گیا تھا کہ جناب ایکسٹو نے اگر پاکیشیا کال کر لی تو آغا سلیمان پاشا میرے سارے بھانڈے پھوڑ دے گا''...... اس بار پرنس چلی نے عمران کی آواز میں کہا تو بلیک زیرو اور ڈی ایس بے اختیار ہنس پڑے۔

''آپ کو میں بہت پہلے پہچان گیا تھا عمران صاحب مگر میں جان بوجھ کر انجان بنا رہا تھا۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ڈی ایس کے روپ میں السلام موجود ہے جس کا دوسرا نام پرنس چلی ہے''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ یہ کب ہوا۔ ہم دونوں نے تو ایسی کوئی بات کی ہی

نہیں تھی جس سے تمہیں ہم پر شک ہوتا''...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''آپ نے زبردست میک اپ کر رکھا ہے یہاں تک کہ آپ نے اپنی آنکھوں میں ایسے لینز لگا رکھے ہیں جنہیں دیکھ کر پتہ ہی نہیں چلتا کہ یہ لینز ہیں۔ مگر آپ کی دائیں آنکھ کے پاس جو چھوٹا سا تل ہے وہ آپ میک اپ میں چھپانا بھول گئے تھے اور رہی بات پرنس چلی کی تو روانہ ہونے سے پہلے آپ نے مجھے پرنس چلی کے بارے میں تمام تفصیل بتا دی تھی۔ میرے پاس پرنس چلی کی تصاویر اور اس کی باقی تمام تفصیل بھی موجود تھی۔ اس نے بھی میک اپ کر رکھا تھا لیکن اس کے دانتوں نے اس کا بھی بھانڈا پھوڑ دیا تھا۔ میں نے اس کے دانتوں کی شیپ دیکھ کر اسے پہچانا تھا اسی لئے میں اس کے سامنے خود کو ایکسٹو ہونے سے نہیں چھپا رہا تھا''...... بلیک زیرو نے کہا تو ڈی ایس جو اصلی السلام اور پرنس چلی تھا ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''لو بھائی۔ اب ہم دونوں کے بھانڈے پھوٹ گئے ہیں۔ اب ہم کیا کریں''...... عمران نے بے چارگی سے کہا تو پرنس چلی بے اختیار ہنس پڑا۔

''ایک ایکسٹو کا دوسرے ایکسٹو سے بھانڈا پھوٹا ہے اس کے بارے میں تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن میرا بھانڈہ پھوٹ جائے گا اس سے میرا سر ضرور درد کرنا شروع ہو گیا ہے۔ اب مجھے جلد سے

جلد کسی حسینہ عالم کو تلاش کرنا ہو گا جو میرے سر کی مالش کرے گی تب ہی یہ درد جائے گا''...... پرنس چلی نے مخصوص انداز میں کہا تو بلیک زیرو کے ساتھ عمران بھی ہنسنے لگا۔

''آپ نے بتایا تھا کہ پرنس چلی حسن پرست ہے۔ آپ میرے سامنے پرنس چلی کے روپ میں رہے تھے لیکن آپ نے ایک بار بھی حسن پرستی کی بات نہیں کی تھی۔ یہ بات بھی مجھے کھٹک رہی تھی اسی لئے میں نے آپ پر توجہ دینی شروع کر دی تھی اور پھر آپ کی اصلیت جان کر میں خاموش ہو گیا تھا۔ یہ اچھا ہی ہوا ہے کہ دونوں ایکسٹو ایک ساتھ تھے جن سے صحیح معنوں میں پاور آف ایکسٹو اجاگر ہو گئی تھی اور اسی پاور نے ڈاگ ایجنسی جیسی طاقتور ایجنسی کو بھی اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا ہے۔ لیکن آپ اسرائیل کب آئے تھے''...... بلیک زیرو نے پرنس چلی کے بارے میں اپنی رائے بتانے کے بعد عمران سے پوچھا۔

''جب پرنس چلی نائٹ کلب میں اپنے باڈی گارڈ کی تمہارے ہاتھوں دھنالی کرا رہا تھا اور تم نے کروشو کے ساتھ اسے بھی دو چار لگا دی تھیں''...... عمران نے کہا۔

''وہ تو سب اس نے مجھے آزمانے کے لئے کیا تھا کہ عمران صاحب نے اس کے پاس جو بندہ بھیجا ہے اس میں کتنی صلاحیتیں ہیں اور ہاں آپ کو ایک بات اور بتا دوں۔ مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ بلیک ڈاگ کون ہے''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران کے

ساتھ پرنس چلی بھی چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگا۔

"یعنی تم نے اس کا بھانڈا بھی پھوڑ دیا ہے"...... عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ اس کا بھی بھانڈا پھوٹ گیا ہے"...... بلیک زیرو نے ہنس کر کہا۔

"کون ہے وہ اور آپ نے اسے کیسے پہچانا"...... پرنس چلی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"وہ اسرائیلی وزیر خارجہ کا سیکرٹری سر برانڈس ہے۔ سر برانڈس ہی اصلی بلیک ڈاگ ہے"...... بلیک زیرو نے بتایا اور پھر وہ انہیں بتانے لگا کہ اس نے کیسے سر برانڈس کو پہچانا تھا۔

"لو اسے کہتے ہیں کہ گھر کا بھیدی ہی لنکا ڈھاتا ہے۔ سر برانڈس نے تو واقعی ایسا ہی کر دکھایا ہے۔ اپنی جان اور ڈاگ ایجنسی کی ساکھ بچانے کے لئے اس نے اس ہیڈ کوارٹر کے ساتھ میزائل اسٹیشن بھی تباہ کرنے کے لئے ہمیں کھلا چھوڑ دیا ہے اور ہمیں ہمارا فارمولا بھی واپس دے دیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"چلیں ہمیں کیا۔ ہمیں تو فارمولے سے مطلب تھا جو ہمیں مل گیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ ہمیں کیا۔ ہم تو خاک چھاننے آئے تھے اور خاک چھان کر جا رہے ہیں۔ بلیک ڈاگ کا راز تم نے پرنس چلی کو بتا دیا ہے اب پرنس چلی جتنا چاہے سر برانڈس کو بلکہ اسرائیلی وزیر اعظم

اور پریذیڈنٹ کو بھی بلیک میل کر کر کے اسرائیل کی تمام حسیناؤں کو اپنے دام میں پھنسا سکتا ہے"...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو وہ دونوں کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

ختم شد

سائبیرین جزائر میں عمران اور اس کے ساتھیوں کا انتہائی ایکشن فل ایڈونچر

مکمل ناول

کوڈ کلاک

کوڈ کلاک ـــــ ایک ایسا کوڈ جسے انتہائی انوکھے انداز میں تیار کیا گیا تھا۔

کوڈ کلاک ـــــ جس کا ڈی کوڈ ایک لڑکی کے ذریعے عمران تک پہنچایا گیا لیکن وہ ڈی کوڈ عمران کے پاس محفوظ نہ رہ سکا۔ کیوں؟

زرکاشہ ـــــ ایک تیز طرار لڑکی جس نے عمران کے فلیٹ میں آ کر اس کا ناطقہ بند کر دیا تھا۔ زرکاشہ کون تھی؟

زرکاشہ ـــــ جسے عمران کی موجودگی میں ایک روسیاہی ایجنٹ اغوا کر کے لے جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اور کیسے؟

سی آر ایجنسی ـــــ جس کا سربراہ کرنل راچوف تھا اور اس کا ہیڈکوارٹر ایک بیس کیمپ کے نیچے نیو سائبیرین جزائر میں بنایا گیا تھا۔

چاچن طیارہ ـــــ جو سی آر ایجنسی کے ہیڈکوارٹر کے قریب ایک دوسرے سائبیرین جزیرے پر گر کر تباہ ہو گیا تھا۔

عمران ـــــ جو اس طیارے کا بلیک باکس حاصل کرنا چاہتا تھا۔ کیوں؟

عمران ـــــ جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ ریڈ اسپیس شپ میں سائبیریا کے خوفناک برفانی جزائر پر پہنچ گیا۔

وہ لمحہ ـــــ جب عمران اور اس کے ساتھیوں کے پیروں کے نیچے سے برف کی پرت ٹوٹ گئی اور وہ انتہائی سرد اور تیز رفتار سمندر میں جا گرے۔

وہ لمحہ ـــــ جب عمران اور اس کے ساتھیوں پر سی آر ایجنسی نے اس وقت حملہ کر دیا جب عمران اور اس کے ساتھی ایک برفانی پہاڑی سے اسکیٹنگ کرتے ہوئے نیچے اتر رہے تھے۔

آوالانچ ـــــ ایک خوفناک برفانی طوفان۔ جس میں عمران سمیت اس کے سارے ساتھی زندہ دفن ہو گئے تھے۔

آوالانچ ـــــ جس کی برف کے نیچے دفن ہو کر عمران کو پہلی بار اپنی آنکھوں کے سامنے موت کے سائے ناچتے دکھائی دیئے۔

کرنل کارف ـــــ سی آر ایجنسی کا سیکنڈ چیف جو ڈبل کراس ایجنٹ تھا۔

کرنل کارف ـــــ جو اپنے دشمنوں کی ہلاکت کا اس وقت تک یقین نہیں کرتا تھا جب تک کہ وہ اپنے دشمنوں کی لاشوں کے ٹکڑے نہ اُڑا دے۔

کرنل کارف نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں ہزاروں من برف کے نیچے سے نکالیں اور پھر؟

بلیک اسپیس شپس ـــــ جو عمران اور اس کے ساتھیوں کو اسپیس سے لینے کے لئے خصوصی طور پر سٹار کا جزیرے پر بھیجے گئے تھے۔ وہ اسپیس شپس کس نے بھیجے تھے۔

کرنل راچوف ـــــ جس نے اپنے ہی ہاتھوں سے جزیرہ سٹار کا پر موجود اپنے